نماز تراویح

سعودی علماء کے فتاویٰ اور حرمین شریفین میں تراویح

تعداد رکعات ☆ ازالۂ شبہات

تحریر

ابو عدنان محمد منیر قمر

ترجمان سپریم کورٹ الخبر سعودی عرب

ترتیب وتدوین

انسہ نبیلہ قمر

ناشر

توحید پبلیکیشنز، بنگلور (انڈیا)

نمازِ تراویح

سعودی علماء کے فتاویٰ اور حرمین شریفین میں تراویح

☆فضائل وبرکات ☆تعدادِ رکعات ☆ ازالۂ شبہات

☆ تحریر
ابوعدنان محمد منیر قمر
ترجمان سپریم کورٹ ، الخبر

☆ ترتیب وتدوین
آنسہ نبیلہ قمر

☆ ناشر
توحید پبلیکیشنز، بنگلور

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

اشاعت کے دائمی حقوق بحق مولِّف محفوظ ہیں

نامِ کتاب **نمازِ تراویح**

☆سعودی علماء کے فتاویٰ اور حرمین شریفین میں تراویح

☆تعدادِ رکعات ☆ ازالۂ شبہات

تالیف ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین

کمپوزنگ نبیلہ قمر اور نادیہ قمر

طبع اول ۱۴۲۳ھ ، ۲۰۰۲ء

ناشر توحید پبلیکیشنز، بنگلور، انڈیا

❖ ہندوستان میں ملنے کے پتے ❖

1-توحید پبلیکیشنز، ایس.آر.کے.گارڈن

فون:۲۶۶۵۰۶۱۸، بنگلور_۰۴۱ ۵۶۰

2-چارمینار بک سنٹر

چارمینار روڈ، شیواجی نگر،

بنگلور_۰۵۱ ۵۶۰

3-میسور، فون:۲۴۹۲۱۲۹

1-Tawheed Publications,
S.R.K.Garden,
Phone# 26650618
BANGALORE-560 041
2-Charminar Book Center
Charminar Road,
Shivaji Nagar,
BANGALORE-560 051

Contact:Emailto:tawheed_pbs @hotmail.com

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

فہرستِ مضامین

نمبر	عنوان	صفحہ
1	فہرستِ مضامین .	3
2	عرضِ مؤلّف .	6
3	نمازِتراویح کی فضیلت.	8
4	نمازِتراویح کا حکم .	8
5	پہلی دلیل .	9
6	ایک اشکال اوراسکا ازالہ .	10
7	دوسری دلیل .	11
8	نمازِرتراویح کی جماعت .	13
9	ایک کٹ حجتی کا ازالہ .	16
10	اولاً .	18
11	ثانیاً .	18
12	**رکعاتِ تراویح کی تعداد**	19
13	مسنون عددِتراویح .	21
14	پہلی حدیث .	21
15	ایک شبہ کا ازالہ .	23
16	نمازِتراویح،قیامِ رمضان،قیام اللیل، صلوٰۃ اللیل اورتہجّد .	24
17	دلائل .	43

نمبر	عنوان	صفحہ
18	تہجدوتراویح میں فرق ثابت کرنے	
19	کی بعض کاوشوں کا مختصر جائزہ .	26
20	دوسری حدیث .	31
21	تیسری حدیث .	32
22	چوتھی حدیث .	34
23	پانچویں حدیث .	37
24	گیارہ (۱۱) کے عدد کی حکمت .	37
25	بیس (۲۰) رکعاتِ تراویح سے **متعلقہ روایت کی حقیقت**	38
26	متعلقہ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی استنادی حیثیت .	40
27	پہلا اثرِ فاروقی .	41
28	دوسرا اثرِ فاروقی .	42
29	تیسرا اثر .	43
30	پہلی علّت .	43
31	دوسری علّت .	44
32	تیسری علّت .	44

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

نمبر	عنوان	صفحہ
33	شیخ اسماعیل محمد الانصاری کی طرف سے شیخ البانی کا تعاقب اور اسکی حیثیت .	45
34	چوتھا اثر .	47
35	پانچواں اثر .	48
36	چھٹا اثر .	51
37	ساتواں اثر .	52
38	آٹھواں اثر .	54
39	نواں اثر .	55
40	دسواں اثر .	56
41	ان تمام آثار کی مجموعی حیثیت .	56
42	پہلی وجہ .	57
43	دوسری وجہ .	57
44	ہفت روزہ الاعتصام میں ایک استفتاء	58
45	مدیر الاعتصام کا نوٹ .	60
46	شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب محدّث جلالپوری کا ایک محقّقانہ مقالہ	61
47	پہلی شہادت۔	63
48	دوسری شہادت۔	63
49	تیسری شہادت .	65
50	چوتھی شہادت .	66
51	پانچویں شہادت .	66
52	یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟	69
53	حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھوؒ کی تحقیقات کا خلاصہ .	72
54	پہلا حملہ .	73
55	دوسرا حملہ .	73
56	تیسرا حملہ .	74
57	چوتھا حملہ .	74
58	بیس تراویح پر دعوائے اجماع اور اسکی حقیقت	74
59	علّامہ مبارکپوری کی تحقیق .	75
60	شیخ البانی کا نظریہ .	75
61	نواب صدیق حسن خاں کا ارشاد .	76
62	امام شوکانی کا نقطۂ نظر .	77
63	خلاصۂ کلام	78
64	مسئلہ تراویح اور سعودی علماء ومشائخ	79
65	علّامہ ابن باز رحمہُ اللہ .	80

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

نمبر	عنوان	صفحہ
66	علامہ ابنِ عثیمین رحمہٗ اللہ .	80
67	ایک اشکال کا حل .	82
68	مسئلہ تراویح اور سعودی فتویٰ کمیٹی .	82
69	مسئلہ تراویح اور آئمہ وعلماء حرمین شریفین .	83
70	آٹھ رکعاتِ تراویح کا ثبوت علماء وفقہاء احناف کی کتب سے .	85
71	آٹھ اور بیس کے اختلاف سے نکلنے کا راستہ .	92
72	ایک لطیفہ .	93

نمبر	عنوان	صفحہ
73	وسعتِ ظرفی .	94
74	نمازِ تراویح کے بعد دوبارہ جماعت .	94
75	سوال .	96
76	الجواب بعون الوہاب .	101
77	چند تحقیقاتِ علمیہ .	
78	فیصلہ .	108
79	مصادر ومراجع .	109
80	آپ کے لئے خوشخبری۔	111
81	فہرستِ مطبوعات توحید پبلیکیشنز	112

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

عرضِ مؤلف

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ أَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلا ھَادِيَ لَہٗ، وَأَشْھَدُ أَنْ لَّااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لاَ شَرِیْکَ لَہٗ وَأَشْھَدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ .

أَمَّا بَعْـــــدُ :

قارئینِ کرام ! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

ریڈیو متحدہ عرب امارات ام القیوین کی اردو سروس سے روزانہ اسلامی پروگرام ''دین و دنیا'' پیش کرنے کی سعادت طویل عرصہ تک حاصل رہی اور ماہِ رمضان المبارک میں فضائل و مسائلِ رمضان و روزہ کے ضمن میں دیگر مسائل و احکام کے ساتھ ہی ''مسئلہ تراویح'' بھی آتا رہا ہے۔ لہٰذا مختلف مواقع پر اسے مفصل و مختصر انداز سے نشر کیا جاتا رہا۔

اور اب جبکہ ماہِ ذوالحجہ 1423ھ (جنوری 2002ء) سے اللہ کی توفیق وعنایت سے سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ سے ہفتہ وار دینی پروگرام ''اسلام اور ہماری زندگی'' پیش کرنے کا موقع ملا ہے تو ماہِ رمضان المبارک میں آنے والے چاروں جمعۃ المبارک کو ہم نے اپنے پروگرام کی جو چار قسطیں نشر کی ہیں وہ صرف تراویح کے موضوع اور اسی کے مختلف پہلوؤں کو واضح کرتی ہیں۔

ہمارے ان پروگراموں اور بعض ضروری اضافوں کو ہماری عزیز بیٹیوں نبیلہ قمر اور نادیہ قمر نے مل کر نہ صرف کتابی شکل میں مرتّب و مدوّن کیا بلکہ اسے کمپوز بھی کر دیا ہے۔ **فَجَزَاھُمَا اللّٰہُ خَیْراً وَوَفَّقَنَا وَ اِیَّاھُمَا لِکُلِّ خَیْرٍ وَبِرٍّ وَتَقَبَّلَہٗ مِنَّا خَالِصَۃً لِوَجْھِہِ الْکَرِیْمِ .**

اس کتاب کو قارئین کرام تک پہنچانے میں ہمارے جن احباب نے کسی بھی رنگ میں ہمارے

ساتھ تعاون کیا ہے، اللہ تعالی انہیں بھی جزاء خیر سے نوازے اور ہمارے اس عمل کو ہمارے اور انکے میزانِ حسنات کا حصہ بنائے. آمین .

الحکمۃ الکبریٰ، الخبر
طاق شبِّ رمضان
1423/9/23ھ
2002/11/28ء

آپ کی دعاؤں کا طالب
ابوعمران محمد منیر قمر نواب الدین
ترجمان سپریم کورٹ، الخبر
وداعیہ متعاون، مراکزِ دعوت وارشاد
الخبر ،الظہران، الدمام
(سعودی عرب)

خوشخبری

تمام برادرانِ اسلام کو خوشخبری دی جاتی ہے کہ مؤلّفِ کتاب کے ریڈیو اُمّ القیوین (U.A.E) اور سعودی ریڈیو مکہ مکرمہ کے تمام پروگراموں کے آڈیو کیسٹس اور سیڈیز بھی دستیاب ہیں.

برائے رابطہ: (1) محمد رحمت اللہ خان ایڈووکیٹ الخبر فون:8829292ext2638

(2) مسعود سہیل الجبیل فون:03-3462702

(3) شاہد ستار sasattar63@yahoo.com

☆ ابوعدنان ☆

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

نمازِ تراویح

جب ماہِ رمضان المبارک کا چاند رؤیت یا شہادت وخبر کی بناء پر ثابت ہوجائے تو وہ رات ماہِ رمضان کی پہلی رات شمار ہوتی ہے اور اگر مناسب وقت پر چاند نظر آجائے یا اسکے نظر آجانے کی اطلاع مل جائے تو اُسی رات نمازِ عشاء کے بعد نمازِ تراویح کا آغاز ہوجاتا ہے ۔

نمازِ تراویح کی فضیلت :

رمضان المبارک کی راتوں کا [قیام اللیل] اسقدر باعثِ اجر وثواب ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

((.وَ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَاناً وَ اِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ))[1]

’’جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے ،خالص اُس کی رضاء جوئی کیلئے رمضان المبارک کی راتوں کو قیام کیا اسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے گئے ‘‘۔

اور بعض احادیث میں ((مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) کے بعد ((وَ مَا تَأَخَّرَ)) کے الفاظ بھی ہیں کہ ’’اگلے اور پچھلے سب گناہ معاف ہوگئے‘‘۔اور امام منذری رحمہٗ اللہ نے کہا ہے کہ یہ اضافی الفاظ ((وَ مَا تَأَخَّرَ)) مسند احمد میں جیّد سند کے ساتھ مروی ہیں ۔[2]

نمازِ تراویح کا حکم :

قیامِ رمضان یا نمازِ تراویح کا ادا کرنا فرض نہیں بلکہ سنّت ہے،اوراس سلسلہ میں آئمہ وفقہاءِ مذاہب میں کوئی اختلاف نہیں ہے، بلکہ اس بات پر سب کا اتفاق ہے۔لہٰذا وہ حضرات جوجھٹ

[1] بخاری مع الفتح ۴/۲۵۰،مسلم مع النووی ۳/۶/۳۹۔۴۰،الفتح الربانی ترتیب المسند ۹/۳۱۹۔۳۲۰، مشکوٰۃ ۱/۶۱۰،صحیح الجامع ۳/۵/۳۳۴، ارواء الغلیل ۴/۱۴۔

[2] بحوالہ بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی ۹/۲۲۰ ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

سے فتویٰ داغ دیتے ہیں کہ جس نے تراویح نہ پڑھی اسکا کوئی روزہ نہیں، انھیں اپنے اس قول کی اصلاح کرلینا چاہیئے۔ البتہ ماہِ رمضان المبارک کے شب و روز انتہائی برکت وفضیلت والے ہیں، لہٰذا اس ماہ میں صدقہ و خیرات، تلاوتِ قرآنِ کریم اور نوافل جس قدر بھی ممکن ہوں کم ہیں۔ لیکن جو آدمی کسی عذر کی وجہ سے نمازِ تراویح ادا نہیں کرسکا وہ صبح روزہ رکھ سکتا ہے، اور اسکے روزے میں کسی قسم کا کوئی فرق یا نقص نہیں آتا۔

پہلی دلیل :

نمازِ تراویح کی ترغیب دلانے کیلئے اتنی سخت فتویٰ بازی کی بجائے مسنون طریقہ اختیار کرنے میں ہی خیر و برکت ہے اور وہ مسنون طریقہ صحیح بخاری و صحیح مسلم ، سننِ اربعہ اور مسند احمد میں مذکور ہے، چنانچہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں :

((كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ يُرَغِّبُ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَأْمُرَهُمْ فِيْهِ بِعَزِيمَةٍ، فَيَقُوْلُ: مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيمَاناً وَاِحْتِسَاباً غُفِرَ لَهُ مَاتَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) [۳]

’’نبی ﷺ لوگوں کو رمضان کی راتوں میں قیام کرنے [نمازِ تراویح پڑھنے] کی ترغیب دلایا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ انھیں عزیمت [وجوباً پابندی] کا حکم نہیں دیتے تھے۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ ’’جس نے اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتے ہوئے اور اسی کی رضاء وخوشنودی کے حصول کی خاطر رمضان کی راتوں کو قیام کیا، اسکے سابقہ تمام گناہ بخش دیئے گئے‘‘۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ سنن نسائی میں قتیبہ نے سفیان کے طریق سے اس حدیث میں ((مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ)) کے بعد ((وَمَا تَأَخَّرَ)) کا اضافہ بھی روایت کیا

---

[۳] بخاری مع الفتح ۴/۲۵۰، مسلم مع النووی ۳/۶/۴۰، المنتقیٰ مع النیل ۲/۳/۴۹، مشکوٰۃ ۱/۴۰۵، الفتح الربانی ۹/۲۲۰۔۲۲۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے کہ سابقہ اور لاحقہ تمام گناہ معاف کر دیئے گئے۔ اور انکا کہنا ہے کہ یہ اضافی الفاظ مسند احمد کی ایک روایت میں بھی مروی ہیں۔ [اور انکا یہ اشارہ مسند احمد کی اُسی روایت کی طرف ہے جو سابق میں ذکر کی جا چکی ہے، جسے امام منذری رحمہٗ اللہ نے جیّد سند والی قرار دیا ہے]۔

حافظ موصوف رحمہٗ اللہ لکھتے ہیں کہ اگلے اور پچھلے گناہوں کی مغفرت کے سلسلہ میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جنھیں میں نے ایک مستقل کتاب میں جمع کر دیا ہے۔[۴]

ایک اِشکال اور اسکا ازالہ :

یہاں ایک اِشکال پیش آتا ہے کہ اِس اور اِس سے پہلی حدیث میں جو اضافی الفاظ (وَ مَا تَأَخَّرَ) ہیں کہ "بعد والے گناہ بھی بخش دیئے جاتے ہیں"، یہ کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ مغفرت تو تب ہوتی ہے جب پہلے گناہ سرزد ہوا ہو، اور جب ابھی گناہ سرزد ہی نہیں ہوا تو اس کی پیشگی مغفرت کیسے ہوگی؟

اس اِشکال کو حافظ ابن حجر رحمہٗ اللہ نے فتح الباری شرح صحیح بخاری میں ذکر کر کے مختلف جوابات سے اسکا ازالہ کیا ہے چنانچہ موصوف لکھتے ہیں:

❶ یہ کنایہ ہے اس بات سے کہ وہ کبیرہ گناہوں کے ارتکاب سے محفوظ رہیں گے۔ آئندہ ان سے کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہی نہیں ہوگا۔

❷ یہ بھی کہا گیا ہے کہ اُن سے جو بھی گناہ سرزد ہونگے وہ بخش دیئے جائینگے۔ ماوردی اور بعض دیگر اہلِ علم نے یومِ عرفہ کے روزے کی فضیلت کہ "اس سے سابقہ اور آئندہ دو سالوں کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں" اسکی وضاحت اسی جواب سے کی ہے۔[۵]

❸ آئندہ گناہوں کی بخشش سے مراد یہ ہے کہ ان سے جو بھی فعل سرزد ہوگا، اس پر انکا کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا۔ اہلِ بدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو فرمایا ہے:

((لَعَلَّ اللّٰهَ اِطَّلَعَ عَلَىٰ أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ : اِعْمَلُوْا مَاشِئْتُمْ فَقَدْ

---

[۴] فتح الباری ۴/۲۵۱-۲۵۲۔ [۵] فتح الباری ۴/۲۵۲۔

صحیح دینی معلومات کے لئے "توحید پبلیکیشنز" کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةَ . أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ)).٦

''اللہ نے اہلِ بدر [کے خلوص وایثار] کو دیکھ کر کہا: [آج کے بعد] جو عمل چاہے کرو، تمہارے لیئے جنّت واجب کر دی گئی ہے ۔ یا فرمایا: تمہاری بخشش کر دی گئی ہے ''۔

اس حدیث میں یہی مراد ہے کہ تمہارے آئندہ کے افعال پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہوگا ''جو عمل چاہے کرلو'' یہ ان کی عزّت وتکریم کیلیئے کہا گیا ہے ۔اور یہ عظمت اُنھیں اُنکے اُس عمل کے عوض ملی جو اُنھوں نے اوّلین معرکہء حق و باطل میں اعلائے کلمۃ الحق کیلیئے سر انجام دیا، جسکے نتیجہ میں ہی انکے سابقہ تمام گناہ بھی معاف کر دیئے گئے اور وہ اس کے اہل ہو گئے کہ اگر ان سے آئندہ کوئی گناہ سرزد ہوا تو اللہ انھیں وہ بھی بخش دے گا۔٧

دوسری دلیل :

نمازِ تراویح کے سنّت ہونے کی دوسری دلیل صحیح بخاری و مسلم،ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث ہے جسمیں وہ فرماتی ہیں:

((صَلَّى النَّبِيُّ ﷺ فِي الْمَسْجِدِ فَصَلَّىٰ بِصَلوٰتِهِ نَاسٌ كَثِيْرٌ ، ثُمَّ صَلَّىٰ مِنَ الْقَابِلَةِ فَكَثُرُوْا ثُمَّ اجْتَمِعُوْا مِنَ اللَّيْلَةِ الثَّالِثَةِ فَلَمْ يَخْرُجْ اِلَيْهِمْ ، فَلَمَّا أَصْبَحَ قَالَ :قَدْ رَأَيْتُ صَنِيْعَكُمْ ، فَلَمْ يَمْنَعْنِيْ مِنَ الْخُرُوْجِ اِلَيْكُمْ اِلَّا اَنِّي خَشِيْتُ أَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ ، وَ ذَالِكَ فِي رَمَضَانَ)) .٨

---

٦ بخاری مع الفتح ۳۰۵/۷۔

٧ للتفصیل :فتح الباری ۳۰۵/۷۔۳۰۶، نیل الاوطار ۵۰/۳/۲۔

٨ مسلم ۴۱/۶/۳۔۴۲، المنتقیٰ مع النیل ۵۱/۴/۳،فقه السنّه ۲۰۶/۱۔

صحیح دینی معلومات کے لیئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''نبی اکرم ﷺ نے مسجد میں نماز [تراویح] پڑھی، آپ ﷺ کی اقتداء میں بکثرت لوگوں نے بھی نمازِ تراویح ادا کی، پھر اگلی رات بھی آپ ﷺ نے نماز پڑھی تو لوگوں کی تعداد میں اور اضافہ ہوگیا۔ پھر تیسری رات بھی لوگ جمع ہوگئے، لیکن نبی ﷺ گھر سے باہر تشریف ہی نہ لائے۔ جب صبح ہوئی تو فرمایا: ''میں نے رات دیکھ لیا تھا کہ تم جمع ہوئے ہو لیکن مجھے باہر آنے سے صرف اس چیز نے روک لیا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ کردی جائے''۔ اور یہ واقعہ ماہِ رمضان المبارک میں پیش آیا ''۔

صحیح بخاری اور دیگر کتبِ حدیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ایک حدیث میں نبی ﷺ کے تین راتوں کو نمازِ تراویح پڑھانے کا تذکرہ ہے اور آگے مذکور ہے:

((فَلَمَّا كَانَتِ اللَّيْلَةُ الرَّابِعَةُ عَجِزَ الْمَسْجِدُ عَنْ اَهْلِهٖ حَتّٰى خَرَجَ لِصَلٰوةِ الصُّبْحِ ، فَلَمَّا قَضَى الْفَجْرَ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ ، فَتَشَهَّدَ ، ثُمَّ قَالَ :

اَمَّا بَعْدُ : فَاِنَّهٗ لَمْ يَخْفَ عَلَيَّ مَكَانُكُمْ وَ لٰكِنِّيْ خَشِيْتُ اَنْ تُفْرَضَ عَلَيْكُمْ فَتَعْجِزُوا عَنْهَا ، فَتُوُفِّيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ الْاَمْرُ عَلٰى ذٰلِكَ))[9]

''جب چوتھی رات آئی تو مسجدِ نبوی نمازیوں کی کثرت سے تنگ دامانی کا شکوہ کرنے لگی لیکن آپ ﷺ [باہر تشریف نہ لائے البتہ] جب فجر کیلئے نکلے اور نمازِ فجر سے فارغ ہوگئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوکر توحید و رسالت کی شہادت کے بعد فرمایا: ''مجھ پر تمہاری حالت پوشیدہ نہ تھی لیکن مجھے یہ خدشہ ہوا کہ یہ نماز کہیں تم پر فرض نہ کردی جائے اور تم اسکی ادائیگی سے عاجز آجاؤ [اسلیئے

---

[9] بخاری مع الفتح ۴/۲۵۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

میں باہر نہیں نکلا تھا]،اور نبی ﷺ کی وفات تک نمازِ تراویح اسی طرح رہی‘‘۔

[یعنی اسکی باقاعدہ جماعت شروع نہ ہوئی کہ صرف ایک ہی امام ہوتا،البتہ مختلف اماموں کے ساتھ جماعت ثابت ہے جیسا کہ اثرِ فاروقی آگے آرہا ہے]۔

صحیحین اور دیگر کتب میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے بھی اسی مفہوم کی ایک حدیث مروی ہے لیکن اسمیں تین یا چار راتوں کی تعداد مذکور نہیں بلکہ:((فَصَلَّیٰ فِیھَا لَیَالِیُ)) کے الفاظ ہیں کہ آپ ﷺ نے چند راتیں مسجد میں بنائے گئے حجرہ میں نمازِ تراویح پڑھی ((حَتّیٰ اجْتَمِعَ عَلَیْہِ النَّاسُ)) حتی کہ لوگ آپ ﷺ کے ساتھ نماز کیلئے جمع ہو گئے۔[10]

تاہم اِن اور اسی موضوع کی دیگر احادیث سے معلوم ہوا کہ نمازِ تراویح سنّت ہے، واجب نہیں۔امام شوکانی نے کسی اختلاف کا تذکرہ کیئے بغیر ہی بات ذکر کی ہے۔[11]

اور امام نووی نے اس پر اتفاق ذکر کیا ہے۔[12]

نمازِ تراویح کی جماعت:

نمازِ تراویح نہ صرف مشروع بلکہ مستحب وسنّت ہے اور اسکے استحباب کا پتہ سابقہ احادیث سے لگ جاتا ہے،خصوصاً حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث سے،جس میں ہے:

((کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُرَغِّبُ فِي قِیَامِ رَمَضَانَ مِنْ غَیْرِ اَنْ یَّأْمُرَھُمْ فِیْہِ بِعَزِیْمَۃٍ)) .

’’نبی ﷺ قیامِ رمضان کی ترغیب دلایا کرتے تھے لیکن آپ ﷺ عزیمت (وجوب) کا حکم نہیں فرمایا کرتے تھے‘‘ .

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں لکھا ہے کہ اہلِ علم کا اس بات پر تو اتفاق ہے کہ نمازِ تراویح مستحب وسنّت ہے،البتہ اسمیں اختلاف پایا جاتا ہے کہ اسکا اکیلے اپنے گھر میں پڑھنا افضل ہے یا کہ مسجد میں باجماعت ادا کرنا؟امام مالک،ابو یوسف اور بعض شافعیہ رحمہم اللہ نے کہا

---

10 مشکوٰۃ ۱/۴۰۵۔ 11 نیل الاوطار ۲/۳/۴۹۔ 12 شرح مسلم نووی ۳/۶/۴۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے کہ نمازِ تراویح کا انفرادی طور پر اپنے گھر میں ادا کرنا افضل ہے اور امام شافعی ، انکے اکثر ساتھیوں ، امام احمد، امام ابوحنیفہ، امام ابن المبارک ، امام اسحاق بن راہویہ ، اور بعض مالکیہ کے نزدیک نمازِ تراویح کا مسجد میں باجماعت ادا کرنا افضل ہے۔ ۱۳

فریقِ اول (امام مالک ، ابو یوسف اور بعض شافعیہ رحمہم اللہ) کا استدلال بخاری و مسلم ، ابوداؤدونسائی ، معجم طبرانی کبیر، مسند احمد اور صحیح ابی عوانہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے مروی اس حدیث سے ہے جسمیں ارشادِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

((أَفْضَلُ الصَّلوٰةِ ، صَلوٰةُ الْمَرْءِ فِي بَيْتِهٖ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ)).

’’فرض نماز کو چھوڑ کر افضل ترین نماز وہ ہے جو آدمی اپنے گھر میں پڑھے‘‘۔ ۱۴

جبکہ فریقِ ثانی [جمہورِ اہلِ علم بشمول امام شافعی ، انکے اکثر ساتھیوں ، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور بعض مالکیہ رحمہم اللہ] کا استدلال صحیح بخاری ،موطأ مالک ،ابن ابی شیبہ اور طبقات ابن سعد میں وارد عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے مروی تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے ہے چنانچہ وہ بیان کرتے ہیں :

((خَرَجْتُ مَعَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ لَيْلَةً فِى رَمَضَانَ اِلَىٰ الْمَسْجِدِ فَاِذَا النَّاسُ أَوْزَاعٌ مُّتَفَرِّقُونَ يُصَلِّي الرَّجُلُ لِنَفْسِهٖ، وَ يُصَلِّي الرَّجُلُ فَيُصَلِّيْ بِصَلوٰتِهِ الرَّهْطُ ، فَقَالَ عُمَرُ : اِنِّي أَرَى لَوْ جَمَعْتُ هٰؤُلَآءِ عَلَىٰ قَارِىءٍ وَاحِدٍ لَكَانَ أَمْثَلُ ثُمَّ عَزَمَ فَجَمَعَهُمْ عَلَى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ثُمَّ خَرَجْتُ مَعَهٗ لَيْلَةً أُخْرىٰ وَالنَّاسُ يُصَلُّوْنَ بِصَلَوٰةِ قَارِئِهِمْ ، فَقَالَ عُمَرُ: نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ ، وَ الَّتِي يَنَامُوْنَ عَنْهَا

---

۱۳ ترمذی و التحفہ ۵۳۲/۳ شرح النووی ۳۹/۶/۳۔۴۰، نیل الاوطار ۵۰/۳/۲، فتح الباری ۲۵۲/۴۔

۱۴ النووی ایضاً و صحیح الجامع ۳۶۶/۱/۱ و النیل و فتح الباری ۳۵۳/۴

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

أَفْضَلُ مِنَ الَّتِي يَقُوْمُوْنَ . يُرِيدُ آخِرَ اللَّيْلِ . وَ كَانَ النَّاسُ يَقُوْمُوْنَ أَوَّلَهُ) .[۱۵]

''میں رمضان المبارک کی ایک رات حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ الگ الگ نماز پڑھ رہے ہیں، کوئی بالکل اکیلا ہے اور کسی کے ساتھ چند لوگ بھی ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اگر میں ان سب کو ایک امام کی اقتداء میں باجماعت نماز ادا کرنے پر جمع کردوں تو بہتر ہے، پھر انھوں نے اپنے ارادے کو عملی جامہ پہنایا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کو حضرت ابیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر جمع کردیا۔ایک رات پھر میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسجد کی طرف نکلا تو دیکھا کہ لوگ ایک امام کی اقتداء میں تراویح پڑھ رہے ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''یہ نیا انداز اچھا ہے۔ البتہ جو لوگ رات کے پہلے حصہ میں سوجاتے اور آخری حصہ میں اُٹھ کر نماز پڑھتے ہیں وہ پہلے حصہ میں نماز پڑھنے والوں سے افضل ہیں''۔اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں قیام کیا کرتے تھے''۔

اس اثر میں جو تعاملِ صحابہ رضی اللہ عنہم مذکور ہے، اُس سے استدلال کرتے ہوئے فریقِ ثانی نے نمازِ تراویح کے، مسجد میں باجماعت ادا کرنے کو افضل قرار دیا ہے اور نمازِ تراویح کے باجماعت ادا کرنے پر ہی مسلمانوں کا عمل چلا آرہا ہے کیونکہ یہ نماز بھی نمازِ عید کی طرح شعائرِ ظاہرہ میں سے ہے، لہٰذا نمازِ عید کی طرح ہی اسکا بھی باجماعت ادا کرنا ہی افضل ہوا اور یہی تعاملِ امّت ہے۔

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے امام کی اقتداء میں باجماعت نمازِ تراویح ادا کرنے کو زیادہ بہتر قرار دیا ہے تو یہ دراصل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اِس نماز کو باجماعت پڑھانے کی بناء پر ہے اور پھر

---

[۱۵] بخاری مع الفتح ۴/۲۵۰ ،صلوٰۃ التراویح للالبانی مترجم اردو ص:۵۵۔۵۶ ابنِ ابی شیبہ میں ''نِعْمَ الْبِدْعَةُ هَذِهِ'' کے الفاظ نہیں ہیں۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

آپ ﷺ کا مسلسل جماعت کرانے سے رُک جانا محض اسکے فرض ہوجانے کے خدشہ کی بناء پر تھا جو نبی ﷺ کی وفات کے بعد باقی نہ رہا، لہٰذا حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ کے نزدیک اس کا باجماعت پڑھا جانا ہی راجح ہوا تو انھوں نے اسی پر لوگوں کو جمع کردیا۔اِس میں ایک تو وحدتِ امت کا راز پنہاں ہے، دوسرے اکثر نمازیوں کیلئے باجماعت نمازِ تراویح کا ادا کرلینا اکیلے پڑھنے کی نسبت آسان بھی ہوتا ہے۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اکیلے اکیلے تراویح پڑھنے سے باجماعت پڑھنے کو (امثل وبہتر) قرار دینا نبی ﷺ کے عملِ مبارک سے استنباط کیا گیا تھا جیسا کہ حافظ ابنِ حجر رحمہٗ اللہ نے ابنُ التین وغیرہ شُرّاحِ حدیث سے نقل کیا ہے اور امام بخاری رحمہٗ اللہ نے اس اثرِ فاروقی کے معاً بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی وہ حدیث وارد کی ہے جسمیں وہ بیان کرتی ہیں :

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ صَلّٰى وَ ذَالِکَ فِي رَمَضَانَ)) .

''نبی ﷺ نے نمازِ (تراویح) پڑھی اور یہ رمضان کا واقعہ ہے''۔(اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ ﷺ کی اقتداء میں نماز پڑھی) .۱۶

جبکہ امام بخاری کے اس حدیث کو اثرِ فاروقی کے فوراً بعد وارد کرنے میں بھی شائد یہی راز ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے عملِ مبارک سے ہی استنباط کیا تھا کہ باجماعت نمازِ تراویح ہی افضل ہے،اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا میں نبی ﷺ کا وہ عملِ مبارک مذکور ہے۔۱۷

ایک کٹ حجتی کا ازالہ :

حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے اثر میں واردان کے الفاظ :''**نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهٖ**'' سے بعض لوگ

---

۱۶ بخاری ۴/۲۵۰۔ ۱۷ فتح الباری بتصرّف ۴/۲۵۲ نیز دیکھیئے :
صلوٰۃ التراویح للالبانی ص:۳۳۔۳۹ مترجم اردو از مولانا محمد صادق صاحب خلیل [فیصل آباد] جسمیں موصوف نے جماعتِ تراویح کی مشروعیّت چھ احادیث سے ثابت کی ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بڑی کٹ حجتی کرتے ہیں اوراس کو بنیاد بنا کر بدعات کے ایک انبار کو جواز مہیّا کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان الفاظ سے انھوں نے با قاعدہ ایک اصول گھڑ لیا ہے کہ بعض بدعات حسنہ بھی ہوتی ہیں جیسا کہ حضرتِ فاروق رضی اللہ عنہ نے تراویح کی جماعت کو بدعتِ حسنہ قرار دیا ہے ۔

اور بدعتِ حسنہ وسیئہ کی اس تقسیم کے بعد وہ اپنی ایجاد کردہ بدعات کو جواز مہیّا کرتے پھرتے ہیں جو کہ کئی وجوہات کی بناء پر صحیح نہیں ہے :

اولاً : اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ذہن نشین رہنی چاہیئے کہ بدعات کی یہ تقسیم ہی صحیح نہیں بلکہ نبی اکرم ﷺ نے ہر بدعت کو ہی گمراہی اور موجبِ جہنم قرار دیا ہے، چنانچہ صحیح مسلم، سننِ اربعہ، مسند احمد، بیهقی، دارمی اور مستدرك حاکم میں مروی معروف خطبۂ مسنونہ (جسے نبی ﷺ ،خلفاء راشدین، عام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین، تبع تابعین،اور آئمہ دین رحمہم اللہ ہر وعظ وارشاد کی مجلس میں پڑھا کرتے تھے اور علماء امّت آج تک خطباتِ جمعہ وغیرہ میں پڑھتے چلے آرہے ہیں) اُس کے آخر میں ارشادِ نبوی ﷺ کے یہ الفاظ بھی ہیں :

((وَشَرَّ الْأُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٍ وَكُلّ بِدْعَةٍ ضَلاَلَةٌ))

’’اور بدترین افعال، دین میں داخل کی جانے والی نئی ایجادات ہیں اور ہر ایسی ایجاد بدعت اور ہر بدعت گمراہی ہے‘‘

اور سنن نسائی وصحیح ابنِ خذیمہ میں یہ الفاظ بھی ہیں :

((وَ كُلَّ ضَلاَلَةٍ فِي النَّارِ)) . ۱۸

’’اور ہر گمراہی کا انجام نارِ جہنم ہے‘‘۔۱۹

جبکہ تمام بدعات سے بچنے کے بارے میں ابو دائود ،ترمذی ،ابنِ ماجہ، مسند احمد، صحیح ابنِ حبّان اور سنن درامی میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے :

۱۸ مشکوٰۃ ۱/۵۱ تخریج صلوٰۃ الرسول ﷺ ص:۴۴۔۴۶

۱۹ مشکوٰۃ ۱/۵۱، شیخ البانی نے اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے.

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

((مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ فَسَیَرَیٰ اِخْتِلَافاً کَثِیْراً فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِيْ وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِینَ الْمَهْدِیِّیْنَ ، عَضُّوْا عَلَیْهَا بِالنَّوَاجِذِ وَ اِیَّاکُمْ وَ مَحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ فَاِنَّ کُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ)) .

''تم میں سے جو شخص (تادیر) زندہ رہا وہ بہت اختلاف دیکھے گا (ایسے میں) تم میری سنّت اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کا طریقہ مضبوطی سے اپنائے رکھنا اور خبردار! دین میں ایجاد کیئے جانے والے نت نئے امور سے بچ کر رہنا کیونکہ ہر ایسا طریقہ وبدعت گمراہی ہے''۔[۲۰]

ان احادیث سے یہ بات کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ حسنہ وسیّئہ والی تقسیم صحیح نہیں بلکہ ((کُلّ)) کے لفظ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر بدعت کو ہی گمراہی وموجبِ جہنّم قرار دیا ہے ۔

ثانیاً: اِس اثرِ فاروقی سے بدعاتِ حسنہ پر استدلال کے صحیح نہ ہونے کی دوسری وجہ یہ ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے ارشاد میں جو لفظ ((بِـــدْعَة)) استعمال ہوا ہے وہ اپنے متبادر و معروف معنوں میں نہیں ہے بلکہ یہ تو (مشـاکلـه) ہے جو کہ عربوں میں معروف تھا کہ ایسا لفظ استعمال کرنا جس سے اسکا اصل معنیٰ نہیں بلکہ کوئی دوسرا معنیٰ مراد ہوتا ہے۔ خود قرآنِ کریم میں اس مشاکلہ کی مثال موجود ہے، چنانچہ سورۃ البقرہ آیت:۱۳۸ میں ارشادِ الٰہی ہے :

﴿صِبْغَةَ اللّٰهِ وَ مَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً﴾

''اللہ کا رنگ [دینِ اسلام]، اور اللہ سے بہتر رنگ کس کا ہوسکتا ہے؟''

یہاں ﴿صِبْغَة﴾ سے اِسکا متبادر ومعروف لغوی معنی رنگ یا پاؤڈر تو نہیں، بلکہ ''دینِ اسلام'' مراد ہے۔

اسی طرح ہی قولِ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ میں بدعت سے مراد صرف یہ ہے: ''گزشتہ ایام میں نہ پائی جانے والی چیز کو وجود میں لانا''۔ جبکہ یہ بھی نہیں کہ یہ تراویح کی جماعت سابق میں

---

[۲۰] بحوالہ ریاض الصالحین ص:۸۷ بمراجعہ الارناؤوط ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بالکلیّہ موجود ہی نہیں تھی۔ یہ موجود تھی اور اسکا اجراء اسکے سنّتِ رسول ﷺ ہونے کے پیشِ نظر ہی کیا گیا تھا جیسا کہ تفصیل ذکر کی جاچکی ہے۔ اور یہاں یہ بات بھی ذکر کردیں کہ نبی ﷺ کے چند دن تراویح کی جماعت کرانے کے بعد اسکی جماعت کو ترک کر دینے سے یہ بھی لازم نہیں آتا کہ اس کے بعد پھر عہدِ فاروقی تک دوبارہ کبھی جماعت ہی نہیں ہوئی بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مسجد میں گروہوں کی شکل میں مختلف آئمہ کی اقتداء میں باجماعت تراویح پڑھنا ثابت ہے جیسا کہ اثرِ فاروقی کے شروع کے الفاظ: ''وَيُصَلِّي الرَّجُلُ وَيُصَلِّيْ بِصلوٰتِهِ الرَّهْطُ'' سے پتہ چلتا ہے کہ کوئی اکیلے پڑھتا اور ''کسی کے ساتھ کچھ لوگ ہوتے''۔ البتہ ایک امام کی اقتداء میں باقاعدہ جماعت کی شکل نہیں تھی جیسا کہ حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے آخری الفاظ سے پتہ چلتا ہے۔ لہٰذا نمازِ تراویح کی جماعت کو معروف معنوں میں بدعت کہنا یا سمجھنا ہی صحیح نہیں۔ یہ بدعت تب ہوتی جب اِسکا نبی ﷺ سے کوئی ثبوت ہی نہ ہوتا، حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ یہ تو دیگر کتبِ حدیث کے علاوہ خود صحیح بخاری میں نبی ﷺ کی سنّت ثابت ہے۔

غرض الفاظِ عمر رضی اللہ عنہ میں واردلفظِ بدعت ازقسم (مشاکلہ) ہے۔[۲۱]

رکعاتِ تراویح کی تعداد :

نمازِ تراویح کی رکعتیں کتنی ہیں؟ اس سلسلہ میں موجودہ تعامل تو آپ کے سامنے ہے کہ کوئی آٹھ (8) تراویح اور تین (3) وتر، کُل گیارہ (11) رکعتیں پڑھتا ہے، کوئی دس (10) تراویح اور تین (3) وتر، کُل تیرہ (13) رکعتیں پڑھتا ہے اور کوئی بیس تراویح (20) اور تین (3) وتر، کُل تئیس (23) رکعتیں پڑھتا ہے۔

جبکہ حافظ ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں، علاّمہ عینی حنفی نے عمدۃ القاری میں، امام شوکانی نے نیل الاوطار میں، علاّمہ مبارکپوری نے تحفۃ الاحوذی میں اور دیگر آئمہ وفقہاء

[۲۱] نیز دیکھیئے ہماری کتاب ''قبولیتِ عمل کی شرائط'' باب ''بدعات کا اجمالی تعارف'' ص: ۱۲۷۔۱۳۳ اوص: ۱۹۸۔۲۱۱

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اوراہل علم نے اپنی اپنی کتب میں عہدِ خلافتِ راشدہ کے بعدوالےمختلف لوگوں سے رکعاتِ تراویح کی مختلف تعدادنقل کی ہے۔ ان میں بغیر وتر کے اور وتر سمیت گیارہ (11)اور تیرہ(13)رکعتیں بھی منقول ہیں اور نمازِ تراویح ہی کی سولہ (16)، بیس (20)، چوبیس (24)،اٹھائیس (28)، چونتیس (34)، چھتّیس (36)،اڑتیں (38)،انتالیس (39)، چالیس (40)،اکیالیس (41)،چھیالیس (46)،سینتالیس (47)،اورانچاس (49)رکعتیں بھی منقول ہیں.[۲۲]

ایک عام آدمی رکعاتِ تراویح میں اختلاف کی یہ بھر ماردیکھ کرحیران رہ جاتاہےکہ آخرصحیح بات کیاہے؟اوراس اختلاف کاحل کیاہے؟

اِن عرب ممالک اورخلیجی ریاستوں میں تووتروں سمیت تیرہ رکعتوں کابھی رواج ہے،جسمیں دراصل نمازِعشاءکی آخری دوسنتیں یافجرکی پہلی دوسنتیں یامحض دوافتتاحی رکعتیں شامل ہوتی ہیں جیساکہ عمدۃ القاری (حوالۂ سابقہ)تحفۃ الاحوذی (حوالۂ سابقہ)، شرح النووی علیٰ مسلم (۲۱۰۱۶/۶/۳)،صلوٰۃ التراویح للالبانی (ص:30۔32 مترجم)اورفتح الملہم مولاناشبیراحمدعثمانی (۲۸۸/۲)،میں تفصیل مذکورہے ۔

ہمارے برِّصغیر کےممالک پاک وہندوغیرہ میں صرف دوہی عددمعروف ہیں:ایک وتروں سمیت گیارہ (11) رکعات یعنی آٹھ (7)تراویح،اور دوسرا وتروں سمیت تئیس (23)رکعات یعنی بیس (20)تراویح،اوران ہردونظریہ کے قائلین علماءنے اپنااپناموقف ثابت کرنے کے لیئے آج تک بیشمارکتابیں،رسالےاورمضامین ومقالے لکھے ہیں اورفریقین نے ہی اپنی اپنی بات منوانے کیلیئے ایڑی چوٹی کازورلگایاہے۔لیکن عوام الناس کےنزدیک آج بھی یہ سوال باقی ہے کہ آخرصحیح بات اورعددِمسنون کیاہے؟اورفقہاءِمذاہب کے مابین پائے

---

[۲۲] دیکھیئے:فتح الباری ۲۵۳/۴۔۲۵۴،عمدۃ القاری ۱۲۷/۷/۴،۲۰۴۔۲۰۵،۶۔۱۲۶/۱۱۔۱۲۷، نیل الاوطار ۵۳/۳/۲ تحفۃ الاحوذی ۵۲۲/۳۔۵۳۲ مجالس شہر رمضان للعثیمین ص:۱۸۔۱۹

صحیح دینی معلومات کے لیئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کامطالعہ کریں۔

جانے والے اس اختلاف کا حل کیا ہے؟

مسنون عددِتراویح:

ہم یہاں گیارہ (11) سے لیکر انچاس (49) رکعات تراویح کے سلسلہ میں پائے جانے والے اقوال، انکے دلائل اور توجیہات کے تذکرہ سے بات کو طول نہیں دینا چاہتے ، اہلِ علم اس سلسلہ میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں ، ہمارے سامنے صرف ایک ہی نقطہ ہے، اور ہم اسے ہی زیرِ بحث لارہے ہیں اور وہ نقطہ ایک سوال ہے کہ حدیثِ رسول ﷺ اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی روشنی میں نمازِ تراویح کا مسنون عدد یا مسنون نمازِ تراویح کی کتنی رکعتیں ہیں؟

پہلی حدیث :

اس سلسلہ میں جو احادیث ملتی ہیں ان میں سے پہلی حدیث صحیح بخاری و مسلم، ابو دائود و ترمذی ، نسائی و مسند احمد ، ابی عوانہ و مؤطا مالك اور سنن بیهقی میں ہے جس میں حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں :

((أَنَّهُ سَأَلَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا : كَيْفَ كَانَتْ صَلٰوةُ الرَّسُوْلِ ﷺ فِي رَمَضَانَ ؟فَقَالَتْ :مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَ لَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشْرَةَ رَكْعَةٍ ...الخ))أ

’’انھوں نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: ماہِ رمضان (کی راتوں) میں نبی ﷺ کی نماز کیسی ہوتی تھی؟ انھوں نے جواب دیا: آپ ﷺ رمضان یا کسی دوسرے مہینے میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے...‘‘ [۲۳]

یہ گیارہ رکعتیں تین وتروں سمیت ہیں اور اِن میں تراویح کی تعداد صرف آٹھ (8) رکعتیں ہے جیسا کہ خود اسی حدیث کے الفاظ ہیں :

---

[۲۳] بخاری مع الفتح ۳/۳۳ کتاب التہجد ، باب قیام النبی ﷺ باللیل فی رمضان وغیرہ و۴/۲۵۱،مسلم مع نووی ۳/۶/۱۷، کتاب صلوٰۃ التراویح للالبانی ص:۳۰ مترجم اردو .

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

((يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي أَرْبَعاً فَلا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِهِنَّ وَ طُوْلِهِنَّ ثُمَّ يُصَلِّي ثَلاثاً ...الخ))

''آپ ﷺ چار (4) رکعتیں پڑھتے جن کے طول اور حُسن کا مت پوچھو ،پھر آپ ﷺ چار (4) رکعتیں پڑھتے جن کے طول وحسن کے بھی کیا کہنے، اور پھر تین رکعتیں [وتر] پڑھتے تھے'' ۔۲۴

صحیحین وغیرہ کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ کے قیام اللیل، قیامِ رمضان، صلوٰۃ اللیل، تہجّد یا تراویح کی تعداد آٹھ (8) رکعتیں اور تین (3) وتر، کل گیارہ (11) رکعتیں تھی۔ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ چار رکعتیں ایک سلام کے ساتھ بھی پڑھی جاسکتی ہیں۔ یہ جائز تو ہے لیکن (مستحب) یہی ہے کہ چار رکعتوں کو دو سلاموں کے ساتھ یعنی دو دو کر کے پڑھا جائے، کیونکہ نبی ﷺ کا عام معمول اور معروف طرزِ عمل یہی تھا، اور صحیح مسلم میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

((صَلوٰةُ اللَّيْلِ مَثْنىٰ مَثْنىٰ)) ''رات کی [نفلی] نماز دو دو رکعتیں ہے''۔۲۵

❶ اس حدیث کا تقاضا بھی یہی ہے، اور امام نووی نے یہی موقف اختیار کیا ہے، اور شافعیہ کے ساتھ ساتھ شیخ ابن باز رحمۃ اللہ کے نزدیک تراویح کی چار رکعتیں ایک سلام سے پڑھنا جائز ہی نہیں۔۲۶

سماحۃ الشیخ ابن باز رحمۃ اللہ نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے کہ چار رکعتوں والی حدیث سے مراد یہ ہے کہ آپ ﷺ سلام ہر دو رکعتوں کے بعد ہی پھیرتے تھے نہ کہ چار رکعتیں مسلسل پڑھنے کے بعد، کیونکہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

((صَلوٰةُ اللَّيْلِ مَثْنىٰ مَثْنىٰ)) ''رات کی نفلی نماز دو دو رکعتیں ہے''۔۲۷

---

۲۴ حوالہ جاتِ سابقہ ۔ ۲۵ مسلم ۱/۵۱۶-۵۱۹، طبرانی بحوالہ صحیح الجامع ۲/۳/۶/۲۵ .
۲۶ الفقه على المذاهب الاربعه ، شرح مسلم ۳/۶/۳۰ ۲۷ دیکھیئے تخریج: ۲۵۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے:

((كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ اِحْدَىٰ عَشْرَةَ رَكْعَةً يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ اثْنَتَيْنِ وَ يُوتِرُ بِوَاحِدَةٍ)) .

''نبی ﷺ رات کو دو دو رکعتیں کر کے دس رکعات پڑھا کرتے تھے اور آخر میں ایک رکعت وتر پڑھتے تھے'' ۔ ۲۸

❷ اور اسی معنیٰ و مفہوم کی کئی احادیث ہیں اور مختلف احادیث ایک دوسرے کی تفسیر بیان کرتی ہیں ۔ ۲۹

ایک شبہ کا ازالہ :

یہاں یہ اعتراض کیا جا سکتا ہے کہ یہ تو نبی ﷺ کی نمازِ تہجد یا قیامُ اللیل کی رکعتیں تھیں نہ کہ نمازِ تراویح کی ۔

❸ جبکہ اس اعتراض کا جواب یا اس شُبے کا ازالہ اس طرح ممکن ہے جو کہ اسی حدیث کے اندر ہی موجود بھی ہے کہ راوی نے قیامِ رمضان یا مروجّہ اصطلاح کی رو سے نمازِ تراویح کے بارے میں سوال کیا تھا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اُسے جواب بھی اُسی کے بارے میں دیا۔ اور اہلِ علم کے مابین اس بات پر کوئی اختلاف نہیں کہ بقیہ مہینوں کی نمازِ تہجد ہی رمضان المبارک کی نمازِ تراویح ہے۔ کیونکہ رمضان شریف میں اس نمازِ تراویح کے علاوہ تہجد پڑھنا نبی ﷺ سے کسی حدیث میں ثابت نہیں، اور اسی بات کی صراحت ممتاز حنفی عالم علاّمہ انور شاہ کشمیری رحمہٗ اللہ نے فیض الباری اور تقریر ترمذی [عرف الشذی] میں کی ہے۔ ۳۰

---

۲۸ متفق علیہ

۲۹ فتاویٰ الصیام لابنِ باز، ص: ۸۷ جمع وترتیب: محمد المسند

۳۰ العرف الشذی ص: ۳۰۹، اور بعض طباعتوں میں ص: ۳۲۹، وفیض الباری ۲/ ۴۲۰، وللتفصیل: صلوٰۃ التراویح للالبانی ص: ۳۲ - ۳۴ اردو

نمازِ تراویح، قیامِ رمضان، قیام اللیل، صلوٰۃ اللیل اور تہجد :

یہ پانچوں نام ایک ہی نماز کے ہیں، سال کے گیارے مہینوں میں جو نماز دوسرے تین ناموں سے پڑھی جاتی ہے، اسے ہی ماہِ رمضان میں تراویح یا قیامِ رمضان کے نام سے ادا کیا جاتا ہے، اور جن تین راتوں میں نبی ﷺ نے نمازِ تراویح کی جماعت کروائی تھی اُن راتوں میں الگ سے تہجد کے نام سے نبی ﷺ کا قیام اللیل ادا کرنا ہرگز ثابت نہیں ہے، بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بیان کے مطابق آپ ﷺ کے تراویح کی جماعت سے فارغ ہونے کے بعد اتنا وقت ہی نہیں بچا تھا کہ کوئی دوسری متعدد رکعتوں والی نماز پڑھی جاسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ امام بخاری اور دیگر محدّثینِ کرام نے ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی قیام اللیل یا تہجد کی گیارہ رکعتوں والی نماز پر مشتمل حدیث کو کتاب التراویح میں ذکر کیا ہے۔

دلائل :

❶ اس نماز تراویح کے ہی تہجد ہونے، نبی ﷺ کے ماہِ رمضان میں تہجد کی جگہ صرف تراویح ہی پڑھنے اور تہجد کے نام سے دوسری کوئی نماز نہ پڑھنے کی کئی دلائل ہیں۔ اس کی ایک واضح دلیل وہ حدیث ہے جسمیں حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''ہم نے نبی ﷺ کے ساتھ ماہِ رمضان کے روزے رکھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں تئیسویں (23) روزے تک قیام نہیں کروایا اور اس رات جب قیام کروایا تو اتنی لمبی قراءت فرمائی کہ پہلی رات کا ایک تہائی حصّہ اور دوسری رات کا آدھا حصّہ قیام میں ہی گزر گیا......اور تیسری رات جب آپ ﷺ نے قیام کی جماعت کروائی تو اتنی لمبی تلاوت فرمائی:

((حَتّٰی تَخَوَّفْنَا أَنْ یَفُوْتَنَا الْفَلَاحُ قُلْتُ : مَا الْفَلَاحُ ؟ قَالَ: السُّحُوْرُ))[۳۱]

---

[۳۱] ابو داؤد ،حدیث:۱۳۶۲، ترمذی ،حدیث:۷۸۷،نسائی،حدیث:۱۳۶۴،صحیح ابن حبان، حدیث:۲۵۴۸ ، صحیح ابن خزیمہ۳۳۸/۳،حدیث:۲۲۰۶۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''حتیٰ کہ ہم ڈر گئے کہ آج کہیں ہم [فلاح] سے ہی نہ رہ جائیں، میں نے عرض کیا کہ [فلاح] سے کیا مراد ہے؟ تو انھوں نے فرمایا: سحری کھانا''۔

یہ الفاظ صحیح ابن خزیمہ کے ہیں، جنھوں نے اسے صحیح السند قرار دیا ہے، ڈاکٹر مصطفیٰ اعظمی نے بھی اسے صحیح کہا ہے اور علاّمہ البانی نے انکے صحیح کہنے کو برقرار رکھا ہے۔۳۲

❷ نبی ﷺ نے تین روز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تراویح پڑھائی اور پھر یہ سلسلہ بند کر دیا اور اسکا سبب بعض روایات میں یہ بیان فرمایا:

((وَلٰکِنِّیُ خَشِیُتُ أَنُ تُفُرَضَ عَلَیُکُمُ صَلوٰۃَ اللَّیُلِ فَتَعُجَزُوُا عَنُهَا)) ۳۳

''لیکن مجھے خدشہ ہو گیا کہ کہیں تم پر صلوٰۃ اللیل فرض نہ کر دی جائے اور تم اس سے عاجز رہ جاؤ''۔

جبکہ بعض روایات میں یہ الفاظ بھی ہیں:

(خَشِیُتُ أَنُ یُفُرَضَ عَلَیُکُمُ قِیَامُ اللَّیُلِ هٰذَا الشَّهُرِ) . ۳۴

''مجھے خدشہ ہوا کہ اس ماہ کا قیام کہیں تم پر فرض نہ کر دیا جائے''۔

اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان راتوں میں جس نماز کی جماعت نبی ﷺ نے کروائی تھی وہ تراویح ہی تھی۔ اور ایسے ہی ان احادیثِ صحیحہ کی بعض روایات میں ((صَلوٰۃُ اللَّیُلِ)) اور ((قِیَامُ هَذَا الشَّهُر)) بھی کہا گیا ہے۔

تو گویا تراویح ہی رمضان میں صلوٰۃ اللیل اور تہجد بھی ہے۔

❸ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی نمازِ تہجد و تراویح کو ایک ہی سمجھتے تھے اور لوگ رات کے پہلے حصہ میں تراویح پڑھتے تھے جبکہ وہ رات کے آخری حصّہ میں تراویح پڑھا کرتے تھے مگر صرف ایک ہی مرتبہ جیسا کہ علاّمہ انور شاہ کشمیری حنفی نے تفصیل ذکر کی ہے۔۳۵

---

۳۲ دیکھیئے: صحیح ابن خزیمہ ۳۳۸/۳ بتحقیق الاعظمی ۔ ۳۳ فتح الملہم ۳۲۲/۲
۳۴ فتح الملہم ایضاً۔ ۳۵ فیض الباری ۴۲۹/۲۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

❹علاّمہ کشمیری حنفی رحمہ اللہ نے امام محمد بن نصر مروزی سے نقل کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض علماء سلف کا کہنا ہے کہ جو شخص تراویح پڑھے اسے پھر تہجد نہیں پڑھنی چاہیئے اور بعض علماء نے مطلق نوافل کی اجازت دی ہے ،اور آگے لکھتے ہیں کہ علماء سلف کا یہ اختلافِ رائے بھی اس بات کی دلیل ہے کہ ان کے نزدیک دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔[٣٦]

تہجد وتراویح میں فرق ثابت کرنے کی بعض کاوشوں کا مختصر جائزہ:

سابقہ دلائل کی روشنی میں انصاف و دیانت کے ساتھ غور کرنے پر واضح ہوجاتا ہے کہ تہجد وتراویح دونوں نام ایک ہی نماز کے ہیں، تاہم بعض حضرات بڑے شدّ ومدّ سے دونوں میں فرق کرنے کے قائل ہیں اور اس فرق کو نمایاں کرنے کیلئے بعض نکات کی نشان دہی کی جاتی ہے، جن کی حقیقت کو واشگاف کرتے ہوئے ڈاکٹر مقتدیٰ حسن ازہری (جامعہ سلفیہ بنارس) لکھتے ہیں:

❶ ایک فرق یہ بتلایا جاتا ہے کہ تراویح شروع رات میں پڑھی جاتی ہے اور تہجد اخیر رات میں۔

مگر یہ محض غلط فہمی ہے۔تہجد اور تراویح کا وقت بالکل ایک ہے یعنی نمازِ عشاء کے بعد سے فجر کے پہلے تک۔ چنانچہ ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا یہ بیان مروی ہے :

”رسول اللہ ﷺ عشاء سے فارغ ہونے کے بعد سے فجر تک کے وقفہ میں گیارہ رکعت پڑھتے تھے“

اور دوسری روایت میں انہوں نے اس کی تفصیل یہ بتائی ہے :

” آپ ﷺ نے رات کے ہر حصہ میں تہجد کی نماز پڑھی ہے۔کبھی شروع رات میں، کبھی درمیان رات میں، اور کبھی اخیر رات میں “۔[٣٧]

---

[٣٦] فیض الباری ٢/٤٢٠ ۔ [٣٧] صحیح مسلم ١٥٥٢وغیرہ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”توحید پبلیکیشنز“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے :

''ہم نبی ﷺ کو رات کے جس کسی حصہ میں سوتے ہوئے دیکھنا چاہتے، دیکھ سکتے تھے۔ اور نماز کی حالت میں دیکھنا چاہتے تو دیکھ سکتے تھے ''۔ ۳۸؎

یعنی آپ ﷺ نے تہجد کے لیۓ رات کا کوئی حصہ مثلاً ابتدائی یا درمیانی یا آخری مخصوص نہیں کر رکھا تھا، بلکہ رات کے جس حصہ میں کسی روز نماز پڑھتے، اسی حصہ میں کسی روز سوتے تھے۔ اس طرح چند روز مسلسل آپ کو دیکھا جاتا تو رات کے ہر حصّہ میں کبھی سوتے اور کبھی جاگتے ہوئے دیکھا جا سکتا تھا۔

بعینہٖ یہی معاملہ تراویح کا ہے کہ اسے رات کے جس حصہ میں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ عام لوگ سہولت کیلئے شروع رات میں پڑھتے تھے، مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ اخیر رات میں پڑھتے تھے، نبی ﷺ نے تیسری رات اور بعد میں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی کبھی کبھی اسے سحری تک طول دے دیا تھا۔

❷ تہجد اور تراویح میں ایک دوسرا فرق یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ نمازِ تراویح جماعت سے پڑھی جاتی ہے اور تہجد بلا جماعت۔

مگر یہ بھی صحیح نہیں ہے، دونوں ہی نمازیں جماعت کے ساتھ پڑھی جا سکتی ہیں اور بلا جماعت بھی۔ تہجد میں نبی ﷺ کے ساتھ دوسروں کی شرکت کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ چنانچہ ایک بار حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما شریک تھے۔ ایک بار حضرت حذیفہ، ایک بار حضرت ابن مسعود اور ایک بار حضرت جابر رضی اللہ عنہم۔ ۳۹؎

تراویح کی نماز بھی نبی ﷺ نے صرف تین رات جماعت سے پڑھائی، اس کے بعد فرضیت کے اندیشہ سے جماعت موقوف کردی۔ اور گھروں میں پڑھنے کا مشورہ دیا، اس پر خلافتِ فاروقی کے ابتدائی دَور تک عمل ہوتا رہا۔ ۴۰؎ یعنی رسول اللہ ﷺ کے حسبِ مشورہ

۳۸؎ **نسائی،** شیخ البانی نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ صحیح بخاری میں بھی ہے، دیکھیۓ: حاشیہ مشکوٰۃ ۳۷۹/۱۔ ۳۹؎ صحیح مسلم ۱۶۰/۱۔۱۶۴۔ ۴۰؎ صحیح بخاری ۱۴۷/۱۔۱۹۸۔

صحیح دینی معلومات کے لیۓ ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے اپنے گھروں میں بلا جماعت تراویح پڑھتے رہے۔ بلکہ جو حضرات مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آتے تھے، ان میں بھی کوئی اکیلا پڑھتا تھا۔ اور کسی کے پیچھے چند افراد کی ایک ٹولی کھڑی ہو جاتی تھی۔ ایک ہی نماز ایک ہی مسجد میں مختلف ٹولیوں کے اندر بٹ کر پڑھنے میں کئی خطرات مضمر ہو سکتے تھے۔ اس لیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد میں آنے والوں کو ایک ہی امام کے تحت جمع کر دیا۔ کیونکہ اب فرضیّت کا اندیشہ نہیں رہا تھا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلوبہ مصلحت پوری ہو چکی تھی۔ لیکن خود حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور بعض دیگر حضرات بھی اس جماعت میں شریک نہ ہوتے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اخیر رات میں تراویح پڑھنا افضل سمجھتے تھے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تراویح کیلئے جماعت نہ ضروری ہے نہ اہم، اسے با جماعت بھی پڑھ سکتے ہیں اور بلا جماعت بھی۔ اور بعینہٖ یہی حکم تہجد کا بھی ہے۔

یہ بھی یاد رہے کہ اگر ایک ہی نماز کسی زمانہ میں جماعت سے اور کسی زمانہ میں بلا جماعت پڑھی جائے تو محض با جماعت اور بلا جماعت کے فرق سے وہ دونوں دو الگ الگ نمازیں نہیں ہو جاتیں۔ آخر وتر کی نماز بھی گیارہ مہینہ بلا جماعت پڑھی جاتی ہے اور رمضان میں جماعت کے ساتھ۔ لیکن کیا کوئی اس بات کا قائل ہے کہ گیارہ مہینے تو یہ وتر ہے اور رمضان میں وتر نہیں بلکہ کچھ اور ہے؟

❸ تہجد اور تراویح میں تیسرا فرق یہ بھی بتلایا جاتا ہے کہ تہجد کی مشروعیّت نصِ قرآنی سے ہوئی ہے۔

﴿ **فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً لَّكَ** ﴾. (بنی اسرائیل:۷۹)۔

''[رات کے کچھ حصّہ میں] تہجد کی نماز میں [قرآن پڑھیں]''۔

اور: ﴿**قُمِ اللَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا**﴾۔ (المزمّل:۲)۔

''رات کو قیام کرو مگر تھوڑی رات میں''۔

اور تراویح کی مسنونیت احادیث سے ہوئی ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((سَنَنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ)).

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''میں نے رمضان کے قیام کو مسنون کیا''۔[41]

مگر یہ استدلال بھی غلط فہمی پر مبنی ہے۔ مذکورہ دونوں آیتوں سے یہ تو ظاہر ہی ہے کہ تہجد اور قیام اللیل دونوں ایک ہی نماز کے نام ہیں۔ یہ بھی ظاہر ہے کہ جس قیام اللیل کی مشروعیت نصِ قرآنی سے ہو رہی ہے وہ رمضان اور غیر رمضان دونوں کو شامل ہے۔ اس کی تائید اس روایت سے بھی ہوتی ہے:

((جَعَلَ اللّٰهُ صِيَامَهُ فَرِيْضَةً وَ قِيَامَ لَيْلِهِ تَطَوُّعاً)) ۔[42]

''اللہ نے اس [رمضان] کا روزہ فرض کیا ہے اور اس کا قیام نفل بنایا ہے''۔

اب ((سَنَّنْتُ لَكُمْ قِيَامَه)) والی حدیث کو لیجیئے۔ اس میں تراویح کا لفظ نہیں ہے بلکہ [قِيَامَهٗ] قیامِ رمضان کا لفظ ہے اور نصِ قرآنی قیامِ رمضان کو بھی شامل ہے۔ اور جب قیامِ رمضان ہی کا نام تراویح ہے تو کون کہہ سکتا ہے کہ نصِ قرآنی اس کو شامل نہیں۔ پس حقیقت یہ ہے کہ تراویح کی مشروعیّت نصِ قرآنی ہی سے ہوئی ہے۔

رہی ((سَنَّنْتُ لَكُمْ قِيَامَهٗ)) والی حدیث تو یہ سخت ضعیف ہے۔ اس کے ایک راوی نضر بن شیبان کے متعلق ابن معین کا ارشاد ہے کہ اس کی حدیث کچھ نہیں۔ امام بخاری اور امام دار قطنی نے بھی اس کی اس حدیث کی تضعیف کی ہے۔[43] پھر یہ حدیث مذکورۂ سابقہ حدیث کے معارض و مخالف بھی ہے، لیکن اس کے باوجود اگر اسے لائقِ اعتبار مان بھی لیں تو یاد رہے کہ شارع حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہے، اس لیئے نبی ﷺ کی طرف قیامِ رمضان کی نسبت مشروعیّت کے اعتبار سے نہیں، بلکہ صرف اس اعتبار سے ہے کہ آپ ﷺ نے عام تہجد کے مقابلہ میں اس کی طرف زیادہ توجہ اور شوق دلایا ہے۔ اس کے فضائل و برکات بیان کیئے ہیں۔ تعدادِ رکعات اور

---

[41] نسائی، یہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ کچھ تفصیل آگے آ رہی ہے۔

[42] سنن کبریٰ بیہقی بسند ضعیف جیسا کہ شیخ البانی نے لکھا ہے، حاشیہ مشکوٰۃ ۱/۶۱۳۔

[43] تہذیب التہذیب ۱۰/۴۳۸، میزان الاعتدال ۴/۲۴۳۔۲۴۳

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

کیفیتِ اداوغیرہ کی تفصیلات بتائی ہیں۔

یہ بھی یادرہے کہ قیامِ لیلۃ القدر کی مشروعیّت اور مسنونیّت کا ذکرخصوصی طور پر قیامِ رمضان سے الگ کیا گیا ہے،مگرکوئی نہیں کہتا کہ لیلۃ القدر کی نماز عام قیامِ رمضان سے جدا کوئی نماز ہے۔اسی طرح قیامِ رمضان[تراویح] کا ذکرتہجد سے الگ ہوجانے کی وجہ سے وہ کوئی جدا نماز نہیں بن جاتی۔

آیئے!اس سلسلہ میں مولانا انورشاہ کشمیری کاایک جامع بیان پڑھیئے!وہ لکھتے ہیں:

(قَالَ عَامَّةُ الْعُلَمَاءِ اَنَّ التَّرَاوِيْحَ وَ صَلٰوةَ اللَّيْلِ نَوْعَانِ مُخْتَلِفَانِ وَ الْمُخْتَارُ عِنْدِيْ اَنَّهُمَا وَاحِدٌ وَ اِنِ اخْتَلَفَتْ صِفَتُهُمَا...وَ جَعْلُ اِخْتِلَافِ الصِّفَاتِ دَلِيْلاً عَلٰى اِخْتِلَافِ نَوْعَيْهِمَا لَيْسَ بِجَيِّدٍ عِنْدِيْ،بَلْ كَانَتْ تِلْكَ صَلٰوةٌ وَاحِدَةٌ اِذَا تُقُدِّمَتْ سُمِّيَتْ بِاسْمِ التَّرَاوِيْحِ وَاِذَا تُأُخِّرَتْ سُمِّيَتْ بِاسْمِ التَّهَجُّدِ ،وَ لَا بِدْعَ فِيْ تَسْمِيَتِهَا بِاسْمَيْنِ عِنْدَ تَغَايُرِ الْوَصْفَيْنِ ، فَاِنَّهُ لَا حَرَجَ فِيْ التَّغَايُرِ الْاِسْمِيِّ اِذَا اجْتَمَعَتْ عَلَيْهِ الْاُمَّةُ وَ اِنَّمَا يَثْبُتُ تَغَايُرِ النَّوْعَيْنِ اِذَا اُثْبِتَ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ اَنَّهُ صَلَّى التَّهَجُّدَ مَعَ اِقَامَتِهِ بِالتَّرَاوِيْحِ) [۴۴]

''یعنی عام طور پرعلماءِ[حنفیہ] یہ کہتے ہیں کہ تراویح اورصلوٰۃ اللیل[تہجد] دومختلف النوع نمازیں ہیں۔لیکن میرے نزدیک مختار یہ ہے کہ یہ دونوں نمازیں ایک ہیں۔اگرچہ ان دونوں کے اوصاف میں کچھ اختلاف ہے ......مگرصفات کے اختلاف کونوعی اختلاف کی دلیل بنانا میرے نزدیک ٹھیک نہیں ہے۔حقیقت میں یہ دونوں نمازیں ایک ہی ہیں۔اول شب میں پڑھی گئی تواس کا نام تراویح ہوا۔اورآخرشب میں ادا کی گئی تواس کا

[۴۴] فیض الباری ۲/۴۲۰)۔

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

نام تہجد ہوا۔ اور جب ان دونوں کے اوصاف میں کچھ اختلاف بھی ہے تو اس لحاظ سے اگر اس کے دو نام ہوں تو کیا تعجب ہے؟ ہاں! ان دونوں نمازوں کا متغائر النوع ہونا اس وقت ثابت ہوگا جب یہ ثابت ہوجائے کہ رسول اللہ ﷺ نے تراویح کے ساتھ ساتھ نمازِ تہجد بھی ادا فرمائی تھی''۔

مولانا انور شاہ کا بیان آپ نے پڑھ لیا، جن کے متعلق مولانا اشرف علی تھانوی کا ارشاد ہے :

''اس امّت میں انکا وجود اسلام کی صداقت کی دلیل اور مستقل معجزہ ہے''۔[45]

اب مزید اطمینان کیلئے مولانا رشید احمد گنگوہی کا بیان بھی پڑھیئے :

''بر اہلِ علم پوشیدہ نیست کے قیامِ رمضان اور قیام اللیل فی الواقع یک نماز است کہ در رمضان برائے تیسیر مسلمین در اولِ شب مقرر کردہ شد، وہنوز عزیمت در ادائش آخر شب است ......نزد ہموں قائل فرضیّتِ تہجد برآں حضرت ﷺ تراویح نفس تہجد است علی التحقیق ......و بر رائے کسے کہ تہجد را برآنحضرت ﷺ منسوخ گوید چنانچہ قولِ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہست رواہ مسلم فی صحیحہ پس مواظبتِ تہجد دلیلِ سنّت مؤکّدہ خواہد بود، و دلائل قولیہ ناظرِ استحباب ،مگر تہجدِ رمضان کہ تراویح ست بدلیل قول سنّتِ مؤکّدہ خواہد ماند۔ وَاللہ اعلم''۔[46]

''اہلِ علم پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ قیامِ رمضان [تراویح] اور قیام اللیل [تہجد] فی الواقع دونوں ایک ہی نماز ہیں۔ جو رمضان میں مسلمانوں کی آسانی کیلئے اوّل شب میں مقرر کردی گئی ہے۔ مگر اب بھی عزیمت اسی میں ہے کہ آخر شب میں ادا کی جائے ...... جو لوگ آنحضرت ﷺ کے حق میں تہجد کی فرضیّت کے قائل ہیں انکے نزدیک محقّق بات یہ ہے کہ تراویح عین تہجد ہے ......اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ تہجد کی فرضیّت رسول اللہ ﷺ کے حق میں بھی منسوخ ہوگئی جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے۔ تو ان کے مسلک کے مطابق تہجد پر آنحضرت ﷺ کی

---

[45] الفرقان بریلی، صفر ۱۳۷۲ھ۔ [46] لطائف قاسمیہ ص:۱۳۔۱۷ مکتوب سوم۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

مواظبت اسکے سنّتِ مؤکّدہ ہونے کی دلیل ہوگی۔اورقولی حدیثیں استحباب پر دلالت کریں گی۔ مگر رمضان کی تہجد جو عین تراویح ہے، دلیلِ قولی کی بنا پر سنّتِ مؤکّدہ ہی رہے گی۔وَاللہ اعلم۔

خلاصہ یہ کہ ماہِ رمضان کے تہجد ہی کا نام تراویح ہے۔اسلیئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث جسمیں یہ بیان کیا گیا ہے کہ نبی ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں رات کی نماز گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے،اس سے کسی ادنیٰ شبہ کے بغیر تراویح کی تعداد گیارہ رکعت مسنون ثابت ہوتی ہے۔

دوسری حدیث:

نمازِ تراویح کے مسنون عدد کے تعیّن پر دلالت کرنے والی دوسری حدیث معجم طبرانی صغیر، قیام اللیل مروزی، صحیح ابن حبان اور صحیح ابن خزیمہ میں ہے، جسمیں حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ وَ أَوْتَرَ)) .

’’ہمیں نبی ﷺ نے ماہِ رمضان میں نمازِ (تراویح) کی آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور وتر پڑھائے‘‘۔[47]

یہ حدیث بھی صحیحین والی حدیث کے معنیٰ میں اوراسکی مؤیّد ہے۔اورایک عینی شاہد کی شہادت ہے۔کیونکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے بھی اس حدیث میں آگے پورا واقعہ بیان کیا ہے کہ اس سے اگلی رات بھی ہم سب اکٹھے ہوکر آپ ﷺ کی آمد کے منتظر رہے،لیکن آپ ﷺ باہر تشریف نہیں لائے اور صبح پوچھنے پر بتایا:

((اِنِّيْ خَشِيْتُ أَنْ يُكْتَبَ عَلَيْكُمْ)) .

---

[47] صحیح ابن خزیمہ ۲/۱۳۸،اور شیخ البانی نے اسے تعلیقات ابن خزیمہ میں صحیح قرار دیا ہے،بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۵،وصلوٰۃ التراویح ص:۳۳۔۳۴،مختصر قیام اللیل للمروزی ص:۱۵۵ ، التعلیق الممجد ص:۱۳۸، المرعاۃ۲/۲۹۹ .

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''میں ڈر گیا تھا کہ کہیں یہ تم پر فرض نہ ہو جائے'' .۴۸

علاّ مہ ذہبی نے میزان الاعتدال میں اس حدیث کو ذکر کرنے اور جرح وتعدیل بیان کرنے کے بعد کہا ہے کہ اسکی سند اوسط درجے کی ہے۔۴۹ نبی ﷺ کی رکعاتِ تراویح کی تعداد ذکر کرنے کیلئے حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو فتح البـاری میں نقل کیا ہے۔اور مقدمۂ فتح الباری میں انکی اپنی صراحت کی رو سے کہ وہ فتح الباری میں جس حدیث سے بھی استدلال کریں گے وہ صحیح یا کم از کم حسن درجہ کی ہوگی ۔اس اعتبار سے یہ حدیث کم از کم حسن درجہ کی ثابت ہوتی ہے (جو کہ علاّمہ ذہبی کے قول کے موافق ہے) اس حدیث کی سند کے ایک راوی عیسیٰ بن جاریہ پر مولانا شوق نیموی نے اپنی کتاب آثـار السـنـن میں کچھ کلام نقل کیا ہے جبکہ علاّ مہ عبدالرحمٰن مبارکپوری نے علاّ مہ ذہبی رحمۂ اللہ جیسے (ابنِ حجر کے نزدیک نقدِ رجال میں استقراءِ تامّ کا درجہ رکھنے والے)محدِّث کے مقابلہ میں ،انکے کلام کو نا قابلِ التفات قرار دیا ہے۔۵۰

تیسری حدیث :

تعدادِ تراویح کے تعیّن اور مسنون عدد کے تقرّر سے تعلق رکھنے والی تیسری حدیث مسـنـد ابی یعلیٰ اور معجم طبرانی اوسط میں حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے مروی ہے جسمیں وہ بیان کرتے ہیں

((جَاءَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ اِلَىٰ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَ : يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اِنَّهُ كَانَ مِنِّيَ اللَّيْلَةَ شَئٌ يَعْنِيْ فِي رَمَضَانَ ؟ قَالَ : وَمَا ذَاكَ يَا أُبَيُّ؟ قَالَ : نِسْوَةٌ فِيْ دَارِيْ قُلْنَ :اِنَّا لَا نَقْرَأُ الْقُرْآنَ ،فَنُصَلِّي بِصَلَوَاتِكَ، قَالَ: فَصَلَّيْتُ بِهِنَّ ثَمَانَ رَكَعَاتٍ وَ أَوْتَرْتُ ،فَكَانَتْ سُنَّةُ الرِّضَاءِ وَ لَمْ يَقُلْ شَيْئاً))

۴۸ حوالہ جاتِ سابقہ ۴۹ میزان الاعتدال ۳/۳۱۱
۵۰ دیکھیئے :تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۵ ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

’’حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض گزار ہوئے کہ اے اللہ کے رسول ﷺ! آج رات یعنی رمضان کی رات میں مجھ سے ایک کام سرزد ہوگیا ہے۔آپ ﷺ نے پوچھا: اے اُبیؓ! وہ کیا کام ہے؟ کہنے لگے: میرے گھر کی خواتین نے کہا: ہم قرآن (زیادہ) نہیں پڑھتیں لہٰذا ہم آپ کے ساتھ تراویح پڑھیں گی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے انھیں آٹھ رکعتیں (تراویح) پڑھائیں اور پھر وتر۔ یہ آپ ﷺ کی سنّتِ رضاء (تقریری حدیث) ہے، کیونکہ آپ ﷺ نے ان سے کچھ نہ کہا‘‘۔۵۱؎

مجمع الزوائد میں علاّمہ ہیثمی کے بقول یہ حدیث حسن ہے اور کسی کام کا آپ ﷺ کے علم میں لایا جانا یا کسی کام کو آپ ﷺ کا بچشمِ خود ملاحظہ فرمانا اور پھر اس پر خاموش رہنا، یہ آپ ﷺ کی رضا مندی کی دلیل ہے جیسا کہ خود اسی حدیث کے الفاظ سے پتہ چل رہا ہے۔ اور اگر حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ فعل (آٹھ تراویح اور وتر پڑھنا) صحیح نہ ہوتا تو نبی اکرم ﷺ اس پر نکیر فرماتے، خاموش نہ رہتے کیونکہ کسی غلط کام کو ہوتے دیکھ کر یا سن کر نکیر کیئے بغیر خاموشی اختیار کر لینا تو منصبِ نبوّت کے ہی خلاف ہے۔

چوتھی حدیث:

اسی موضوع کی چوتھی حدیث مؤطا امام مالك، سنن کبریٰ بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ اور سنن سعید بن منصور میں ہے، جسمیں سائب بن یزید رحمہٗ اللہ بیان کرتے ہیں:

((أَمَرَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أُبَيَّ بْنَ كَعْبٍ رضی اللہ عنہ وَتَمِيماً الدَّارِيَّ رضی اللہ عنہ أَنْ يَّقُوْمَا لِلنَّاسِ اِحْدَىٰ عَشَرَةَ رَكْعَةً وَكَانَ الْقَارِيءُ يَقْرَءُ بِالْمِئِيْنَ

۵۱؎ بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۵۔۵۲۶، مجمع الزوائد ۳/۷۴، الفتح الربانی ۵/۱۵، قیام اللیل مروزی ص: ۱۵۵، اوراس کے آخر میں یہ الفاظ بھی ہیں: ((فَسَكَتَ عَنْهُ وَ كَانَ شِبْهُ الرِّضَاءِ)) ’’آپ ﷺ خاموش ہو گئے جو کہ آپ ﷺ کی رضاءمندی کی علامت ہے‘‘

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حَتَىٰ كُنَّا نَعْتَمِدُ عَلَى الْعَصَا مِنْ طُوْلِ الْقِيَامِ وَمَا كُنَّا نَنْصَرِفُ إِلَّا فِي فُرُوْعِ الْفَجْرِ)) .

''امیر المؤمنین حضرت عمر الفاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابیّ بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ (11) رکعتیں پڑھایا کریں اور امام ایک ایک رکعت میں سَو سَو آیات پڑھتا حتی کہ ہم تھک کر عصا کا سہارا لینے پر مجبور ہو جاتے تھے اور طلوعِ فجر کے قریب جا کر ہم نمازِ تراویح سے فارغ ہوتے تھے'' ۵۲

اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد مولانا شوق نیموی حنفی لکھتے ہیں: إِسْنَادُهُ صَحِيْحٌ کہ اسکی سند صحیح ہے۔۵۳ علاّمہ البانی نے بھی اس حدیث کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔۵۴

علاّمہ ابن عبد البر نے امام مالک رحمہٗ اللہ کی گیارہ (11) رکعتوں والی اس روایت کے بارے میں کہا ہے کہ امام مالک رحمہٗ اللہ اسمیں منفرد ہیں، حالانکہ انکی یہ بات ایک باطل وہم ہے جیسا کہ علاّمہ زرقانی نے مؤطا کی شرح میں ابن عبد البر کی تردید کرتے ہوئے کہا ہے کہ انکا یہ قول درست نہیں ہے اور علاّمہ عبد الرحمٰن مبارکپوری نے بھی تحفة الاحوذی میں اور شوق نیموی نے آثار السنن میں ابن عبد البر کے اس وہم کو باطل قرار دیا ہے۔۵۵

امام مالک رحمہٗ اللہ نے اپنے لیئے گیارہ رکعتوں کو ہی اختیار کیا ہے، چنانچہ امام سیوطی اپنے رسالہ المصابيح فى صلوٰة التراويح میں اپنے ساتھیوں میں سے الجوزی کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امام مالک نے کہا: ''جس عدد پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو جمع کیا، مجھے وہی

---

۵۲ مؤطامع تنوير الحوالك للسيوطى ۱/۱۳۸، مشكوٰة ۱/۴۰۷، تحفة الاحوذى ۳/۲۵۶، قيام الليل ص: ۱۵۵، سنن كبرى بيهقى ۲/۴۹۶.

۵۳ بحوالہ التحفة ایضاً ۵۴ مختصر صحیح بخاری ص: ۴۷، صلوٰة التراويح ص: ۱۶۰ اردو۔

۵۵ شرح الزرقانی ۱/۲۳۹، التحفة ۳/۵۲۶

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

سب سے زیادہ محبوب ہے اور وہ ہے گیارہ رکعتیں اور یہی نبی ﷺ کی نماز ہے''۔ان سے پوچھا گیا کہ وتروں سمیت گیارہ رکعتیں؟ تو انھوں نے فرمایا: ہاں اور تیرہ بھی قریب ہی ہے، البتہ یہ جو بکثرت رکعتیں ہیں، انکے بارے میں فرمایا:

((وَلَا أَدْرِي مِنْ أَيْنَ أُحْدِثَ هٰذَا الرُّكُوعُ الْكَبِيْرُ)) .

''میں نہیں جانتا کہ یہ بکثرت رکعتیں کس نے ایجاد کر دی ہیں''۔٥٦

گیارہ رکعتوں کی روایت پر امام مالک رحمہ اللہ کی متابعت یحیٰی بن سعید قطّان نے مصنف ابن ابی شیبہ (۲/۸۹/۲) میں، عبدالعزیز بن محمد نے سنن سعید بن منصور میں اور اسماعیل بن امیہ، اسامہ بن زید، محمد بن اسحاق اور اسماعیل بن جعفر نے صحیح ابن خزیمہ (۱/۱۸٦/۴) میں کی ہے، البتہ محمد بن اسحاق نے تیرہ (13) رکعات کا ذکر کیا ہے۔امام محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل (ص:95) میں کہا ہے کہ قیامِ رمضان کے بارے میں سائب بن یزید کی حدیث سے زیادہ صحیح حدیث اور کوئی نہیں ہے یعنی تیرہ رکعات پڑھنے والی جسمیں سائب بن یزید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

((كُنَّا نُصَلِّي فِيْ زَمَنِ عُمَرَ فِيْ رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً)) .

''ہم عہدِ فاروقی میں ماہِ رمضان میں قیام اللیل کی تیرہ (13) رکعتیں پڑھا کرتے تھے''.٥٧

امام محمد بن اسحاق نے کہا ہے :

(وَهٰذَا أَثْبَتُ مَا سَمِعْتُ فِيْ ذَالِكَ).٥٨

''اس سے صحیح حدیث، تراویح کے سلسلہ میں، مَیں نے دوسری کوئی نہیں سنی'' ۔

اور تیرہ رکعات کی اس روایت سے معلوم ہوا کہ محمد بن اسحاق اسمیں منفرد ہیں۔

٥٦ التحفہ ۵۲۳/۳ ٥٧ قیام اللیل ص:۹۵ بحوالہ صلوٰۃ التراویح ص:٦٠ والتحفۃ ۵۲٦/۳ ۔

٥٨ فتح الباری ۲۵۴/۴۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

پانچویں حدیث :

تیرہ رکعتوں والی سابقہ روایت ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی صحیح مسلم والی اس روایت کے موافق ہے جسمیں تیرہ رکعتوں کا ہی ذکر ہے لیکن اسمیں فجر کی دو سنتیں بھی شامل ہیں ۵۹ اسطرح مختلف روایات میں مطابقت بھی ہو جاتی ہے چنانچہ صحیح مسلم میں اس حدیث کے الفاظ یہ ہیں:

((أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يُصَلِّيْ ثَلَاثَ عَشْرَةَ رَكْعَةً بِرَكْعَتَيِ الْفَجْرِ))

''نبی ﷺ فجر کی دو رکعتوں سمیت تیرہ (13) رکعات پڑھا کرتے تھے'' ۔۶۰

مذکورۂ سابقہ تمام احادیث و آثار میں گیارہ رکعتوں کا ہی ذکر آیا ہے اور حدیثِ عائشہ رضی اللہ عنہا کے سوا باقی سب قیامِ رمضان یا نمازِ تراویح کے بارے میں ہی ہیں جبکہ مطلق تہجّد کے بارے میں بھی صحیح بخاری و مسلم اور ابوداوٗد میں آٹھ (8) رکعتوں اور وتروں کا ہی ذکر ملتا ہے، زیادہ کا نہیں۔ اور ان آٹھ کے ساتھ پانچ وتر یعنی تیرہ رکعتیں یا عشاء کی آخری دو یا فجر کی پہلی دو سنتوں سمیت بارہ رکعتوں یا ان میں سے کسی ایک کی سنتوں سمیت دس رکعتوں اور تین رکعاتِ وتر کا تذکرہ ملتا ہے ۔۶۱

گیارہ (11) کے عدد کی حکمت :

سابق میں ذکر کی گئی تفصیل سے معلوم ہوا کہ نمازِ تراویح یا قیامِ رمضان و قیام اللیل کا وتروں سمیت مسنون عدد گیارہ (11) رکعتیں ہی ہے اور اس گیارہ کے عدد کی حکمت کیا ہے؟ اس سلسلہ میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہٗ اللہ فتح الباری میں لکھتے ہیں :

''مجھ پر ظاہر ہوا ہے کہ گیارہ سے زیادہ رکعتیں نہ پڑھنے کی حکمت دراصل یہ ہے کہ نمازِ تہجد اور

---

۵۹ مسلم و شرح نووی ۳/۶/۱۷۔۱۹ ۶۰ حوالہ سابقہ ۔

۶۱ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۴۔۵۲۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

وتر دونوں ہی رات کی نماز کے ساتھ خاص ہیں، اور دن کے فرض،ظہر کی چار اور عصر کی چار اور مغرب کی تین رکعتیں یعنی کل گیارہ (11) رکعات دن کے وتر ہیں۔تو مناسب یہی تھا کہ اجمال و تفصیل ہر اعتبار سے رات کی نماز بھی دن کی نماز جتنی ہی ہو۔اور جن روایات میں تیرہ (13) رکعتوں کا ذکر ہے، انکی مناسبت دن کی نمازوں کی رکعتوں سے یوں ممکن ہے کہ جب مذکورہ تین نمازوں کی گیارہ رکعتوں میں فجر کی دو فرض رکعتیں بھی شامل کرلیں تو تیرہ ہوجاتی ہیں کیونکہ اپنے مابعد کے اعتبار سے وہ بھی دن کی ہی نماز ہے'' ۔٦٢ؔ

بیس(20)رکعاتِ تراویح سے متعلقہ روایت کی حقیقت :

سابقہ تفصیل سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ صحیح ترین احادیث اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی رو سے تراویح کا عدد مسنون گیارہ (11) رکعتیں ہے۔اب رہی وہ حدیث اور آثار جن سے بیس (20) تراویح کا پتہ چلتا ہے۔تو بیس تراویح کے ذکر پر مبنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنے والی سند پر مشتمل یعنی مرفوع روایت حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مصنف ابن ابی شیبہ ، معجم طبرانی کبیر ، سنن کبریٰ بیھقی ، مسند عبد بن حمید الکشی،اورمعجم بغوی میں مروی ہے جسمیں وہ بیان کرتے ہیں :

((أَنَّ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم كَانَ يُصَلِّيْ فِيْ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً سِوَىٰ الْوِتْرِ))

''نبی صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں وتروں کے سوا بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے'' ۔٦٣ؔ

بیس (20) تراویح کے ذکر پر مبنی شائد صرف یہی ایک مرفوع روایت ہے کیونکہ اس موضوع کی دوسری کوئی روایت ہماری نظر سے نہیں گزری ،البتہ بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے آثار ہیں جنھیں ہم آگے چل کر ذکر کررہے ہیں۔اور یہاں اس مرفوع روایت کی استنادی حیثیت کے تعیّن کیلئے ہم ماہرینِ فنِ حدیث کے اقوال پیش کررہے ہیں ۔

٦٢ؔ فتح الباری ۲۱/۳ .
٦٣ؔ بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۵۲۹/۳ .

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

① معروف حنفی محدّث علاّ مہ زیلعی نصب الرایہ فی تخریج احادیث الھدایہ میں لکھتے ہیں: ''یہ روایت امام ابوبکر ابن ابی شیبہ کے دادا ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان کی وجہ سے معلول (علّت والی) ہے کیونکہ اسکے ضعیف ہونے پر تمام محدّثینِ کرام کا اتفاق ہے اور ابن عدی نے الکامل میں اسے لیّن (کمزور) قرار دیا ہے، پھر یہ روایت اُس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جسمیں رمضان وغیر رمضان کسی وقت نبی ﷺ کے گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھنے کا ذکر آیا ہے اور انھوں نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رحمہٗ اللہ کے طریق سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ((**مَا كَانَ يَزِيْدُ فِيْ رَمَضَانَ وَلَا فِيْ غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدٰى عَشَرَةَ رَكْعَةً**)) بھی نقل کی ہے جو ہم ''مسنون عددِ تراویح'' کے تعیّن کیلئے پہلی حدیث کے طور پر ذکر کر آئے ہیں۔[٦٤]

② ایسے ہی ایک دوسرے حنفی عالم مولانا شوق نیموی اپنی کتاب آثار السنن کے حاشیہ پر لکھتے ہیں کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان ضعیف ہے۔امام بیہقی نے اس روایت کو وارد کر کے آخر میں لکھا ہے کہ ابوشیبہ ابراہیم بن عثمان العبسی الکوفی اسمیں منفرد ہے اور وہ ضعیف ہے۔

اور تھذیب الکمال میں مزی لکھتے ہیں: امام احمد، یحیٰی اور ابن داؤد نے کہا ہے کہ یہ (ابو شیبہ) ضعیف ہے۔اور یحیٰی نے یہ بھی کہا ہے کہ یہ ثقہ نہیں ہے۔امام نسائی اور دولابی نے کہا ہے کہ یہ متروک الحدیث ہے، اور ابوحاتم نے کہا ہے: (ضَعِيْفُ الْحَدِيْثِ سَكَتُوْا عَنْهُ)۔''یہ حدیث بیان کرنے میں ضعیف و کمزور ہے اور محدّثین اس سے روایت بیان کرنے سے سکوت کیئے ہوئے ہیں''۔اور صالح نے کہا ہے کہ وہ ضعیف تھا، اُسکی بیان کردہ حدیث نہ لکھی جائے اور آگے چل کر مزی کہتے ہیں: ''اسکی منکر روایات میں سے ایک وہ ہے جسمیں ہے کہ نبی ﷺ رمضان میں بیس رکعتیں پڑھا کرتے تھے''۔

ایسے ہی میزان الاعتدال میں علاّمہ ذہبی نے بھی کہا ہے۔[٦٥]

---

[٦٤] دیکھیئے: نصب الرایہ و تحفۃ الاحوذی ٣/٥٢٩ [٦٥] بحوالہ التحفہ

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ نے تقریب التھذیب میں اسے متروک الحدیث قرار دیا ہے۔٦٦
نصب الرایہ میں علاّمہ زیلعی کے نقل کردہ اقوال کے بعد سے لیکر حافظ ابن حجر کے قول تک کے تمام اقوال آثار السنن میں مولانا شوق نیموی نے بھی نقل کیئے ہیں۔

③ ایک تیسرے حنفی عالم شیخ ابنُ الھمام نے فتح القدیر شرح ھدایہ میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے: ''ابوشیبہ کی وجہ سے یہ ضعیف ہے۔اور تمام محدّثین اِسکے ضُعف پر متفق ہیں اور پھر یہ ایک صحیح حدیث کے مخالف بھی ہے''۔٦٧

④ ایک چوتھے حنفی عالم علاّمہ عینی نے بخاری کی شرح عمدۃ القاری میں لکھا ہے:
''امام ابن ابی شیبہ کے دادا قاضیٔ واسط ابوشیبہ کی امام شُعبہ نے تکذیب کی ہے،اور امام احمد، ابن معین، بخاری اور نسائی نے اُسے ضعیف قرار دیا ہے۔،اور امام ابن عدی نے اُسکی بیان کردہ اِس روایت کو اُسکی مناکیر میں سے قرار دیا ہے''۔٦٨

⑤ ⑦ ⑥ اس حدیث کو مولانا عبدالحیٔ لکھنوی، مولانا انور شاہ کشمیری اور مولانا محمد زکریا کاندھلوی جیسے علماء احناف نے بھی ضعیف کہا ہے۔غرض امام احمد، ابن معین، بخاری ،نسائی، سیوطی (الحاوی للفتاوی ٢/٧٣)اور ہیثمی نے بھی ضعیف قرار کیا ہے۔٦٩
تحفۃ الاحوذی میں علاّمہ عبدالرحمٰن مبارکپوری فرماتے ہیں: ''یہ حدیث سخت ضعیف ہے اور اس سے استدلال کرنا صحیح نہیں کیونکہ یہ استدلال کے لائق ہی نہیں''۔٧٠

متعلقہ آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم کی استنادی حیثیت :

بیس رکعاتِ تراویح سے تعلق رکھنے والی اس مذکورہ بالا روایت کی استنادی حیثیت تو آپ کے علم میں آگئی ہے، اب آپ خود بآسانی فیصلہ کر سکتے ہیں کہ یہ مرفوع روایت قابلِ حجّت و

٦٦ التقریب ص:٦٥
٦٧ بحوالہ التحفہ ٣/٥٢٩۔٥٣٠ ۔
٦٨ عمدۃ القاری ٦/١١/١٢٨
٦٩ تفصیل:عمدۃ القاری ایضاً،نمازِ تراویح ص:٣٦۔٣٧،وصلوٰۃ التراویح عربی ص:١٩۔٢٠
٧٠ التحفہ ٣/٥٢٩۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

استدلال نہیں ہے۔اب رہی بات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی موقوف آثار کی،تو اُن میں سے محدّثین کے نزدیک صحیح سند کے ساتھ مروی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کا اثر (چوتھی حدیث کے طور پر) ذکر کیا جا چکا ہے جسمیں مذکور ہے کہ انھوں نے حضرت ابیؓ بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھائیں اور وہی عدد امام مالک رحمہٗ اللہ سے محفوظ تر مروی ہے۔

پہلا اثرِ فاروقی:

یہی گیارہ رکعتوں والا اثر ہی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے صحیح سند سے ثابت ہے اور **مصنف عبد الرزاق** والا اثر (جسمیں اکیس رکعتوں کا ذکر آیا ہے) وہ غیر محفوظ اور محض راوی کا وہم ہے۔[1]

بلکہ بقول علّامہ شیخ محمد ناصر الدین البانی: ''گیارہ رکعات والی حدیث کے مقابلہ میں مصنف عبدالرزاق کا اکیس رکعتوں والا اثر پیش ہی نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ حافظ ابن حجر نے بھی فتح الباری میں یہی بات کہی ہے اور اسکی متعدد وجوہات ہیں:

ایک تو یہ بات ہے کہ اکیس کا لفظ غلطی اور وہم کا نتیجہ ہے ''صحیح لفظ'' گیارہ ہی ہے۔

دوسرے یہ کہ ثقہ رواۃ اکیس کا نہیں بلکہ گیارہ کا ذکر کرتے ہیں۔

تیسرے یہ کہ اکیس کی روایت بیان کرنے میں امام عبدالرزاق منفرد ہیں،اور وہ اگرچہ مشہور و معروف مصنّف وثقہ اور حافظ ہیں،لیکن عمر کے آخری حصہ میں نابینا ہو جانے کی وجہ سے حافظ خراب ہو گیا تھا،حافظ ابن حجر نے التقریب میں اسکی صراحت کی ہے۔اور ابن الصلاح نے مقدمہ علوم الحدیث (ص:407) میں امام احمد بن حنبل کا قول نقل کیا ہے کہ امام عبدالرزاق آخر عمر میں نابینا ہو گئے تھے،جس کی وجہ سے ان کا حافظہ صحیح نہیں رہا تھا،تلقین کرنے والے کی تلقین کو قبول کر لیتے تھے لہٰذا جن لوگوں نے انکے نابینا ہونے کے بعد اُن سے سنا ہے،اُنکے سماع کا اعتبار نہیں۔امام نسائی فرماتے ہیں کہ جن لوگوں نے اُن سے انکی آخری عمر میں سماع کیا

---

[1] فتح الباری ۴/۲۵۳،ال تحفہ ۳/۵۲۶۔۵۲۷،نمازِ تراویح ص:۶۱۔۶۳ اردو ص:۴۸ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے انکا سماع محلِّ نظر ہے اور **مقدمہ الفصل** (ص:391) میں فرماتے ہیں: جن رواۃ کے حافظہ میں اختلاط رونما ہو جائے ان سے جن شاگردوں نے اختلاط سے پہلے جو کچھ روایت کیا ہو، انکی اُس روایت کو قبول کیا جائیگا۔ جبکہ یہ مذکورہ اثر مشتبہ روایتوں میں داخل ہے۔ نیز اس میں شذُوذ اور مخالفتِ صحیح بھی موجود ہے، جو اسکو ضعیف بنا رہی ہے۔۲ے

دوسرا اثرِ فاروقی :

ایسے ہی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایک دوسرا اثر **مصنف ابن ابی شیبہ** میں یحیٰ بن سعید رحمہٗ اللہ سے مروی ہے جسمیں وہ بیان کرتے ہیں :

(أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ أَمَرَ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً).

''حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو بیس رکعات نمازِ تراویح پڑھائے''۔۳ے

اس اثر کے بارے میں مولانا شوق نیموی حنفی **آثار السنن** میں لکھتے ہیں کہ اس کی سند کے راوی تو ثقہ ہیں لیکن یحیٰ بن سعید انصاری نے حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کو پایا ہی نہیں اور علاّمہ شوق نیموی کی تائید کرتے ہوئے علاّمہ عبدالرحمٰن مبارکپوری **تحفة الاحوذی** میں لکھتے ہیں کہ یہ اثر منقطع اور نا قابلِ استدلال وحجّت ہے اور اس پر مستزادیہ کہ **مؤطا امام مالك** اور دیگر کتبِ حدیث میں صحیح سند سے مروی ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابیّ بن کعب اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم فرمایا تھا۔ ایسے ہی یہ اس صحیح حدیث کے بھی مخالف ہے جسکی روسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا گیارہ رکعتیں پڑھنا ثابت ہے ۔۴ے

۲ے التقریب ص:۳۲۴ونمازِ تراویح ص:۱۴۱اردو،ص:۴۸۔۴۹عربی۔
۳ے بحوالہ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۸،نمازِ تراویح ص:۶۴ ۔
۴ے حوالہ جاتِ سابقہ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

تیسرا اثر :

سنن کبریٰ بیہقی اور بعض دیگر کتبِ حدیث میں ایک تیسرا اثر یزید بن خصیفہ کے طریق سے سائب بن یزید سے مروی ہے جسمیں وہ بیان کرتے ہیں:

''لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں بیس رکعات تراویح پڑھتے تھے۔قاری حضرات سَو سَو آیات تلاوت کرتے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لوگ طولِ قیام کی تکلیف کے پیشِ نظر چھڑیوں یا لاٹھیوں کا سہارا لیتے تھے''۔۵؎

عمدۃ القاری میں نقل کی گئی نص کے مطابق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی ایسے ہی تھا جیسا کہ پہلے خلفاء کے عہد میں رہا۔۶؎

اس اثر میں جو یہ الفاظ ہیں کہ ''حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے عہد خلافت میں بھی ایسے ہی تھا''۔ان الفاظ کے بارے میں مولانا شوق نیموی نے کہا ہے کہ یہ مُدرج قول ہے، امام بیہقی کی تصنیفات میں کہیں بھی اس کا سراغ نہیں ملتا اور علاّمہ مبارکپوری نے مولانا نیموی کے اس تبصرہ کی تصدیق کی ہے۔۷؎

رہی اس اثر کی استنادی حیثیت تو اس اثر کو بڑے شدّ ومد سے پیش کیا جاتا ہے کیونکہ بظاہر اسکی سند صحیح نظر آتی ہے بلکہ بعض اہلِ علم نے اسے صحیح کہا بھی ہے۔۸؎

لیکن بنظرِ غائر دیکھا جائے تو اس اثر کو ضعیف کرنے والے کئی عوامل وعِلل موجود ہیں اور وہ اسے ''منکر'' کی قسم میں بھی داخل کررہے ہیں۔

پہلی علّت :

ان میں سے پہلی علّت یا سببِ ضُعف یہ ہے کہ ابنِ خصیفہ اگرچہ ثقہ ہے لیکن امام احمد بن حنبل نے اسے منکر الحدیث کہا ہے، امام ذہبی نے اسے میزان الاعتدال میں ذکر کیا ہے جو اسکے متکلّم فیہ راوی ہونے پر دلالت کرتا ہے۔اور امام احمد کے قول سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کبھی کبھی

۵؎ فتح الباری ۴/۲۵۳، نمازِ تراویح ص:۴۹، ۶۱، ۶۲۔ ۶؎ العمدۃ ۴/۷/۱۷۸۔
۷؎ التحفہ ۳/۵۳۱۔ ۸؎ دیکھیئے: عمدۃ القاری ۴/۷/۱۷۸

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ایسی روایات میں منفرد رہ جاتا ہے جن کو ثقہ راوی روایت نہیں کر رہے ہیں۔لہٰذا ایسے راوی کی بیان کردہ روایت کو اس وقت ردّ کر دیا جائیگا جب وہ اپنے سے زیادہ قویُّ الحافظہ راوی کی مخالفت کرے۔ایسی صورت میں اصولِ حدیث کی رو سے ایسی روایت کو شاذ کہا جائیگا۔

پھر اس روایت میں سائب بن یزید سے محمد بن یوسف اور ابن خصیفہ دو راوی روایت بیان کررہے ہیں اور ان دونوں کا بیان ایک دوسرے سے مختلف ہے، محمد بن یوسف گیارہ رکعات بیان کرتے ہیں جبکہ ابن خصیفہ اکیس رکعات۔اور ان دونوں میں سے محمد بن یوسف کی روایت کو ترجیح حاصل ہوگی کیونکہ وہ ابن خصیفہ سے زیادہ ثقہ ہیں، چنانچہ حافظ ابن حجر نے محمد بن یوسف کو ثقہ ثبت لکھا ہے اور ابن خصیفہ کو صرف ثقہ۔اس وضاحت کے پیشِ نظر گیارہ رکعات والی روایت کو ہی ترجیح ہوگی جیسا کہ اصولِ حدیث کے علمِ شریف کو جاننے والے کسی شخص سے یہ بات مخفی نہیں ہے۔

دوسری علّت :

اس اثر کو ضعیف بنانے والا دوسرا سبب یا علّت یہ ہے کہ ابن خصیفہ کی روایت میں گنتی کے یقین کے لحاظ سے اضطراب پایا جاتا ہے، وہ سائب بن یزید سے کبھی گیارہ رکعات ذکر کرتے ہیں اور کبھی اکیس اور اکیس کے ذکر کے ساتھ حَسِبْتُ (میرا خیال ہے) کہتے ہیں، لہٰذا اس روایت میں اکیس کا ذکر گیارہ رکعتوں والی حدیث کے خلاف ہے اور حَسِبْتُ کے لفظ کا استعمال ابن خصیفہ کے اضطراب پر دلالت کرتا ہے، خصوصاً جبکہ انھیں اس عدد پر یقین نہیں بلکہ اسکا ذکر وہ بصورتِ ظن کرتے ہیں، لہٰذا عدمِ تیقّن کے پیشِ نظر یہ اثر ساقط الاعتبار ہوگا، اور پھر جب یہ راوی اپنے سے زیادہ قویُّ الحفظ (أَحْفَظُ) کی مخالفت کر رہا ہے تو اس صورت میں اس اثر کا قابل حجّتِ ہونا محلِّ نظر ہوگا۔

تیسری علّت :

محمد بن یوسف، سائب بن یزید کے بھانجے ہیں، اس قرابت و رشتہ داری کے پیش نظر وہ اپنے

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ماموں کی روایت کوکسی بھی دوسرے راوی سے زیادہ جانتے ہیں لہٰذا جس عدد کوانھوں نے بیان کیا ہے اسے ہی ترجیح ہوگی ۔ نیز یہ اثر ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی مرفوع حدیث کے بھی موافق ہے ۔اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فعل کوسنّت کی مطابقت والی صورت میں لینا ہی زیادہ مناسب ہے بہ نسبت اسکے کہ کسی ایسی روایت کولیا جائے جس سے وہ سنّتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے نظرآئیں.۹ے

شیخ اسماعیل محمد الانصاری کی طرف سے شیخ البانی کا تعاقب اوراسکی حقیقت :

یہاں یہ بات بھی ذکر کرتے چلیں کہ اس تیسرے اثر کے بارے میں تو ہم آغاز میں ہی لکھ آئے ہیں کہ بعض اہل علم نے اس اثر کو صحیح کہا ہے چنانچہ وہاں ذکر کیئے بعض مصادر کے ساتھ ہی ایک اور رسالہ بھی منظرِ عام پر آیا ہے جو کہ شیخ اسماعیل محمد الانصاری (دارالافتاء۔الریاض)۔کی کاوش کا نتیجہ ہے جسکا عنوان ہے:''تصحیح حدیث صلوٰۃ التراویح عشرین رکعة ''۔موصوف کا یہ مقالہ پہلے الریاض سے شائع ہونے والے مجلّہ'' رایة الاسلام '' کے بعض شماروں میں (1380ھ میں) شائع ہوا اور پھر 1384ھ میں مستقل رسالے کی شکل میں بھی طبع ہوا جبکہ اسکا تیسرا ایڈیشن ہمارے پیشِ نظر ہے جو (1308ھ۔1988ء میں) مکتبہ الامام الشافعی بالریاض کی طرف سے طبع ہوا ہے،اسمیں پہلے مذکورہ رسالہ کل تیس(30) صفحات پر مشتمل ہے اور پھر ایک مضمون ہے اور پھر آخر میں موصوف کے حالاتِ زندگی سات صفحات پر مشتمل ہیں جو انکے کسی'' شاگرد'' کی طرف منسوب ہیں اور درمیان میں تقریباً ایک سو صفحات پر مشتمل موصوف کا ایک دوسرا رسالہ یا کتاب ہے جسکا عنوان ہے:''اباحة التحلّي بالذهب المحلّق للنسآء''۔

غرض سنن کبریٰ بیہقی جلد دوم ص:496 باب ماروی في عدد رکعات القیام في شهر رمضان سے مذکورۃ الصدر اثر نقل کرنے کے بعد شیخ انصاری نے لکھا ہے کہ اس'' حدیث'' کو امام نووی نے الخلاصة اور المجموع میں صحیح کہا ہے اور زیلعی نے نصب الرایة میں اس

۹ے نمازِ تراویح ص:۶۲،۶۳،ص:۴۹۔۵۱ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے'' توحید پبلیکیشنز '' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

تصحیح کو برقرار رکھا ہے،اور شرح المنھاج میں سب کی طرح التثریب میں ابن العراق، عمدۃ القاری میں عینی،المصابیح في صلوٰۃ التراویح میں سیوطی، شرح مؤطا میں ملاّ علی قاری اور آثار السنن میں نیموی وغیرہ نے اسے صحیح کہا ہے۔۸۰

ان اہلِ علم کی مذکورہ اثر کی تصحیح کی طرف تو شیخ البانی نے بھی اپنی کتاب '' **صلوٰۃ التراویح**'' میں اشارہ کردیا ہے اور پھر اسکے بعد انھوں نے متعدد وجوہات وعِلل کی بناء پر اس اثر کو مرجوح،شاذ اور منکر قرار دیا ہے جسکی تفصیل تو موصوف کی کتاب میں دیکھی جاسکتی ہے اور اسکی تلخیص مختلف چھ علّتوں کی شکل میں شیخ انصاری نے اپنے رسالے میں بھی نقل کی ہے۔

سرِ دست ہم شیخ انصاری کے رسالہ کا تعاقب تو نہیں کررہے،البتہ یہاں اتنا کہے بغیر بھی کوئی چارہ نہیں کہ شیخ اسماعیل انصاری نے اپنے ذہنی میلان یا نظریہ کو ثابت کرنے کیلئے اپنے رسالہ کے اندر جو ہاتھ پاؤں مارے ہیں وہ تو مارے ہی ہیں،انھوں نے تو اپنے اس رسالے کا عنوان تجویز کرتے یا اسکا نام رکھتے وقت بھی بڑے دل گردے سے کام لیا ہے اور ''اثر'' کو''حدیث'' کا نام دیتے ہوئے'' تصحیح حدیث.....'' کہا ہے نہ کہ'' تصحیح اثر .....''۔

حالانکہ مرفوع حدیث ہم ذکر کرآئے ہیں جسکے ضعیف ہونے پر تمام اہلِ علم متفق ہیں اور یہ ممکن ہی نہیں کہ موصوف کو حدیث اور اثر کے مابین پایا جانے والا فرق معلوم نہ ہو۔اور محدّثین کے عرفِ عام میں جسے''حدیث'' کہا جاتا ہے،اُسے ترک کرکے ایک اثر کو حدیث باور کرواتے ہوئے رسالے کا نام'' تصحیح حدیث ..'' رکھنا صحیح وصواب نہیں بلکہ'' **تحقیق و تعاقب**'' کی بجائے یہ روش تو انکے اپنے ذہنی رجحان کی تائید میں''جانبداری'' کی غمّازی کررہی ہے۔

اور جب رسالے کا عنوان اور نام ہی اتنا پُر فریب ہے تو اسکے متن کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے؟اور اسکے ساتھ کیا توقعات وابستہ کی جاسکتی ہیں؟

اور رسالے کا نام دیکھ کر بلا اختیار زبان پر آجاتا ہے

ے

---

۸۰ تصحیح حدیث صلوٰۃ التراویح عشرین رکعة للانصاری ص:۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے'' **توحید پبلیکیشنز** '' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

خشتِ اول چوں نہد معمار کج تا ثریا میرود دیوار کج

''معمار جب کسی عمارت کی بنیاد ہی ٹیڑھی رکھے گا تو وہ عمارت کیسے سیدھی کھڑی ہو سکے گی، آسمان تک بھی لے جائیں ٹیڑھی ہی جائے گی''۔

شیخ محمد ناصر الدین البانی نے بذاتِ خود بھی انکا یہ تعاقب پڑھا اور ''تمام المنّة'' میں بڑے افسوس کے ساتھ لکھا ہے کہ موصوف کے ساتھ حسنِ ظن کے باوجود ان سے کوئی علمی اختلاف و تعاقب سامنے نہیں آیا اور انھوں نے بلا وجہ کی جو الزام تراشیاں کی ہیں ان میں سے ایک ایک کر کے سب کے بڑے جچے تلے جواب بھی دیئے ہیں۔[81]

چوتھا اثر :

عمدة القاری میں علاّمہ عینی نے ابن عبدالبر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حارث بن عبدالرحمٰن بن ابی ذیاب سے مروی ہے کہ سائب بن یزید فرماتے ہیں:

(كَانَ الْقِيَامُ عَلىٰ عَهْدِ عُمَرَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً) .[82]

''حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لوگ تیئس رکعتیں پڑھتے تھے۔''

اس اثر کی سند بھی ضعیف ہے کیونکہ ابن ابی ذیاب کا حافظہ کمزور ہے۔ ابن ابی حاتم نے الجرح و التعدیل میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ دراوردی اس راوی سے منکر روایات بیان کرتا ہے لہٰذا وہ قوّی نہیں اور یہ کہا ہے: يُكْتَبُ حَدِيْثُهٗ اسکی حدیث بس لکھی جائیگی۔ ابوزرعہ نے اس راوی کے بارے میں لَا بَأْسَ بِهٖ کہا ہے کہ اس پر کوئی خاص مؤاخذہ نہیں اور انکے ان الفاظ کی وجہ سے مذکورہ راوی امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک قابلِ اعتماد نہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر نے التہذیب میں ذکر کیا ہے البتہ وہ اپنی دوسری کتاب التقریب میں اسکے بارے میں کہتے

---

[81] تفصیل کیلئے دیکھیئے: ''تمام المنّة'' ص: ۲۵۳۔۲۵۵۔

[82] عمدة القاری ۳/۵/۳۵۷ بحوالہ نمازِ تراویح ص: ۶۳ و ۵۲ عربی ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہیں:

(صَدُوْقٌ یَھِمُ)۔ ''وہ سچا تھا،مگر وہم میں مبتلا ہو جاتا تھا'' ۔۸۳؎

علماء اصولِ حدیث کے نزدیک ایسے اوصاف والے راوی سے مروی حدیث قابلِ حجت نہیں ہے جبکہ اس میں وہم کے وجود کے ساتھ ساتھ ثقہ ثبت کے اوصاف والے رواۃ کی مخالفت بھی موجود ہے کیونکہ ان اوصاف سے متّصف راوی محمد بن یوسف گیارہ رکعات ذکر کرتے ہیں۔

علاّمہ البانی لکھتے ہیں کہ معلوم نہیں ان تک اسکی سند صحیح ہے یا نہیں کیونکہ ابن عبدالبر کی اس اثر والی کتاب ہمارے سامنے نہیں کہ ساری سند دیکھ سکتے۔۸۴؎

پانچواں اثر:

موطا امام مالك اور سنن کبریٰ بیهقی میں یزید بن رومان بیان کرتے ہیں:

(کَانَ النَّاسُ فِيْ زَمَنِ عُمَرَ یَقُوْمُوْنَ فِيْ رَمَضَانَ بِثَلَاثٍ وَّ عِشْرِیْنَ رَکْعَةً)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں لوگ رمضان میں تئیس رکعات سے قیام کیا کرتے تھے'' ۔۸۵؎

امام بیہقی نے کہا ہے کہ ان میں سے تین رکعتیں تو وتر ہیں۔اس طرح باقی بیس رکعاتِ تراویح رہ جاتی ہیں جبکہ خود امام مالک رحمۃ اللہ نے فرمایا ہے کہ یزید بن رومان حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہیں ملے، یعنی ان کا زمانہ ہی نہیں پایا،امام زیلعی حنفی نے اس بات کی تائید نصب الرایة ۸۶؎ میں کی ہے اور المجموع شرح المهذب ۸۷؎ میں امام نووی نے بھی اس اثر کو ضعیف قرار دیا

۸۳؎ تقریب التهذیب،ص:۲۱۱ بتحقیق ابوالاشبال صغیر احمد شاغف۔
۸۴؎ نمازِ تراویح ص:۶۳،۶۴وص:۵۲عربی۔
۸۵؎ عمدة القاری ۴/۷/۱۷۸،فتح الباری ۴/۲۵۳،نمازِ تراویح ص:۵۲،۵۳وص:۶۴عربی۔
۸۶؎ نصب الرایة ۲/۱۵۴۔ ۸۷؎ المجموع ۴/۳۳۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہےاور خود امام بیہقی نے اس اثر کو مُرسل قرار دیا ہے کیونکہ یزید بن رومان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات نہیں ہوئی ۸۸؎ علاّمہ عینی حنفی نے بھی اس اثر کی سند میں پائے جانے والے انقطاع کی وجہ سے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔۸۹؎

یہ پانچوں آثار ہی حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور انکے عہدِ خلافت سے تعلق رکھتے ہیں، سوائے ایک (تیسرے اثر) کے۔ کیونکہ اسمیں حضرت عثمان وعلی رضی اللہ عنہما کے دورِ خلافت کا ذکر بھی ہے۔

ان میں سے کوئی ایک بھی صحیح نہیں ہے اور یہی حالت بعض دیگر صحابہ سے مروی آثار کی بھی ہے۔ ایسے ہی سنن کبریٰ بیہقی میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت کے بارے میں ایک اثر اور بھی ہے جسمیں سائب بن یزیدؒ بیان فرماتے ہیں :

(كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بِعِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ الْوِتْرِ).

’’حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہد میں ہم بیس رکعاتِ تراویح اور وتر کے ساتھ قیام کیا کرتے تھے‘‘۔۹۰؎

اس اثر کی سند کو علاّمہ سبکی نے شرح المنہاج میں اور ملاّ علی قاری نے شرح مؤطا میں صحیح قرار دیا ہے لیکن یہ انکا تسامح ہے کیونکہ اس اثر کی سند میں ایک راوی ابوعثمان البصری ہے جسکا نام عمرو بن عبداللہ ہے جسکے بارے میں خود مولانا شوق نیموی نے آثار السنن میں کہا ہے: ’’مجھے کوئی ایسی کتاب نہیں ملی کہ جسمیں اسکے حالات مذکور ہوں‘‘۔ اور علاّمہ مبارکپوری نے بھی تحفۃ الاحوذی میں لکھا ہے کہ تفحّص وتلاشِ بسیار کے باوجود مجھے بھی اس راوی کے حالات کہیں نہیں ملے اور لکھا ہے کہ اس اثر کی سند میں ہی ایک دوسرا راوی ابوطاہر الفقیہہ بھی ہے جو کہ امام بیہقی رحمۂ اللہ کا استاذ ہے، اور مجھے کوئی ایسا محدّث نظر نہیں آیا کہ جس نے اس کی توثیق کی ہو، لہٰذا جو شخص اس اثر کی سند کو صحیح قرار دے، اس پر لازم ہے کہ وہ ان دونوں راویوں کے

۸۸؎ سنن کبریٰ ۲/۴۹۶۔ ۸۹؎ عمدۃ القاری ۴/۷/۱۷۸۔

۹۰؎ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۳۰۔

بارے میں ثابت کرے کہ یہ ثقہ اور قابلِ حجّت ہیں ۔اور تاج الدین سبکی نے الطبقات الکبریٰ میں جو کہا ہے کہ وہ (الفقیہہ) اپنے زمانے کے فقہاء و محدّثین کے امام، ماہرِ لغتِ عرب اور معرفتِ شرائط میں ید طولیٰ رکھنے والے تھے اور اس موضوع پر انھوں نے ایک کتاب لکھی، انکی یہ باتیں بھی اس راوی کے ثقہ اور قابلِ حجّت ہونے کا ثبوت نہیں بنتیں ۔اس سے زیادہ اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ علمِ حدیث وفقہ، لغتِ عرب اور معرفتِ شرائط کے جلیل القدر عالم تھے لیکن اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ وہ ثقہ تھے ۔الحاصل اس اثر کی سند کا صحیح ہونا بھی محلِّ نظر ہے۔

اس مخدوش استنادی حیثیت کے علاوہ یہ اثر ایک تو سنن سعید بن منصور میں عبدالعزیز بن محمد اور محمد بن یوسف کے طریق سے مروی اُس اثر کے بھی خلاف ہے جسمیں سائب بن یزیدؓ فرماتے ہیں :

(**كُنَّا نَقُوْمُ فِيْ زَمَانِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ ﷺ بِاِحْدیٰ عَشَرَ رَكْعَةً**) .

''ہم حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں گیارہ رکعتوں سے قیام کیا کرتے تھے'' ۔91

اس اثر کو ذکر کر کے امام سیوطی نے اپنی کتاب المصابیح میں کہا ہے: **اِسْنَادُهٗ فِيْ غَايَةِ الصِّحَّةِ**۔ کہ اسکی سند صحت کے انتہائی بلند درجہ پر فائز ہے۔

اسی طرح بیہقی والا مذکورہ اثر قیام اللیل مروزی میں مروی اثر کے بھی مخالف ہے جو کہ محمد بن اسحاق، حدّثنی محمد بن یوسف عن جدّہ السائب بن یزید کے طریق سے ہے جسمیں ہے:

(**كُنَّا نُصَلِّي فِيْ زَمَنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ فِيْ رَمَضَانَ ثَلَاثَ عَشَرَةَ رَكْعَةً**) .

''ہم عہدِ فاروقی کے دوران ماہِ رمضان میں تیرہ رکعتیں پڑھا کرتے تھے'' ۔92

مذکورہ اثر مؤطا امام مالك اور دیگر کتب میں مروی اُس اثر کے بھی خلاف ہے جسمیں ہے کہ

---

91 بحوالہ سابقہ   92 ایضاً

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابیّ بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھایا کریں۔ ۹۳

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ امام بیہقی کا مذکورہ بالا اثر لائقِ حجّت نہیں ہے، اور اگر کوئی کہے کہ امام بیہقی نے اس اثر کو دوسری سند سے بھی روایت کیا ہے جسمیں ہے :

(كَانُوْا يَقُوْمُوْنَ عَلَىٰ عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رضي الله عنه فِيْ شَهْرِ رَمَضَانَ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً) .

''خلافتِ فاروقی میں لوگ ماہِ رمضان میں بیس رکعتوں سے قیام کیا کرتے تھے''۔ ۹۴

اسکے ساتھ ہی اگر کوئی یہ کہے کہ اس اثر کی سند کو امام نووی اور بعض دیگر اہلِ علم نے صحیح قرار دیا ہے، تو اسکا جواب یہ ہے کہ اس اثر کی سند میں ابوعبداللہ بن فنجو یہ دینوری ایک راوی ہے جسکا ترجمہ وحالات علاّمہ مبارکپوری کو کہیں نہیں ملے اور جو شخص اس اثر کے صحیح ہونے کا دعویٰ کرے اس پر لازم ہے کہ پہلے وہ اس راوی کے ثقہ اور قابلِ حجّت ہونے کا ثبوت مہیّا کرے۔ رہا مولانا نیموی کا یہ کہنا کہ یہ دینوری اپنے زمانے کے کبار محدّثین میں سے تھا۔ ایسے شخص کے بارے میں کسی سے کیا پوچھنا؟ موصوف کا یہ قول قابلِ التفاف نہیں کیونکہ کسی کے محض کبار محدّثین سے ہونے سے یہ تو ہرگز لازم نہیں آتا کہ وہ ثقہ بھی ہو۔ ۹۵

چھٹا اثر :

خاص حضرت علی رضی اللہ عنہ سے بھی بعض آثار ملتے ہیں جن میں بیس تراویح کا ذکر وارد ہوا ہے اور بعض دیگر صحابہ کے آثار بھی ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ ممکنہ حد تک تمام ہی آثار کو ذکر کر کے انکی استنادی حیثیت واضح کردی جائے تا کہ بات کھل کر سامنے آجائے۔ لہٰذا آیئے پہلے حضرت علی

---

۹۳ تخریج گزر گئی ہے۔ ۹۴ التحفہ ۵۳۱/۳ .

۹۵ دیکھیئے :تحفة الاحوذی ۵۳۰/۳۔۵۳۱ .

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

رضی اللہ عنہ سے مروی آثار کا جائزہ لیں چنانچہ مصنف ابن أبی شیبة اور سنن کبریٰ بیھقی میں ابوالحسناء بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رضی اللہ عنہ أَمَرَ رَجُلاً أَنْ يُّصَلِّي بِالنَّاسِ خَمْسَ تَرْوِيْحَاتٍ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً) ۔۹۶

''حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ایک آدمی کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو پانچ ترویحے یعنی بیس رکعتیں پڑھائے''۔

اس اثر کو روایت کرنے کے بعد خود امام بیہقی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔علاّمہ ذہبی نے ابوالحسناء کو لَا يُعْرَفُ [غیر معروف] اور حافظ ابن حجر نے اسے مجہول [نا معلوم] کے اوصاف سے متّصف کیا ہے۔اور التھذیب میں حافظ موصوف نے ابوالحسناء کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ قربانی سے متعلّقہ حدیث حکمة بن عيينه عن حنبش عن علي کے طریق سے بیان کرتے ہیں جس سے پتہ چلتا ہے کہ تراویح والے اس مذکورہ اثر کی سند سے دو راوی ساقط ہوگئے ہیں لہٰذا یہ اثر معضل اور ضعیف ہے۔۹۷

تحفة الاحوذی میں حافظ ابن حجر اور امام ذہبی کے مذکورہ اقوال نقل کرنے کے علاوہ مولانا شوق نیموی کا قول بھی نقل کیا گیا ہے چنانچہ آثار السنن کے حاشیہ پر وہ لکھتے ہیں کہ اس اثر کا سارا دارومدار ابوالحسناء پر ہے اور وہ غیر معروف ہے۔۹۸

ساتواں اثر :

سنن کبریٰ بیھقی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک اثر ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے جسمیں حماد بن شعیب عن عطال ابن السائب عن ابی عبد الرحمن السلمی کے طریق سے سلمی بیان کرتے ہیں:

---

۹۶ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۷ و نمازِ تراویح ص:۶۶،۶۷ عربی۔ ۹۷ نمازِ تراویح ایضاً۔
۹۸ التحفة ۳/۵۲۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

(دَعَا عَلِيٌّ رضی اللہ عنہ الْقُرَّاءَ فِيْ رَمَضَانَ فَأَمَرَ مِنْهُمْ رَجُلاً يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَكَانَ عَلِيٌّ يُوْتِرُ بِهِمْ) ۔۹۹

''ماہِ رمضان میں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قرّ اءحضرات کو بلایا اوران میں سے ایک آدمی کوحکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو بیس تراویح پڑھایا کرے ۔اور خود حضرت علی رضی اللہ عنہ نمازِ وتر پڑھایا کرتے تھے''۔

اس اثر کے بارے میں مولانا نیموی شوق حنفی نے آثار السنن میں لکھا ہے : حماد بن شعیب ضعیف ہے۔ذہبی نے میزان الاعتدال میں اسکے بارے میں کہا ہے کہ اسے ابن معین وغیرہ کبارمحدّثین نے ضعیف کہا ہے اوریحیٰ نے ایک مرتبہ کہا: اس کی روایت کردہ حدیث نہیں لکھی جائیگی ۔امام بخاری نے کہاہے کہ وہ محلِّ نظر ہے،امام نسائی نے اسے ضعیف قرار دیا ہے اورابن عدی نے کہاہے: اسکی روایت کردہ اکثر احادیث ایسی ہیں جن پر اسکی متابعت نہیں کی جائیگی ۔

یہ تو اس اثر کے بارے میں ایک حنفی عالم کا نقد وتبصرہ ہے، جبکہ ایک دوسرے عالم ابن الہمام التحریر میں لکھتے ہیں کہ جب امام بخاری کسی راوی کے بارے میں کہہ دیں کہ وہ محلِّ نظر ہے،تو اس راوی کی بیان کردہ روایت نہ قابل حجت ہوتی ہے نہ قابلِ استشہاد اور نہ ہی لائقِ اعتبار۔اور علاّمہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ اس اثر کی سند میں حماد بن شعیب ہے جسکے بارے میں امام بخاری نے کہاہے کہ وہ محلِّ نظر ہے،لہٰذا یہ اثر قابلِ حجّت واستشہاد اور لائقِ اعتبار نہیں ہے۔۱۰۰

علاّمہ البانی نے لکھا ہے کہ امام بخاری حماد کے بارے میں کبھی تو کہتے ہیں کہ وہ محلِّ نظر ہے اور کبھی اسے منکرالحدیث کہتے ہیں اورالمذاھب للسیوطی، مختصر علوم الحدیث لابن کثیر، التحریر لابن الہمام، الرفع و التکمیل لابی الحسنات لکھنوی اور تحفة الاحوذی علاّمہ مبارکپوری کے حوالہ سے لکھا ہے کہ نہ ایسا راوی قابلِ اعتبار ہوتا ہے اور نہ ہی اسکی روایت لائقِ استشہاد ہوتی ہے۔اوردوسری بات یہ کہ محمد بن فضیل نے عدد کے سلسلہ میں حماد بن شعیب

۹۹ التحفة ۳/ ۵۲۷۔۵۲۷،نمازِ تراویح ص:۶۶، ۶۷ عربی۔ ۱۰۰ التحفہ ۳/ ۵۲۸۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

کی مخالفت کی ہے کیونکہ اسکے بیان کردہ اثر میں بیس کا لفظ نہیں ہے۔ لہٰذا اس اصولِ حدیث کی روشنی سے یہ اثر منکر بھی ہوا۔ ۱۰۱

آٹھواں اثر :

بیس تراویح کے سلسلے میں حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ سے بھی بعض آثار ملتے ہیں جن میں سے ایک اثر مصنف ابن ابی شیبۃ میں ہے جسمیں عبدالعزیز بن رفیع بیان کرتے ہیں :

(كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ (رضي الله عنه) يُصَلِّي بِالنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِالْمَدِينَةِ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثَةٍ)

''حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ ماہ رمضان کے دوران مدینہ طیبہ میں لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھایا کرتے تھے اور تین وتر''۔ ۱۰۲

اس اثر کے بارے میں مولانا شوق نیموی حنفی نے لکھا ہے کہ عبدالعزیز بن رفیع نے حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا اور علاّمہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ اسکا معنیٰ یہ ہوا کہ یہ اثر منقطع ہے۔ اور ضُعفِ انقطاع پر مستزاد یہ کہ یہ اثر اُس حدیث کے بھی خلاف ہے جسمیں حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کے اپنے گھر کی عورتوں کو آٹھ تراویح پڑھانے کا تذکرہ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر سکوتِ رضاء فرمانا وارد ہوا ہے۔

ایسے ہی یہ اثر اس صحیح سند والے اثر کے بھی خلاف ہے جسمیں ہے کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابیؓ بن کعب اور تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو حکم فرمایا کہ وہ لوگوں کو گیارہ رکعتیں (بشمول تین رکعاتِ وتر) پڑھائیں جیسا کہ ان دونوں کی نصوص ذکر کی جا چکی ہیں۔ ۱۰۳

علاّمہ البانی نے عبدالعزیز اور حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کے مابین پائے جانے والے انقطاع

---

۱۰۱ نمازِ تراویح ص:۷۴،۷۵۔ص:۶۶،۶۷ عربی۔

۱۰۲ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۸،نمازِ تراویح ص:۷۵۔ص:۶۷ عربی۔

۱۰۳ تحفۃ الاحوذی ۳/۵۲۸۔۵۲۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

کی وضاحت کرتے ہوئے تھذیب التھذیب کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ان دونوں کی وفات کے مابین ایک سو سال کا فاصلہ ہے۔(لہٰذا جب عبدالعزیز کا حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو پانا ہی ممکن نہیں تو پھر ان سے روایت کرنا کیا حیثیت رکھتا ہے؟)۔

نواں اثر :

حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کا یہ بیس تراویح پڑھانا ایک دوسری سند سے المختارۃ للضیاء المقدسی میں بھی مروی ہے جسمیں ابو جعفر عن ربیع بن انس عن ابی العالیۃ کے طریق سے ابوالعالیہ بیان کرتے ہیں:

(أَنَّ عُمَرَ أَمَرَ أُبَيّاً أَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ فِيْ رَمَضَانَ ....فَصَلَّى بِهِمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً)

''حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی رضی اللہ عنہ کو حکم فرمایا کہ رمضان میں لوگوں کو نماز پڑھاؤ.....تو انھوں نے بیس رکعتیں پڑھائیں''۔[۱۰۴]

اس اثر کی سند بھی ضعیف اور اس کا متن منکر ہے۔اسکا راوی ابوجعفر جسکا نام عیسیٰ بن ابوعیسیٰ بن ماہان ہے۔امام ذہبی نے اسے ضعیف راویوں میں شمار کیا ہے۔ابوزرعہ کہتے ہیں کہ وہ کثیر الوھم ہے،امام احمد کبھی تو اسے غیر قوی کہتے ہیں اور کبھی صالح الحدیث۔فلاس نے اسے سیٔ الحفظ (خراب حافظے والا) کہا ہے۔البتہ بعض محدّثین نے اسے ثقہ بھی قرار دیا ہے لیکن امام ذہبی الکنیٰ میں لکھتے ہیں کہ اس راوی کو تمام محدّثین مجروح قرار دیتے ہیں،حافظ ابنِ حجر نے التقریب میں سیٔ الحفظ اور علاّمہ ابنِ قیّم نے اسے صاحب المناکیر (منکر روایات بیان کرنے والا) قرار دیا ہے۔خصوصاً جب یہ کسی روایت کے بیان کرنے میں منفرد رہ جاتا ہے تو پھر اس روایت کو قابلِ صحّت ہرگز نہیں سمجھا جاتا۔[۱۰۵]

---

[۱۰۴] نمازِ تراویح ص:۷۶،ص:۶۹ عربی۔ [۱۰۵] للتفصیل :زاد المعاد ۱/۲۷۵۔۲۷۶، التقریب ص:۴۱۱۔۵۷۹، نمازِ تراویح ص:۷۶۔۷۷ اردو ص:۶۹،۷۰ عربی۔

دسواں اثر :

قیام اللیل مروزی میں اعمش، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں بیان کرتے ہیں:

(كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَ يُوْتِرُ بِثَلَاثَةٍ)

''حضرت عبداللہ بنِ مسعود رضی اللہ عنہ بیس تراویح اور تین وتر پڑھا کرتے تھے'' ۱۰۶

علاّمہ مبارکپوری فرماتے ہیں کہ یہ اثر منقطع ہے کیونکہ اعمش نے حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا۔ ۱۰۷

علاّمہ البانی نے لکھا ہے کہ یہ صرف منقطع ہی نہیں بلکہ اس اثر کو معضل کہنا زیادہ مناسب ہے کیونکہ مسند ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ پر گہری نظر رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ اس اثر کی سند میں اعمش اور حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ کے درمیان سے دو راوی ساقط ہیں، تو گویا یہ اثر منقطع بلکہ معضل ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے۔ ۱۰۸

اسی طرح کے بعض دیگر آثار بھی پیش کیئے جاتے ہیں جن سے بیس تراویح ثابت کی جاتی ہیں بلکہ بعض کی رُو سے تو اس پر اجماع کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے جبکہ یہ دعویٰ بلا دلیل ہے جیسا کہ تفصیل آگے آرہی ہے۔ اور وہ آثار ضعیف ہیں اور ان میں صحیح بخاری و مسلم کی مرفوع احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ کی تاب نہیں ہے۔

ان تمام آثار کی مجموعی حیثیّت :

انفرادی حیثیت سے تو بیس تراویح سے متعلقہ تمام آثار کی حالت ذکر کی جاچکی ہے کہ وہ ضعیف اور ناقابل حجّت واستدلال ہیں۔ جبکہ بعض دفعہ ایسا بھی ہوتا ہے کہ کوئی حدیث یا اثر ایک سند سے تو ضعیف ہو لیکن اسکی بعض دیگر اسناد یا طُرق ایسے بھی ہوں جن سے اس سند میں پایا

---

۱۰۶ تحفة الاحوذی ۳/۵۲۹، نمازِ تراویح ص:۷۸، ص:۷۰ عربی ۔

۱۰۷ حوالۂ سابقہ۔ ۱۰۸ صلوٰۃ التراویح ص:۷۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

جانے والا ضُعف زائل ہوسکتا ہو یا ضعف کا سبب ختم ہوسکتا ہوتو پھران احادیث یا آثار کی مجموعی حیثیت باہم مل کرتقویت اختیار کر جاتی ہے،لیکن بیس تراویح سے متعلقہ آثار باہم تقویت کی افادیت سے بھی عاری ہیں۔چنانچہ علاّمہ محمد ناصرالدین البانی رحمۂ اللہ،جودورِحاضر میں بلاشبہ فنِ حدیث کےصفِ اول کے ماہر ہیں،وہ اپنی کتاب صلوٰۃ التراویح میں زیرِعنوان:

[هَـذِهِ الـرِّوَايَـاتُ لَا يُـقَـوِّيْ بَعْضُهَا بَعْضاً] لکھتے ہیں کہ(حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ سے یا انکے عہدِ خلافت سے متعلقہ)سابقہ روایات اپنی کثرت کے باوجوددووجوہات کی بناء پرایک دوسرے سےمل کربھی تقویت اختیارنہیں کرتیں:

پہلی وجہ :

ان روایات کے ایک دوسرے کوتقویت نہ دینے کی پہلی وجہ یہ ہے کہ روایات کی جو بظاہر کثرت نظرآتی ہے وہ ممکن ہے کہ حقیقی کثرت نہ ہو، بلکہ محض شکلی کثرت ہو،کیونکہ ہمارے پاس حضرت سائب بن یزیدؓ کی روایت کے سوادوسری کوئی روایت متّصل نہیں ہے،یزید بن رومان اوریحیٰ بن سعیدانصاری کی روایات منقطع ہیں اورممکن ہے کہ ان روایات کا دارومدار بھی انہی میں سے بعض پرہو جنھوں نے پہلی روایت بیان کی ہے۔اوراسکے علاوہ بعض دیگراحتمالات بھی ممکن ہیں اورمعروف قاعدہ ہے کہ احتمال کے وجود سے استدلال ساقط ہوجاتا ہے۔

دوسری وجہ :

ہم یہ ثابت کرآئے ہیں کہ محمد بن یوسف ثقہ وثَبت راوی کے طریق سے حضرت سائب رضی اللہ عنہ سے مروی گیارہ رکعتوں والی روایت ہی صحیح ہے جوکہ امام مالک نے بیان کی ہےاورجس نے اس عدد کی روایت میں امام مالک کی مخالفت کی ہے وہ اسکی خطا ہے۔ایسے ہی محمد بن یوسف کی مخالفت کرنے والے ابن خصیفہ اورابن ابی ذیاب کی روایتیں شاذ ہیں۔اورعلمِ اصطلاحاتِ حدیث میں یہ بات طے ہے کہ شاذ روایت منکرومردودہوتی ہے کیونکہ وہ خطا کانتیجہ ہوتی ہے۔اورخطا سےتقویت حاصل نہیں ہوا کرتی۔اورمقدّمۃ ابن الصلاح میں ہے:

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کامطالعہ کریں۔

’’اگر کوئی راوی کسی بات کے بیان کرنے میں منفرد رہ جائے تو دیکھا جائیگا کہ اگر اُس بات میں وہ اپنے سے زیادہ حفظ وضبط والے کی مخالفت کرتا ہے تو اسکی روایت شاذ ومردود ہوگی اور اگر وہ کسی ایسے راوی کی مخالفت نہ کرتا ہو بلکہ ایک ایسی بات بیان کرے جو دوسرے کسی نے بیان نہیں کی تو اسکے عادل وحافظ اور موثوقِ اتقان وضبط ہونے کی شکل میں اُسکا وہ اضافہ قبول کیا جائیگا‘‘۔

اس اصول کی رو سے یہ بیس تراویح والی روایت حفظ وضبط میں اولیٰ کی مخالفت کی بناء پر شاذ ومردود ہے اور یہ واضح بات ہے کہ علماء حدیث نے شاذ کو اسمیں پائی جانے والی خطا کے ظاہر ہونے کی وجہ سے ردّ کیا ہے اور جسمیں کوئی خطا ثابت ہوجائے تو پھر یہ بات کیسے معقول ہوسکتی ہے کہ اس سے کسی دوسری روایت کو تقویت دی جائے؟ لہٰذا ثابت ہوا کہ شاذ ومنکر روایات تو معتد بہ ہی نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان سے استشہاد کرنا صحیح ہے بلکہ شاذ کا وجود اور عدم وجود دونوں برابر ہیں۔ اور آگے یزید ویحیٰ کی منقطع روایات کے بارے میں بھی بالتفصیل ثابت کیا ہے کہ وہ دونوں بھی اصولاً ایک دوسری کو تقویت پہنچانے کے قابل نہیں ہیں۔ اور اس پر شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ اور امیر صنعانی رحمہما اللہ کے تائیدی واصولی اقوال بھی نقل کیئے ہیں۔

آگے چل کر لکھا ہے: ’’حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے متعلقہ روایات کے بارے میں جو کچھ ذکر کیا گیا ہے بالکل یہی یا اس سے ملتی جلتی بات ہی حضرت علی اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم سے مروی روایات کے بارے میں بھی کہی جائے گی بلکہ اس پر مستزاد یہ کہ ان میں سے بعض سخت ضعیف ہیں جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی دوسرے طریق والی روایت (سابقۃ الذکر ساتواں اثر) ہے۔ اور وہ اس لائق نہیں کہ اس دوسرے طریق سے طریقِ اول تقویت اختیار کر سکے۔‘‘[۱۰۹]

ہفت روزہ الاعتصام میں ایک استفتاء :

قرآن کریم اور خصوصاً کتبِ حدیث میں بعض وجوہات کی بناء پر تحریف وتبدّل واقع ہوا یا

۱۰۹ التفصیل: صلوٰۃ التراویح ص: ۵۶۔۵۹۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

بعض اہلِ علم نے اپنے نظریات کیلئے اسکا ارتکاب کیا،اور یہ تحریفات کسی ایک جگہ نہیں بلکہ کئی جگہ اور کئی مسائل میں کی گئیں،جن میں سے ہی ایک ''مسئلہ تراویح'' سے متعلقہ ایک حدیث بھی ہے۔

ان تحریفات کے سلسلہ میں ہی حضرت العلّام شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود محدّث جلالپوریؒ کا ایک رسالہ **نعم الشھود علیٰ تحریف الغالین في أبی داؤد** شائع ہوا تھا۔کئی سال کے بعد اسی ہفت روزہ ''**الاعتصام**'' لاہور نے بھی ''سنن ابی داوٗد میں تحریف'' کے زیرِعنوان شائع کیا گیا،اسمیں پہلے ایک استفتاء ہے جس میں سائل نے مولانا سلطان محمود محدّث جلال پور پیرو والا ملتان سے پوچھا ہے:

''ابو داوٗد شریف جو کہ فرید بُک سٹال لاہور کی چھاپی ہوئی ہے ، اس کی پہلی جلد کے (ص:531) پر یوں تحریر ہے :

(حَدَّثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُحَمَّدٍ ثَنَا هَاشِمٌ أَخْبَرَنَا يُونُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ جَمَعَ النَّاسَ عَلَىٰ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ، كَانَ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِي... الْحَدِيْثِ) .

''ہمیں شجاع بن محمد نے حدیث بیان کی ،ہمیں ھاشم نے حدیث بیان کی ، ہمیں یونس بن عبید نے حسن کے واسطے سے خبر دی کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے،اوردعاءِقنوت صرف نصفِ ثانی میں ہی پڑھتے تھے۔''.

حالانکہ اسی حدیث میں ابو داؤد مطبع مصر(۲/۶۵)میں [**عِشْرِيْنَ لَيْلَةً**] ہے،اور مشکوٰۃ مطبع لاہور میں بھی[**لَيْلَةً**]ہی ہے''مظاہر حق''،مطبع لکھنو میں بھی[**لَيْلَةً**]ہی ہے،اس لیئے[**عِشْرِيْنَ لَيْلَةً**]کی جگہ[**عِشْرِيْنَ رَكْعَةً**](20رکعت)فرید بُک اسٹال والے مترجم عبدالحکیم

خان اختر کی اختراع معلوم ہوتی ہے، اوراُس کے حاشیہ پر مترجم نے ایک نوٹ درج کیا ہے جو حسبِ ذیل ہے: ''اس حدیث کے الفاظ[كَانَ يُصَلِّيْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ انہیں بیس رکعتیں پڑھاتے تھے، لیکن مولانا وحید الزمان صاحب نے ان لفظوں کا یہ ترجمہ کیا ہے کہ وہ لوگوں کے ساتھ بیس راتوں تک نماز پڑھا کرتے تھے، اور[عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کا بیس راتوں تک ترجمہ کرکے ممکن ہے کہ علاّمہ صاحب نے اپنے ہم خیال لوگوں کو مطمئن یا خوش کرلیا ہو، لیکن ترجمانی کے پردہ میں حدیث کو بازیچۂ اطفال بنا کر خیانت اور دھاندلی کا ایسا ارتکاب کیا ہے کہ اہلِ علم کو ہرگز زیب نہیں دیتا۔اختلافی مسائل میں اپنے موقف کو درست منوانے کے لیئے احادیث میں کتر بیونت کر جانا اہلِ علم کا شیوہ نہیں''۔ وَاللهُ أَعْلَمُ ۔

اب استفسار یہ ہے کہ سنن ابی داؤد کے نسخے میں الفاظ [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] صحیح ہیں یا [لَيْلَةً]اور یہ کتر بیونت کس زمانہ میں ہوئی؟ اوراس کا بانی کون ہے ؟

[آپ کا خادم علی محمد خطیب جامع مسجد اہلحدیث مداد، ڈاک خانہ خاص براستہ جنڈیالہ شیر خان ضلع وتحصیل شیخوپورہ]۔

مدیر''الاعتصام'' کا نوٹ :

اس پر''الاعتصام'' کے اس وقت کے مدیر مولانا حافظ صلاح الدین صاحب یوسف (صاحبِ تفسیر أحسن البیان) نے یہ نوٹ لکھا ہے :

''یہ عریضہ پڑھ کرسخت تعجّب ہوا کہ اصل عربی نسخے میں توان حضرات نے تحریف کی تھی، اب بنائے فاسد علیٰ الفاسد، کے مطابق ایک بریلوی ناشر نے اس تحریف کواُردو میں منتقل کرکے اور اس پر مذکورہ حاشیہ آرائی کرکے[نالے چورنالے چتر] (یعنی چوری اورسینہ زوری) کا کردارادا کیا ہے، یعنی تحریف کا کردار ادا کرنے والے خود ہیں لیکن اسے اہلحدیث مترجم مولانا وحید الزمان خان مرحوم کے سرمنڈھ دیا ہے، جنھوں نے بالکل صحیح ترجمہ کیا ہے .

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

فَاِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ .

بہر حال عریضہ نگار کے اسی سوال کہ ابوداؤو میں یہ تحریف کیوں؟ کب؟ اور کیسے ہوئی ؟ کے جواب میں ہم مولانا سلطان محمود صاحب حفظہ اللہ کا فاضلانہ مقالہ شائع کر رہے ہیں۔۱۰۱

جس میں ابو داؤد کے نسخے میں مذکورہ تحریف کا جائزہ لیا گیا ہے، یہ مقالہ نعم الشھود علیٰ تحریف الغالین في سنن أبی داؤد کے نام سے کئی سال قبل پمفلٹ کی صورت میں شائع ہوا تھا، اسے ضرورتِ مذکورہ کے تحت اب دوبارہ [الاعتصام] میں شائع کیا جارہا ہے جس سے مذکورہ سوال کا جواب سامنے آجاتا ہے [وَ ھُوَ ھٰذَا] (ص،ی).

اس ادارتی نوٹ کے بعد محدّث جلال پوری کا رسالہ نقل کیا ہے، جسکا ضروری حصہ افادۂ عام کیلئے ہم یہاں پیش کررہے ہیں :

شیخ الحدیث مولانا سلطان محمود صاحب محدّث جلالپوریؒ کا ایک محقِّقانہ مقالہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ مَنْ لَّا نَبِیَّ بَعْدَہٗ .

ایک پانچ ورقی رسالہ بعنوان ’’غیر مقلّدین کے سفید جھوٹ کی حقیقت‘‘ نظر سے گزرا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تراویح بیس رکعات ہیں آٹھ نہیں، جس میں مصنّف نے بہت سی غیر ذمّہ داری کی باتیں لکھی ہیں، لیکن انکے جواب کی ضرورت نہیں، اس لیئے کہ یہ مسئلہ صدیوں سے علماء کے مابین موضوعِ بحث رہ چکا ہے، اوراس پر فریقین کی طرف سے اس قدر لکھا جاچکا ہے کہ اب مزید

۱۰۱ مولانا سلطان محمود محدّث جلال پوری چندسال ہوئے وفات پاگئے ہیں۔غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَ لَہٗ وَ رَحِمَہٗ رَحْمَۃً وَاسِعَۃً ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

لکھنا ایک چھیڑ خانی اور بحث برائے بحث کے علاوہ کچھ نہیں، البتہ صرف ایک بات ایسی نظر سے گزری جونئی ہے، اور خطرہ ہے کہ اس سے نئے فتنے جنم لیں گے، اس لیئے ضروری سمجھتا ہوں کہ علماءِ اسلام کو اس پر توجّہ دلائی جائے تا کہ آئندہ کے لیئے اس قسم کی ناپاک تحریفوں کو دینی دفاتر میں راہ پانے سے روکا جا سکے، اور وہ بات یہ ہے کہ رسالہ مذکورہ کے صفحہ:(5) پر ابـــــو داؤد شریف کے حوالے سے ایک حدیث کے الفاظ یوں نقل کیئے گئے ہیں :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ جَمَعَ النَّاسَ عَلیٰ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ رَكْعَةً) .[۱۱۱]

''حضرت حسن بصری رحمہٗ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا اور وہ لوگوں کو بیس رکعتیں پڑھاتے تھے''.

یہ ہے مصنفِ رسالہ کی عبارت، اس میں خط کشیدہ لفظ یعنی [رَكْـــــــــعَةً] غلط ہے صحیح لفظ [لَيْلَةً] ہے، یعنی ابوداؤد شریف کی حدیث کے اصل الفاظ یوں ہیں :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ﷺ جَمَعَ النَّاسَ عَلیٰ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّى لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِيْ النِّصْفِ الْبَاقِيْ، فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّیٰ فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبِقَ أُبَيٌّ) [۱۱۲]

''حضرت حسن بصری رحمہٗ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں تراویح پڑھاتے تھے، اور نصفِ ثانی کے سوا دعاءِ قنوت نہیں کرتے تھے، جب

[۱۱۱] بحوالہ ہفت روزہ الاسلام لاہور جلد ۱۶ شمارہ ۴۲ بابت ۱۸ شعبان ۱۴۱۰ھ بمطابق ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء .

[۱۱۲] ابوداؤد

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

آخری عشرہ آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے اوراپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابیؓ بھاگ گئے ہیں ''.

یہ ہیں حدیث کے اصل الفاظ جن میں بیس راتوں کا ذکر ہے نہ کہ بیس رکعتوں کا،اورظاہر ہے کہ [لَیْلَۃً]کی بجائے [رَکْعَۃً] کا لفظ لانا اوراسے بیس تراویح کے ثبوت کے لیئے مستدل بنانا ایک اہم دینی کتاب میں شرمناک تحریف ہے۔اگرسوال پیدا ہوکہ جب [لَیْلَۃً] کی بجائے [رَکْعَۃً] بعض مطبوعہ نسخوں میں موجود ہے تو پھراسے تحریف کیوں کہا جائے؟ تو جواباً عرض ہے کہ جن نسخوں میں لفظ [رَکْعَۃً] موجود ہے،اُن کی حقیقت بعد میں بیان کی جائے گی، اُس سے پہلے وہ شواہد دیکھ لیئے جائیں جوتحریف پر دلالت کرتے ہیں اوروہ کئی امور ہیں :

پہلی شہادت :

1318ھ تک ابوداوٗد کے جتنے نسخے ہندوستان میں طبع ہوئے،ان سب میں [لَیْلَۃً] کا لفظ ہی مطبوع ہے،کہیں بھی [رَکْعَۃً] والے نسخے کا اشارہ نہیں۔اوراسی طرح بیرونِ ہند آج تک جہاں بھی یہ کتاب طبع ہوئی،ان تمام مطبوعہ نسخوں میں لفظ [لَیْلَۃً] ہی مرقوم ہے کہیں بھی [رَکْعَۃً] کا اشارہ تک نہیں ہے،سوائے ان دوتین نسخوں کے جن کو دیوبندی ناشرین نے طبع کرایا،جن کا ذکر بعد میں آئے گا .

دوسری شہادت :

جن اسلاف آئمہ وعلماء نے سنن ابی داؤد کے حوالے سے یہی حدیث نقل فرمائی،ان سب نے [لَیْلَۃً] کا لفظ نقل کیا،کسی نے بھی [رَکْعَۃً] کے نسخہ کا صراحتاً یا اشارۃً ذکر نہیں کیا،ملاحظہ ہو [مشکوٰۃ المصابیح، باب القنوت، فصل ثالث] کی پہلی حدیث،جس کو صاحبِ مشکوٰۃ نے یوں نقل کیا ہے :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ ص جَمَعَ النَّاسَ عَلیٰ أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِينَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي

صحیح دینی معلومات کے لیئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

النِّصفِ الْبَاقِيْ،فَاِذَا كَانَ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلّٰى فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبِقَ أُبَيٌّ) [۱۱۳]

''حضرت حسن بصری رحمۂ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا، وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اورصرف نصفِ ثانی میں ہی دعاءِ قنوت کرتے تھے،اور جب عشرۂ اخیر آتا تو جماعت کرانا چھوڑ دیتے،اوراپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابیّ بھاگ گئے ہیں ''.

اسی طرح نصب الرایہ للامام الزیلعی الحنفی میں ہے :

(وَ لِلشَّافِعِيَّةِ فِيْ تَخْصِيْصِهِمُ الْقُنُوْتَ بِالنِّصْفِ الْأَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ حَدِيْثَانِ: الْأَوَّلُ أَخْرَجَهُ أَبُوْ دَاؤُدَ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً...... الْحَدِيْثُ). [۱۱۴]

''شافعیہ کے پاس دعاءِ قنوت کو رمضان شریف کے نصفِ ثانی کے ساتھ خاص کرنے کی دودلیلیں ہیں: پہلی دلیل ابوداؤد میں ہے،حضرت حسن بصری رحمۂ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی امامت میں نمازِ تراویح پڑھنے پر جمع کیا اور وہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے ...الخ''.

نیز مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری میں ہے :

(وَعَنِ الْحَسَنِ وَ هُوَ الْبَصْرِيُّ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ عِشْرِيْنَ

---

[۱۱۳] ابو داؤد .

[۱۱۴] نصب الرایہ،جلدثانی،ص:۱۲۶ .

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

لَیْلَۃً...الخ) ۱۱۵

''اور حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیؓ بن کعب رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز پڑھنے پر جمع کیا تو وہ انھیں بیس راتیں نماز (تراویح) پڑھاتے تھے''.

معلوم ہونا چاہیئے کہ مختصر سنن ابی داؤد امام منذری کی کتاب ہے،جس میں امام موصوف نے سنن ابی داؤد کی تلخیص فرمائی ہے،یعنی ابوداؤد کے متونِ حدیث کو بحذفِ اسانید ذکر فرمایا ہے، ان تینوں بزرگوں کی کتب سے منقولہ عبارات سے واضح ہوجاتا ہے کہ اصل حدیث میں [لَیْلَۃً] ہی ہے اورانہوں نے یاان کے علاوہ کسی دوسرے بزرگ نے کہیں بھی لفظ[رَکْعَۃً] کا اشارہ نہیں کیا،اسی قسم کے حوالے بہت سے دیئے جاسکتے ہیں،لیکن اختصار کے لیئے انہی پراکتفاء کیا جاتا ہے .

تیسری شہادت :

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کوامام ابوداؤد ہی کے واسطہ سے اپنی کتاب السنن الکبریٰ میں مسنداً روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

(أَنْبَأَنَا أَبُوْ عَلِيٍّ الرُّوْذَبَارِيُّ أَنَا أَبُوْ بَكْرِ بْنِ دَاسَةَ ثَنَا أَبُوْ دَاؤُدَ ثَنَا شُجَاعُ بْنُ مُخَلَّدٍ ثَنَا هُشَيْمُ أَنَا يُوْنُسُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ ، فَكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ اِلَّا فِي النِّصْفِ الْبَاقِيْ فَاِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ فَصَلَّى فِيْ بَيْتِهٖ فَكَانُوْا يَقُوْلُوْنَ اَبِقَ أُبَيٌّ). ۱۱۶

۱۱۵ مختصر سنن ابی داؤد للحافظ المنذری جلد ثانی ص: ۱۲۵

۱۱۶ السنن الکبریٰ جلد ثانی: ص ۴۹۸ .

صحیح دینی معلومات کے لیئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

’’ہمیں خبر دی ابو علی روذ باری نے ،ہمیں خبر دی ابو بکر بن داسہ نے ،ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد نے ،ہمیں حدیث بیان کی شجاع بن مخلّد نے ،ہمیں حدیث بیان کی ہشیم نے ،ہمیں خبر دی یونس بن عبید نے ،اور بتایا کہ حضرت حسن بصری بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نمازِ تراویح پر اکٹھے کیا، وہ انہیں بیس راتیں نماز پڑھاتے تھے اور صرف نصفِ آخر میں دعاءِ قنوت کرتے تھے ،جب عشرۂ اخیر آتا تو جماعت کروانا بند کر دیتے اور اپنے گھر میں نماز پڑھتے اور لوگ کہتے کہ ابیّ بھاگ گئے ہیں‘‘.

چوتھی شہادت :

روایتِ مذکورہ کے چوتھے جملے یعنی [فَـإِذَا كَـانَـتِ الْـعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ] کا آغاز فائے تفریع وترتیب سے ہے اور ظاہر ہے کہ یہ جملہ دوسرے جملے یعنی [فَـكَانَ يُصَلِّي بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] پر مرتّب ہے اور یہ ترتیب اس وقت صحیح ہوسکتی ہے جب اس جملہ میں لفظ [لَيْلَةً] ہی ہو، اگر اس جملہ میں لفظ [رَكْعَةً] ہو تو پھر ترتیب اور تفریع صحیح نہیں رہتے اور باوجود فائے تفریعیہ کے یہ عبارت بے جوڑ سی بن جاتی ہے [كَمَا لَا يَخْفَىٰ عَلَى مَنْ لَهُ أَدْنىٰ مُمَارَسَةٍ بِالْعَرَبِيَّةِ] .

پانچویں شہادت :

مولانا خلیل احمد صاحب حنفی سہارن پوری نے اپنی مشہور کتاب بـذل الـمـجـهـود فی حلّ أبـی داؤد میں اس حدیث کو جب بغرضِ شرح لکھا ہے تو لفظ [لَيْـلَـةً] ہی کو ذکر کیا ہے اور اِسی پر اپنی شرح کی بنیاد رکھی ہے، ان کی عبارت یہ ہے :

(فَكَانَ أُبَيٌّ يُصَلِّي لَهُمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ إِلَّا فِي النِّصفِ الْبَاقِيْ،الظَّاهِرُ أَنَّ الْمُرَادَ مِنَ الْبَاقِيْ الْعُشْرُ الْأَوْسَطُ كَأَنَّهُ لَا يَقْنُتُ إِلَّا فِيْ الْعَشَـرَةِ الثَّانِيَةِ وَأَمَّـا الْعَشَـرَةُ الثَّالِثَةُ فَيَتَخَلَّفُ فِيْهَا فِيْ

بَيْتِهٖ وَيَتَفَرَّدُ عَنِ النَّاسِ فَإِذَا كَانَتِ الْعَشْرُ الْأَوَاخِرُ تَخَلَّفَ أُبَيٌّ عَنِ الْمَسْجِدِ فَصَلَّى فِيْ بَيْتِهٖ وَكَانُوْا أَيِ النَّاسُ يَقُوْلُوْنَ اَبِقَ أَيْ فَرَّ فَهَرَبَ أُبَيٌّ). ؁۱۷

’’حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ لوگوں کو بیس راتیں نماز پڑھاتے اور دعاءِ قنوت صرف نصفِ اخیر میں ہی کرتے تھے، بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ نصفِ اخیر [یا نصفِ باقی] سے مراد عشرہ ٔ وُسطیٰ ہے گویا وہ صرف عشرہ ٔ وُسطیٰ میں دعاءِ قنوت کرتے تھے، رہا عشرہ ٔ اخیرہ تو اس میں وہ جماعت کرانا ہی چھوڑ جاتے تھے اور لوگوں سے الگ تھلگ اپنے گھر میں اکیلے نماز پڑھتے تھے، جب عشرہ ٔ اخیرہ آتا تو وہ مسجد سے الگ ہوجاتے اور اپنے گھر میں تراویح پڑھتے تو لوگ کہتے کہ ابیّ بھاگ گئے ہیں ‘‘.

اس عبارت سے واضح ہے کہ مولانا نے دوسرے علماء کے خلاف نصفِ باقی سے بیس راتوں کا آخری نصف یعنی درمیانہ عشرہ مراد لیا ہے‘ حالانکہ باقی علماء نے بالخصوص شوافع نے النصف الباقی سے رمضان کا آخری نصف مراد لیا ہے اور مولانا کا یہ مراد لینا تب صحیح ہوسکتا ہے کہ جب لفظ[عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کا ہو، اگر لفظ[عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کا ہو تو پھر اسکا نصفِ باقی تو آخری دس رکعتیں ہوں گی نہ کہ رمضان کا درمیانہ عشرہ اور غالبًا مولانا نے یہ توجیہہ اس لیئے کی ہے کہ شوافع کا مذہب ہے کہ قنوت الوتر رمضان کے نصفِ آخر کے ساتھ خاص ہے، اور وہ لوگ اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں، اب اس توجیہہ سے یہ حدیث ان کا مستدل نہیں بن سکے گی، بہر حال اس کی توجیہہ کچھ بھی کیوں نہ ہو، مولانا نے اس لفظ کو[عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی قرار دیا ہے[رَكْعَةً] نہیں .

؁۱۷ بذلُ المجهود فِی ابی داؤد مولانا خلیل احمد سہارنپوری بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام لاہور ۲۳/۱۱/ ؁۱۴۰۸ھ ۸/۷/ ؁۱۹۸۸ء مقالہ حضرۃ العلاّم محدّث جلاپوری۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

پھر یہ بات بھی زیرِ غور رہنی چاہیئے کہ امام ابوداؤد کی سنن کے نسخہ جات جو آپ کے شاگردوں نے آپ سے نقل کیئے متعدّد ہیں، جن میں سے زیادہ متعارف تین ہیں، ابوعلی لؤلؤی کا نسخہ جو ہمارے بلاد میں مطبوع ہے اور ابن داسہؒ کا، اور ابن الأعرابیؒ کا، اِن نسخوں میں اختلافات ہیں، کہیں اختلافاتِ لفظی اور کہیں الفاظ کی کمی بیشی یا روایات کی کمی زیادتی، اور ان اختلافاتِ نُسخ کو بالعموم شُرّاح نے بیان کردیا ہے اور خصوصاً مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی، جیسا کہ انھوں نے حضرت علیؓ کی تَحْتَ السُّرَّۃ والی حدیث کو ابنُ الأعرابی کے نسخہ سے نقل فرمادیا ہے ان کی عبارت یہ ہے:

(وَاعْلَمْ أَنَّهُ كَتَبَ هٰهُنَا عَلَىٰ الْحَاشِيَةِ أَحَادِيْثُ مِنْ رِوَايَةِ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ فَيُنَاسِبُ لَنَا أَنْ نَّذْكُرَهَا،ثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ مَحْبُوْبِ الْبُنَانِيُّ بِنُوْنَيْنِ أَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ الْبَصْرِيُّ قَالَ ثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اِسْحٰقِ الْوَاسِطِيِّ أَبُوْ شَيْبَةَ ضَعِيْفٌ عَنْ زِيَادِ بْنِ زَيْدِ السُّوَائِيِّ الْأَعْصَمِ بِمُهْمَلَتَيْنِ الْكُوْفِيِّ مَجْهُوْلٌ عَنْ أَبِيْ جُحَيْفَةَ وَهَبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ السُّوَائِيِّ بِضَمِّ الْمُهْمَلَةِ وَالْمَدِّ يُكَنِّيْهِ صَحَابِيٌّ مَعْرُوْفٌ صَحِبَ عَلِيًّا ، أَنَّ عَلِياً ؓ قَالَ: مِنَ السُّنَّةِ وَضْعُ الْكَفِّ عَلَى الْكَفِّ فِيْ الصَّلٰوةِ تَحْتَ السُّرَّةِ .

رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُوْدَاؤدَ وَ قَالَ الشَّوْكَانِيُّ الْحَدِيْثُ ثَابِتٌ فِيْ بَعْضِ نُسَخِ أَبِيْ دَاؤدَ وَهِيَ نُسْخَةُ ابْنِ الْأَعْرَابِيِّ وَلَمْ يُوْجَدْ فِيْ غَيْرِهَا...... الخ)۱۱۸

اور یہ بات بھی علم میں رہے کہ انھوں نے حاشیہ میں اس مقام پر ابن الأعرابی سے کئی احادیث لکھی ہیں، مناسب معلوم ہوتا ہے کہ انہیں ذکر کردیں .رواۃِ سند کے اسماء اور انکے صحیح

۱۱۸ بذل المجھود جلد ثانی (ص:۲۳) .

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ضبط کے بعد کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:
''سنت یہ ہے دائیں ہتھیلی کو بائیں ہتھیلی کے اوپر، ناف کے نیچے باندھا جائے''.

اس حدیث کو امام احمد وابوداؤد نے روایت کیا ہے، امام شوکانی کہتے ہیں کہ یہ حدیث ابوداؤد کے بعض نسخوں میں موجود ہے، یعنی ابن الأعرابی کے نسخہ میں موجود ہے اور اسکے علاوہ دوسرے کسی نسخہ میں نہیں ہے۔

ملاحظہ ہو کہ کس طرح مولانا نے اس مقام پر دوسرے نسخے کی روایت اس جگہ بیان فرما کر اس کی شرح بھی کردی اور اپنے دلائلِ متعلقہ تَحتَ السُّرَّۃ میں اس کو بھی پیش کر دیا، اب اگر حضرت ابیّ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں بھی نسخوں کا اختلاف ہوتا اور کہیں بھی لفظ[رَکْعَۃً] کا وجود ہوتا تو مولانا اپنے استدلال کی خاطر اس کا ذکر فرماتے اور اپنے مستدلاّت میں ایک دلیل بڑھا لیتے، حالانکہ بیس(20) رکعات ثابت کرنے کے لیۓ انھوں نے علاّمہ شوق نیموی کی کتاب آثار السنن میں سے وہ روایتیں بھی نقل کر دی ہیں جن کے جوابات کئی بار علمائے حدیث دے چکے ہیں، لیکن اس روایت کے بارے میں اشارہ تک نہیں فرمایا، ان مذکورہ بالا شواہد سے واضح ہوجاتا ہے کہ اصل لفظ [عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً] ہی ہے اور اس کو [عِشْرِیْنَ رَکْعَۃً] بنانا تحریف ہے.

یہ تحریف کب ہوئی؟ کس نے کی؟ اور کیوں کی؟:

ہم پہلے واضح کر چکے ہیں کہ ہند میں ۱۳۱۸ھ تک جتنے نسخے سنن کے مطبوع ہوئے ان سب کے سب میں[عِشْرِیْنَ لَیْلَۃً] ہی مطبوع ہے اور کسی قسم کا کوئی اشارہ نسخوں کے اختلاف کا نہیں ہے، البتہ جب مولانا محمود حسن کے حواشی کے ساتھ سنن کو چھپوایا گیا تو ناشرین نے خود یا کسی کے مشورہ سے متن میں [لَیْلَۃً] اور اس کے اُوپر[ن] کا نشان دے کر حاشیہ پر[رَکْعَۃً]لکھ دیا، اس کے بعد جب مولانا فخر الحسن کے حواشی کے ساتھ طبع کرایا گیا تو اس کے متن میں[رَکْعَۃً] لکھا اور اس کے اُوپر[ن] کا نشان دے کر حاشیہ پر[لَیْلَۃً]لکھ دیا، تا کہ یہ تأثّر عام ہوجائے کہ یہاں نسخوں کا اختلاف ہے، اسی طرح بذل المجھود کے ساتھ سنن ابی داؤد کی طبع کے وقت متن

میں[لَيۡلَةً]لکھااوراُوپر[ن] کانشان دے کرحاشیہ پر[رَكۡعَةً]لکھا،اوراس کے ساتھ یہ عبارت لکھ دی[كَذَا فِيۡ نُسۡخَةٍ مَقۡرُوۡءَةٍ عَلَىٰ الشَّيۡخِ مَوۡلَانَا مُحَمَّد اِسۡحَاق رَحِمَهُ اللّٰه] بغیراس وضاحت کے کہ یہ عبارت کس کی ہے؟اس نسخہ کوکس نے دیکھا تھااورکہاں دیکھا تھااور اب وہ نسخہ کہاں ہے؟یادرہے کہ یہ عبارت مولانا کی شرح کی عبارت میں نہیں بلکہ اصل کتاب یعنی سنن ابی داؤد کے حاشیہ پرلکھی گئی ہے،پس یہ عبارت مجہول القائل ہونے کی بناء پرنا قابلِ اعتماد ہے۔اب ظاہر ہے کہ اس پوری کی پوری کاروائی سے یہ تأثر دینا مقصودتھا کہ سنن ابی داؤد کے بعض نسخوں میں[عِشۡرِيۡنَ رَكۡعَةً] موجود ہے تاکہ اس حدیث کوبیس(20)رکعات ِتراویح کے ثبوت میں پیش کیا جاسکے،لیکن شواہد کے ہوتے ہوئے اس کاروائی کوایک قسم کی تدلیس اورتلبیس نہ سمجھا جائے تو کیا کہا جائے؟اگرکوئی کم فہم یہ شبہہ پیدا کرنے کی کوشش کرے کہ کیا یہ ہوسکتا ہے کہ ایسے علماء کے نام پراورانکے حواشی کے ساتھ کتابیں چھپوائی جائیں اوران کتابوں میں ایسی تحریف کی جائے اوروہ خودیاان کے شاگردجوبڑے بڑے علماء ہیں،اس پر خاموش رہیں،یہ کیسے ممکن ہے؟تواُنہیں معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ ممکن اورناممکن کی بحث بے فائدہ ہے،دنیامیں اس سے بڑی اَن ہونی باتیں ہوچکیں اورآج تک موجود ہیں اورکسی کوبھی سوائے زبانی باتوں کے ان کی اصلاح کی توفیق نہیں ملی ،حضرت مولانا محمودالحسن صاحب سے کون واقف نہیں؟اوران کی کتاب ’’ایضاح الادلّہ ‘‘ کوکون نہیں جانتا؟جومولانا نے ایک اہلحدیث عالم کے جواب میں لکھی،جب کہ اس عالم نے ردِّتقلید پرآیت ﴿ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِيۡ شَيۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَىٰ اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ ذٰلِكَ خَيۡراً وَّأَحۡسَنُ تَأۡوِيۡلاً☆﴾ سے استدلال کیا تومولانا نے اس کا جواب دیااوراپنے خیال میں اس کے جواب میں ایک آیت بھی لکھ دی اوراسی اپنی پیش کردہ آیت کومستدل بنایا۔لیکن اس آیت کا موجودہ کلامِ مجید میں کہیں بھی وجودنہیں،وہ لکھتے ہیں:

’’اب اس سے صاف ظاہر ہے کہ فی الحقیقت حکم توحکمِ خداوندی ہے اورمنصبِ حکومت

انبیائے کرام علیہم السلام وامام وقاضی وآئمۂ مجتہدین یا دیگر اُولوا الامر عطائے خداوندِ متعال بعینہٖ اس طرح پر ہوگا، جیسے منصبِ حکم، حکّام ماتحت کے حق میں عطائے حکّامِ بالا دست ہوتا ہے اور جیسے اطاعتِ حکّام ماتحت سراسر اطاعتِ حکامِ بالادست سمجھی جاتی ہے، اسی طرح پر اطاعتِ انبیائے کرام علیہم السلام و جملہ اُولی الامر بعینہٖ اطاعتِ خداوند جلّ جلالہٗ خیال کی جائے گی اور متّبعینِ انبیائے کرام اور دیگر اولی امر کو خارج از اطاعتِ خداوندی سمجھنا ایسا ہوگا جیسا متّبعین احکامِ حکّام ماتحت کو کوئی کم فہم خارج از اطاعتِ حکّامِ بالادست کہنے لگے یہی وجہ ہے کہ یہ ارشاد ہوا :[فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ وَأُولِي الۡأَمۡرِ مِنۡكُمۡ] ۔

ظاہر ہے کہ اولی الامر سے مراد اس آیت میں سوائے انبیاء کرام علیہم السلام اور کوئی ہیں، سو دیکھیئے اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ حضراتِ انبیاء و جملہ اُولوالامر واجب الاتّباع ہیں، آپ نے آیت : ﴿فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ﴾ تو دیکھ لی اور آپ کو یہ اب تک معلوم نہ ہوا کہ جس قرآنِ کریم میں یہ آیت ہے، اُسی قرآن میں آیتِ مذکورہ بالامعروضۂ احقر بھی موجود ہے، عجب نہیں کہ آپ دونوں آیتوں کو حسبِ عادت متعارض سمجھ کر ایک کے ناسخ اور دوسری کے منسوخ ہونے کا فتویٰ لگانے لگیں''، انتہی ۔[119]

سابقہ عبارت کو غور سے دیکھا جائے کہ مولانا مرحوم کس طرح اہلحدیث عالم کی پیش کردہ آیت: ﴿فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡآخِرِ﴾ کے مقابلہ میں ایک دوسری آیت پیش کررہے ہیں جس کے الفاظ یہ ہیں ﴿ فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِي شَيۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ وَأُولِي الۡأَمۡرِ مِنۡكُمۡ﴾ اور کس طرح اس عالم اہلحدیث پر پھبتی کستے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہ آیت تو دیکھ لی لیکن یہ دوسری آیت معروضۂ احقر کا آپ کو اب تک پتہ نہیں چلا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ دوسری آیت جس کا تعارف مولانا'' آیتِ مذکورہ بالا معروضۂ احقر'' کے الفاظ سے کرا رہے ہیں، قرآن مجید کے کس پارہ میں ہے؟ یہ کتاب مولانا کے نام پر چھپی اور غالباً آپ کی زندگی میں چھپی اور آپ کے شاگردوں نے جو بڑے بڑے علماء

[119] ''ایضاح الأدلة''(ص:97)۔

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

تھے دیکھی، کیا کسی کو توفیق ملی کہ اس کی اصلاح کرے، اگر یہ ناممکن سی بات وجود میں آسکتی ہے تو پھر اس قسم کی کسی بھی کوتاہی کو جو کسی سے بھی سرزد ہو، ناممکن نہیں کہا جاسکتا اور اس قسم کی کوتاہیوں کی کوئی توجیہہ نہیں ہوسکتی سوائے اسکے کہ :''اَلْعِصْمَةُ لِلّٰهِ وَ لِرَسُوْلِهٖ خَاصَّةً ﷺ'' ۱۲۰

حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو ؒ کی تحقیقات کا خلاصہ :

کتبِ حدیث میں تغیّر و تبدّل کے سلسلہ میں حکیم مولانا محمد اشرف صاحب سندھو ؒ نے اپنی کتاب ''نتائج التقلید'' میں بڑی تفصیل ذکر کی ہے، چنانچہ موصوف لکھتے ہیں :

''سنن ابی داؤد ایسی مشہور و معروف اور مستند درسی کتاب جو صحاح ستہ کا جزء شمار کی جاتی ہے، اس میں نمازِ تراویح باجماعت کا ابتدائی واقعہ بلفظہٖ یوں مروی ہے :

(عَنِ الْحَسَنِ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رضی اللہ عنہ جَمَعَ النَّاسَ عَلٰى أُبَيِّ بْنِ كَعْبٍ فَكَانَ يُصَلِّيْ بِهِمْ عِشْرِيْنَ لَيْلَةً وَلَا يَقْنُتُ بِهِمْ ..... الْحَدِيْثِ). ۱۲۱

''حضرت حسن بصری رحمہُ اللہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو حضرت اُبیّ بن کعب رضی اللہ عنہ کی امامت پر اکٹھے کیا، وہ انھیں بیس راتیں تراویح پڑھاتے اور دعاءِ قنوت نہیں کرتے تھے، سوائے ...)).

الغرض دنیا بھر کے مطبوعہ اور قدیم قلمی نسخوں میں یہ حدیث [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے منقول ہے، نہ صرف یہی بلکہ علاّمہ ولی الدین رحمہُ اللہ ایسے مشہور محدّث نے مشکوٰۃ المصابیح میں بھی یہ حدیث ابوداوٗد کے نام سے [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی کے لفظ سے نقل کی ہے، چنانچہ مشکوٰۃ شریف کے جمیع قلمی اور تمام مطبوعہ نسخوں میں یہ حدیث اِسی لفظ سے پائی جاتی

---

۱۲۰ ہفت روزہ الاعتصام بابت 23 ذوالقعدہ 1408ھ بمطابق 8 جولائی 1988ء

۱۲۱ سنن ابو داؤد ،باب القنوت في الوتر، مطبوعہ مصر ابو داؤد مطبوعہ قادری دہلی ۱۲۷۲ء جلد اوّل (ص:۲۰۱)، ابو داؤد مطبوعہ محمدی دہلی ۱۲۶۴ء جلد اوّل (ص:۲۰۳) .

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہے، ملاحظہ ہو: مشکوٰۃ مطبوعہ نور محمد حنفی نقش بندی (ص:115) باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث، مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح [ملّا علی قاری] مطبوعہ مصر (ص:167) فصل ثالث، اشعة اللّمعات [شیخ عبدالحق] شرح المشکوٰۃ، باب قنوت فی الوتر، فصل ثالث۔

پہلا حملہ :

(شیخ الہند) مولوی محمود الحسن صاحب نے سنن ابو داؤد مطبوعہ مجتبائی دہلی کی تصحیح کرتے وقت اس حدیث کے متن میں تو لفظ [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی رہنے دیا، لیکن تصدیق وتائیدِ حنفیّت کے لیئے [لَيْلَةً] پر نسخہ کا نشان دے کر حاشیہ میں یوں لکھا: [رَكْعَةً] كَذَا فِيْ نُسْخَةٍ مَقْرُوْءَةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّد اِسْحٰق رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۱۲۲

دوسرا حملہ :

مولوی خلیل احمد صاحب سہارن پوری نے شیخ الہند کی تصحیح کردہ ابو داؤد کو پسند کرتے ہوئے بذل المجهود فی حلّ ابی داؤد اس پر لکھی ہے، اور باب قنوت فی الوتر کی حدیث [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کے متن اور حاشیہ کو اُسی طرح بحال رکھتے ہوئے خاموشی اختیار کی ہے، یعنی متنِ ابوداؤد میں تو [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] ہی رکھا اور حاشیہ پر لکھ دیا [رَكْعَةً] كَذَا فِيْ نُسْخَةٍ مَقْرُوْءَةٍ عَلَى الشَّيْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّد اِسْحٰق رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى. ملاحظہ ہو: بذل المجہود (ص:368)

گویا آنے والی نسلوں کو دھوکا دیا ہے کہ سنن ابی داؤد میں [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] اور [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] دونوں طرح آیا ہے، حضرت شیخ محمد اسحاق محدّث دہلوی کے درس پر افتراء کی حقیقت کو جاننے کے لیئے حضرتِ شیخ کے خاص حنفی تلامذہ سے مولانا احمد علی صاحب سہارن پوری رحمہٗ اللہ جو خاص طور پر حضرتِ شیخ کے درس کا حوالہ ذکر کرنے کے عادی ہیں، انکے حاشیہ کا دیکھ لینا ضروری ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری [باب اِذَا اُقِيْمَتِ الصَّلٰوةُ فَلَا صَلٰوةَ اِلَّا الْمَكْتُوْبَةَ] کے

۱۲۲ ابو داؤد جلد اوّل، ص:۲۱۹.

صحیح دینی معلومات کے لیئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حاشیہ میں بغیر اپنی تحقیق کیئے صرف حضرت شیخ الہند کے قول سے [اِلّا رَکْعَتَيِ الْفَجْرِ] بیہقی کا حوالہ لکھا ہے، اگر سہارن پوری صاحب رحمہٗ اللہ [رَکْعَةً] والے نسخہ کا ذکر درسِ شیخ میں سُن پاتے تو اپنے حاشیۂ مشکوٰۃ یا بخاری میں ضرور ذکر کرتے، اور ایسے ہی حضرتِ شیخ کے دوسرے تلمیذ نواب قطب الدین صاحب نے بھی ''مظاهرُ الحق '' میں ذکر نہیں کیا، پھر شیخ کے قریب کے زمانہ میں دو حنفی بزرگوں کی تصحیح سے سنن ابو داؤد کے دو نسخے مطبوع ہیں، ایک قادری دہلوی اور دوسرے محمدی دہلوی تھے، ان میں بھی حنفی بزرگوں نے [رَکْعَةً] والے نسخہ کا ذکر نہیں کیا، جو اس امر کی مجسّم دلیل ہے کہ یہ سب بعد کی ساخت پرداخت ہے .

تیسرا حملہ :

مولوی فخر الحسین اور فیض الحسن صاحبان گنگوہی رکن رکینِ دیوبند دونوں باپ بیٹے نے ابوداؤد مطبوعہ مجیدی کانپور 1345ھ کی تصحیح وحواشی کرتے ہوئے [رَکْعَةً] کو متنِ حدیث میں لکھ کر اصل پر [نسخہ] کا نشان دیتے ہوئے حاشیہ میں [لَيْلَةً] کو نسخہ قرار دے دیا، ملاحظہ ہو: ابوداؤد (ص:202) مع حاشیہ تعلیق المحمود جلد اول مطبوعہ مجیدی کانپور .

چوتھا حملہ :

چوتھے شہسوار نے ابوداؤد مطبوعہ نولکشور کی تصحیح کرتے ہوئے پہلے تینوں سے بڑھ چڑھ کر جو ہر یوں دکھائے کہ [عِشْرِيْنَ لَيْلَةً] کو متنِ حدیث میں ہی [عِشْرِيْنَ رَكْعَةً] کر دیا، ملاحظہ ہو: ابو داؤد (ص:203) مطبوعہ نولکشور .

بیس تراویح پر دعوائے اجماع اور اسکی حقیقت :

بعض لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے عہدِ خلافت میں بیس رکعاتِ تراویح پر اجماع ہو گیا تھا اور پھر تمام شہروں میں اسی پر عمل برقرار رہا جیسا کہ علاّمہ عینی نے عمدة القاری (۱۷۸/۷/۴) میں، علاّمہ ہیثمی نے مجمع الزوائد (۱۷۲/۳) میں اور ملاّ علی قاری نے مرقاة شرح مشکوٰۃ (۱۷۵/۲) میں ذکر کیا ہے۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

علاّمہ مبارکپوری کی تحقیق :

جبکہ علاّمہ مبارکپوری لکھتے ہیں کہ یہ دعوی بالکل باطل ہے، کیونکہ خود علاّمہ عینی نے عمدۃ القاری میں کہا ہے کہ عددِ رکعات تراویح کے بارے میں بکثرت اقوال پائے جاتے ہیں اورامام مالک رحمہٗ اللہ نے کہا ہے کہ واقعہ حرہ سے پہلے یعنی تقریباً ایک سواور چند سال سے زیادہ عرصہ سے لیکرآج تک مدینہ منورہ میں اڑتیس رکعاتِ تراویح اور ایک رکعت وتر پرعمل ہوتا آرہا ہے، جبکہ خود اپنے لیئے امامِ دارالہجرۃ حضرت امام مالک رحمہٗ اللہ نے گیارہ رکعتیں اختیار فرمائیں۔ اورمعروف فقیہہ اسود بن یزید چالیس رکعاتِ تراویح اور سات رکعاتِ وتر پڑھا کرتے تھے۔ اوران کے علاوہ باقی اقوال بھی پیشِ نظر رکھیں جوعلاّمہ عینی نے ذکر کیئے ہیں (جنکے بارے میں اس موضوع کے شروع میں اشارہ کیا جاچکا ہے)۔

اب ان سب اقوال کو پیشِ نظر رکھ کر ہمیں کوئی بتائے کہ بیس تراویح پر اجماع کہاں ہوا؟ اور تمام شہروں میں اس پرعمل برقرار کیسے رہا؟ [۱۲۳]

شیخ البانی کانظریہ :

علاّمہ مبارکپوری کے اس اجماع کو بالکل باطل قرار دینے کا تذکرہ کرنے کے بعد شیخ البانی لکھتے ہیں کہ اسکی مزید تائید اس بات سے بھی ہوتی ہے کہ اگر اجماع کا یہ دعوی صحیح ہوتا تو متاخرین فقہاء اسکی مخالفت نہ کرتے حالانکہ تراویح کے بارے میں آٹھ سے کم اور زیادہ دونوں قسم کے اقوال پائے جاتے ہیں لہٰذا صرف کسی کتاب میں اجماع کا ذکر کردینے سے اجماع ثابت نہیں ہوجاتا اور پھر جب کسی ایسے اجماع کی حقیقت معلوم کرنے کیلیئے جستجو کی جاتی ہے تو ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اجماع کے بارے میں ایسے اکثر دعوے غلط ہیں مثلاً بعض لوگ تین رکعات وتر پر اجماع کے مدّعی ہیں، حالانکہ بکثرت صحابہ رضی اللہ عنہم سے ایک وتر پڑھنا بھی ثابت ہے۔[۱۲۴]

---

[۱۲۳] تحفۃ الاحوذی ۳/۵۳۱۔۵۳۲ . [۱۲۴] نمازِ تراویح ص:۷۹ اردو، ص:۷۲ عربی۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

نواب صدیق حسن خاں کا ارشاد :

اجماع کے متعلق علاّمہ نواب صدیق حسن خاں (والیٔ ریاست بھوپال) صحیح مسلم کی شرح السراج الوھّاج کے مقدّمہ میں رقمطراز ہیں :

''اجماع کا ذکر کرنے میں بہت زیادہ سہل انگاری سے کام لیا گیا ہے۔ جو شخص فقہی مذاہب سے معمولی واقفیّت رکھتا ہے وہ جانتا ہے کہ فقہی مذاہب کے پیروکار اس خیال میں مبتلا ہیں کہ فلاں مذہب کے پیروکار جس مسئلہ پر متفق ہو چکے ہیں انکا وہ اتفاق گویا اجماع ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کا خیال بہت ہی فاسد ہے۔ نتیجتاً معمولی بصیرت رکھنے والا کوئی شخص جب دیکھے گا کہ فلاں کام عوام میں رواج پذیر ہے تو وہ اس پر اجماع کی چھاپ لگانے کی کوشش کرے گا، اگرچہ اسکے اس غلط فعل سے مخلوقِ الٰہی کو عظیم خطرات سے ہی کیوں نہ دوچار ہونا پڑے۔ کسی دلیل کی روشنی میں تو اس قسم کا فیصلہ عوام الناس پر ٹھونسا جا سکتا ہے، لیکن اکثر و بیشتر دیکھا گیا ہے کہ دعوائے اجماع میں حزم و احتیاط کو ملحوظِ خاطر نہیں رکھا جاتا بلکہ مشہور چار فقہی مکاتبِ فکر جس مسئلہ میں متفق الرائے ہوں، وہ اس اتفاق کو اجماع سے تعبیر کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ متاخرین علماء میں سے امام نووی اور ایسے ہی بعض دیگر علماء دعوائے اجماع کے معاملے میں غیر محتاط ہیں۔ صحیح مسلم پر انکی شرح میں اسکی مثالیں دیکھی جا سکتی ہیں۔

لیکن یاد رہے کہ محقّقین علماء ایسے اجماع کو حجّت نہیں مانتے کیونکہ مذاہبِ اربعہ کے وجود میں آنے سے پہلے والے تین زمانوں کو خیر القرون قرار دیا گیا ہے اور آئمہ اربعہ کا دور خیر القرون میں سے نہیں ہے۔ اور پھر انکے دور میں بھی انکے علاوہ کتنے ہی کبار اہلِ علم موجود تھے جو کہ درجۂ اجتہاد پر فائز تھے۔ اور پھر انکے دور سے لیکر دورِ حاضر تک ہر عہد میں مشہور اہلِ علم و فضل موجود رہے ہیں جو کہ اجتہاد و استنباط کی دولت سے بہرہ ور بھی تھے اور اس حقیقت سے کوئی بھی مُنصف مزاج شخص انکار نہیں کر سکتا، اگرچہ دورِ حاضر میں راہِ اعتدال اختیار کرنا اور انصاف کی بات کہنا کارے دارد۔

غرض کسی مسئلہ میں صرف آئمہ اربعہ کے اتفاق کر لینے کو اجماع قرار دینا ان آئمہ و اہلِ علم کے ساتھ

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ناانصافی ہے جو کہ خود اُن آئمہ اربعہ کے عہد میں علمی جاہ وجلال رکھتے تھے اور انکے علم وفضل کا طنطنہ چار دانگِ عالم میں پھیلا ہوا تھا'' ۔ ۱۲۵

امام شوکانی کا نقطۂ نظر :

عموماً جب بعض کتب میں ''اجماع'' کی بحث کو دیکھا جاتا ہے تو قاری اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ جس نے اجماع کو نقل کیا ہے اسے اس مسئلہ میں اختلاف کا علم ہی نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ ناقل کے عدمِ علم سے اختلاف کا عدمِ وجود تو ہرگز لازم نہیں آتا، زیادہ سے زیادہ اُس اجماع کو ظن کے ساتھ تعبیر کیا جا سکتا ہے اور ظن کو اجماع کی دلیل قرار دینا صحیح نہیں جبکہ ظن حجّت ہی نہیں اور اجماع حجّت ہے لہٰذا کسی ایک شخص کے ظن سے پوری امّت کو کسی فعل کا پابند کیسے بنایا جا سکتا ہے؟ المختصر جس اجماع کی بنیاد ظنی قضایا پر استوار ہوگی ایسے اجماع کو ٹھکرانے میں کسی پس وپیش سے ہرگز کام نہ لیا جائے، جبکہ جمہور علماء اصول کا کہنا ہے کہ اجماع میں اخبارِ آحاد کو بھی شرف قبولیّت سے نہیں نوازا جائیگا۔ ۱۲۶

اس موضوع کی مزید تفصیل التقریب للقاضی، حصول المامول للشوکانی، دلیل الطالب للنوّاب اور احکام الاحکام لابن حزم وغیرہ کتب میں دیکھ سکتے ہیں۔

خلاصۂ کلام :

سابقہ گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ بیس تراویح پر اجماع کا دعویٰ بلا دلیل ہونے کی وجہ سے باطل ہے اور اس عدد پر استمرار ودوام کا دعویٰ بھی اسی قبیل سے ہے۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ گیارہ رکعتیں (آٹھ تراویح + تین وتر) ہی ثابت ہیں، اور بیس کی تمام روایات ضعیف وناقابلِ حُجّت ہیں۔ پھر امّت کے اجماعی مسائل کو جمع کرنے والے قدیم عالم امام ابن المنذر (318ھ) نے اپنی کتاب الاجماع میں اسکا ذکر تک نہیں کیا۔ ۱۲۷

۱۲۵ مقدمہ السراج الوھّاج فی کشف مطالب صحیح مسلم ابنِ الحجّاج ۱/۳، بحوالۂ سابقہ ص: ۷۹-۸۰، ص: ۷۲-۷۳ عربی ۱۲۶ بحوالہ نمازِ تراویح ص: ۸۰-۸۱، ملخصاً ۷۳-۷۴ عربی، وبل الغمام حاشیہ شفاء الاوام للشوکانی ۱۲۷ دیکھیئے: الاجماع بتحقیق ڈاکٹر صغیر احمد

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

البتہ موسوعة الاجماع فی الفقه الاسلامی کے شامی مؤلّف شیخ سعدی ابوحبیب نے حال ہی میں جو یہ کتاب (1394ھ، 1974ء میں) مرتّب کی تو اسمیں المغنی ۲/۱۳۹ اور بدایۃ المجتہد ۱/۲۰۲ کے حوالہ سے لکھ دیا کہ نمازِ تراویح بیس رکعتیں ہے اور یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عمل ہے اور انکے عہدِ خلافت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اسی عدد پر اجماع ہو گیا تھا۔۱۲۸

جبکہ اس دعوے کی حیثیت متعین کرنے کیلئے تفصیل ہم نے ذکر کر دی ہے، اسکی روشنی میں یہ فیصلہ کرنا بہت آسان ہے کہ اس دعویٰ کے وقت حزم و احتیاط سے کام نہیں لیا گیا بلکہ یہ سراسر جلد بازی کا نتیجہ ہے، ورنہ صحیح الاسناد آثار سے عہدِ فاروقی میں اور خصوصاً حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد گیارہ رکعتوں کی دلیل ہے، اور مرفوع احادیث اس پر مستزاد ہیں جن سے گیارہ رکعتوں کا ہی ثبوت ملتا ہے، تو پھر بیس پر اجماع کا دعویٰ چہ معنیٰ دارد؟

مؤلّفِ موسوعہ کو چاہیئے تھا کہ اس اجماع کو اگر نقل کیا ہی تھا تو پھر اس پر بھی اُسی طرح تعلیق و حاشیہ چڑھا دیتے جیسا انھوں نے اسی جلد اول (ص: 669) پر مدرکِ رکوع کی رکعت کے سلسلہ میں چڑھایا ہے کہ جب کتنے ہی کبار آئمہ وفقہاء (جن میں سے بعض کے انھوں نے نام لکھے ہیں اور بعض کی طرف اشارہ کیا ہے) مدرکِ رکوع کی رکعت کو نہیں مانتے تو پھر رکعت شمار کرنے پر اجماع کا دعویٰ کرنے والوں پر بھی تعجّب ہے۔ اس طرح براءتِ ذمہ اور علمی امانت کی ادائیگی ہو جاتی اور بیس تراویح پر اجماع کی قلعی بھی کھل جاتی ۔ اور ص: 656، 658، 660، 665 پر ہی بس نہیں بلکہ شروع کتاب سے لیکر دونوں جلدوں کے ساڑھے بارہ سو صفحات پر سینکڑوں ایسی تعلیقات موجود ہیں، لیکن شاید کوئی ذہنی تحفّظ تراویح کے مسئلہ پر تعلیق چڑھانے سے مانع رہا ہو۔

وَ اللّٰهُ مِنۡ وَّرَآءِ الۡقَصۡدِ

۱۲۸ موسوعة الاجماع ۱/۶۵۵۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ایسے ہی اجماع کے دعوؤں کے پیشِ نظرامام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ المعروف بہ امام اہل السنّہ نے فرمایا تھا:

(مَنِ ادَّعَی الْإِجْمَاعَ فَقَدْ كَذَبَ وَ مَا يُدْرِيْهِ وَ النَّاسُ قَدِ اخْتَلَفُوْا) ١٢٩

''جس نے کسی مسئلہ پراجماع کا دعویٰ کیا۔اس نے جھوٹ بولا۔اسے کیا معلوم ہے کہ کہیں اہلِ علم نے اس مسئلہ میں اختلاف کیا ہو''۔

اوراس سے ملتے جلتے خیالات ہی امام شافعی رحمۃ اللہ کے بھی ہیں۔

مسئلہ تراویح اورسعودی علماء ومشائخ :

بعض لوگ سعودی عرب کے کسی عالِم کے کسی قول وعمل کو بنیاد بنا کر یہ رٹ لگانا شروع کردیتے ہیں کہ سعودی علماء بھی بیس تراویح کے قائل وفاعل ہیں۔جبکہ یوں ''سعودی علماء'' کا اطلاق ہرگز درست نہیں، بلکہ سعودی عرب کے ہزارہا علماء میں سے صرف چند علماء ایسے ہیں جنھیں اس سلسلہ میں پیش کیا جاسکتا ہے، جیسے شیخ عطیہ محمد سالم اور شیخ عبدالعزیز السلمان رحمہما اللہ وغیرہ۔اور صرف ایک دوعلماء کا نام لے کرکوئی کہہ دے کہ ''سعودی علماء'' بھی بیس تراویح کے قائل وفاعل ہیں تو یہ سراسر غلط بات اور مغالطہ دہی ہے کیونکہ سعودی عرب میں رہنے والے لوگ جانتے ہیں کہ معدودے چند علماء کے سوا پورے ملک کی تمام مساجد میں نمازِ تراویح کی امامت کروانے والے آئمہ وعلماء صرف گیارہ رکعت ہی پڑھاتے ہیں اور یہ عملِ عام اس بات کی دلیل ہے کہ ''سعودی علماء'' آٹھ تراویح کو ہی سنّت وافضل سمجھتے ہیں، البتہ آٹھ سے زیادہ کو عام نفل سمجھتے ہوئے پڑھنے سے منع نہیں کرتے،اوراس بنیاد پر آٹھ سے زیادہ تراویح پڑھنے سے کوئی بھی تو منع نہیں کرتا،اوراس نظریہ کے مطابق زیادہ پڑھنے والوں پر واقعی نکیر نہیں کرنی چاہیئے البتہ آٹھ سے زیادہ کو ''سنّت'' تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ بلکہ بقیہ رکعتیں محض نفل کہی جاسکتی ہیں۔

١٢٩ بحوالہ موسوعة الاجماع ،مقدمہ ص:٢٩۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

علاّمہ ابن باز رحمہٗ اللہ :

سعودی علماء میں سے امامِ عصر علاّمہ عبدالعزیز بن عبداللہ ابنِ بازؒ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔ انکی سربراہی میں کام کرنے والی دائمی فتویٰ کمیٹی کے فتاویٰ کے مجموعہ میں انکی رائے یوں مرقوم ہے:

(وَ الْأَفْضَلُ مَا كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَفْعَلُهُ غَالِباً وَ هُوَ أَنْ يَّقُوْمَ بِثَمَانِ رَكْعَاتٍ يُسَلِّمُ مِنْ كُلِّ رَكْعَتَيْنِ وَ يُوْتِرُ بِثَلاثٍ مَعَ الْخُشُوْعِ وَ الطُّمَأْنِيْنَةِ وَ تَرْتِيلِ الْقِرَاءَةِ لِّمَا ثَبَتَ فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ...) ۱۳۰

’’افضل وہ ہے جو نبی ﷺ کا غالب واکثر عمل تھا کہ ہر شخص آٹھ رکعتیں پڑھے، ہر دو رکعت کے بعد سلام پھیر دے، اور پھر تین رکعات وِتر پڑھے، اور پوری نماز میں خشوع وخضوع ،سکون واطمینان اور ترتیلِ قرآن ضروری ہے، چنانچہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی صحیح بخاری و مسلم کی حدیث میں یہی [گیارہ رکعتیں ہی] ثابت ہیں..........‘‘۔

اوراس سے آگے موصوف نے صحیح بخاری ومسلم والی وہ حدیث بھی ذکر فرمائی ہے جو ہم اس موضوع کے شروع میں [پہلی حدیث کے طور پر] ذکر کر آئے ہیں۔

علاّمہ ابن عثیمین رحمہٗ اللہ :

سعودی علماء میں سے فقیہہِ عصر علاّمہ محمد بن صالح ابنِ عثیمین سے کون ناواقف ہے؟ انھوں نے اپنی مشہور کتاب ’’مجالس شهر رمضان ‘‘میں لکھا ہے :

’’سلف صالحینِ امت نے نمازِ تراویح و وتر کی رکعات میں مختلف آراء کا اظہار کیا ہے۔ کسی نے 41، کسی نے 39، کسی نے 29، کسی نے 23، کسی نے 19، کسی نے 13، کسی نے 11

۱۳۰ مجموع فتاویٰ اللجنة الدائمة ۳۱۲/۷ ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اورکسی نے کچھ اور کہا ہے۔اس کے بعد موصوف اپنی رائے یا فتویٰ یوں لکھتے ہیں :

(وَ أَرْجَحُ هَذِهِ الْأَقْوَالِ أَنَّهَا اِحْدَىٰ عَشَرَ أَوْ ثَلَاثَ عَشَرَ لِمَا فِي الصَّحِيحَيْنِ عَنْ عَائِشَةِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا ......). ۱۳۱

’’ان سب اقوال میں سے راجح تر قول گیارہ یا تیرہ رکعتوں والا ہے جسکی وجہ صحیح بخاری و مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی حدیث ہے‘‘

اس سے آگے علاّمہ موصوف نے وہی حدیث ذکر کی ہے جسکی طرف سابقہ سطور میں اشارہ گزرا ہے اور صحیح بخاری کی حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما والی حدیث بھی نقل کی ہے جس میں تیرہ رکعتوں کا ذکر آیا ہے، اور آگے حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ والا وہ اثر بھی ذکر کیا ہے جسمیں انھوں نے دوصحابہ حضرت ابیّ بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو لوگوں کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم فرمایا تھا، جو ہم اس موضوع کے شروع میں [چوتھی حدیث کے طور پر] ذکر کر آئے ہیں اور یہی تفصیل انھوں نے اپنی کتاب ’’ **فصول فی الصیام والتراویح و الزکوٰۃ** ‘‘میں ذکر کی ہے اور لکھا ہے:

(وَالسُّنَّةُ أَنْ يُقْتَصَرَ عَلَىٰ اِحْدَىٰ عَشَرَ رَكْعَةً) ۱۳۲

’’سنت یہی ہے کہ گیارہ رکعتوں پر ہی اکتفاء کیا جائے‘‘۔

پھر متعلقہ احادیث ذکر کر کے آگے جا کر گیارہ سے زیادہ رکعتیں پڑھنے میں کوئی حرج نہ ہونے کا تذکرہ کرنے کے بعد لکھا ہے :

”لٰكِنِ الْمُحَافَظَةُ عَلَىٰ الْعَدَدِ الَّذِىْ جَاءَ تْ بِهِ السُّنَّةُ مَعَ التَّأَنِّي وَالتَّطْوِيْلِ أَفْضَلُ وَأَكْمَلُ “۔ ۱۳۳

---

۱۳۱ مجالس شہر رمضان ص:۱۹۔
۱۳۲ کتابِ مذکور،ص:۱۴
۱۳۳ کتابِ مذکور،ص:۱۶۔۱۷

صحیح دینی معلومات کے لئے’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

”لیکن حدیث میں وارد مسنون عدد(یعنی گیارہ رکعتوں) پر محافظت ہی افضل واکمل ہے اور ساتھ ہی اطمینان وسکون اور طویل قراءت وتلاوت کا بھی اہتمام ہونا چاہیئے“

ایک اشکال کا حل :

جن بعض احادیث میں تیرہ رکعات آئی ہیں،اُن تیرہ رکعات سے مراد گیارہ تراویح اور وہ دو رکعتیں ہیں جو نبی ﷺ نے دو ایک مرتبہ نمازِ تہجد کے ساتھ وتروں کے بعد بیٹھ کر پڑھی تھیں تا کہ وتروں کے بعد بھی رات کو عبادت ونماز کا جواز مہیّا فرمائیں،یا پھر یہ نمازِ فجر کی پہلی دو سنتیں ہیں،جنہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نبی ﷺ کی قیام اللیل کی رکعتیں سمجھا،جیسا کہ امام نووی،علّامہ عینی،اور مبارکپوری نیز دوسرے شارحین نے وضاحت کی ہے۔[۱۳۴]

مسئلہ تراویح اور سعودی فتویٰ کمیٹی :

سعودی عرب کی فعّال فتویٰ کمیٹی نے بھی نمازِ تراویح کی گیارہ رکعتوں کا ہی فتویٰ دیا ہے چنانچہ مجموع فتاویٰ اللجنة الدائمة میں لکھا ہے :

(صَلٰوةُ التَّرَاوِيحِ سُنَّةٌ ، سَنَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ وَ قَدْ دَلَّتِ الْأَدِلَّةُ عَلٰى أَنَّهُ ﷺ مَا كَانَ يَزِيْدُ فِي رَمَضَانَ وَ لَا فِي غَيْرِهٖ عَلٰى اِحْدَىٰ عَشَرَةَ رَكْعَةً) . [دستخط شیخ عبد اللہ بن قعود ، شیخ عبد اللہ بن غدیان ، شیخ عبد الرزّاق عفیفی ، علّامہ ابنِ باز] . [۱۳۵]

”نمازِ تراویح رسول اللہ ﷺ کی سنّت ہے اور دلائل شاہد ہیں کہ نبی ﷺ رمضان اور کسی بھی دوسرے مہینے میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے “۔

---

[۱۳۴] دیکھیئے :شرح مسلم نووی ۳/۶/۱۶۔۲۱،عمدۃ القاری ۷/۱۷۸،۲۰۴،۲۰۵،۱۱/۱۲۶،۱۲۷، تحفة الاحوذی ۳/۵۲۲۔۵۳۲

[۱۳۵] مجموع فتاویٰ اللجنہ الدائمہ ۷/۱۹۴۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”**توحید پبلیکیشنز**“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

مسئلہ تراویح اور آئمہ وعلماءِ حرمین شریفین :

حرمین شریفین کی آذان واقامت ، نمازِ پنجگانہ ، خطباتِ جمعہ وعیدین اورنمازِ تراویح کی جماعت سعودی ٹیلیویژن سے لائیونشر ہوتی ہے اورلوگ اکہری اقامت بھی سنتے ہیں،نماز میں سینے پر یاکم ازکم ناف سے اوپر بندھے ہوئے ہاتھ بھی دیکھتے ہیں ۔آمین کی آواز سے حرمین شریفین کا گونج جانا بھی محسوس کرتے ہیں ، رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعدوالی رفع یدین بھی دیکھتے ہیں ۔آئمہ وعلماء حرمین شریفین کے خطاباتِ جمعہ وعیدین میں توحیدِ باری تعالیٰ کا غلغلہ بھی سنتے ہیں کہ اللہ ایک ہے ، اسکے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ، اسکے سوا کسی کو نہ پکارنا ، غیر اللہ سے استغاثہ واستعانت نہ کرنا ، قبروں کو نہ چومنا ، انکا طواف نہ کرنا ، درباروں مزاروں پر چڑھاوے نہ چڑھانا ، پیروں فقیروں کے نام سے کام کرنے والے بہروپیوں کے ہاتھ ایمان ومال نہ لُٹانا ، نبی ﷺ کی سنّت کوحرزِ جان بنانا ، بدعات سے اپنے ہاتھ نہ رنگنا اوراپنے اعمال بربادنہ کرنا ، یہ سب باتیں سنتے ہیں ، اورتین وتر پڑھنے کا طریقہ بھی دیکھتے ہیں ۔لیکن ان سب باتوں کوایک کان سے سنتے ہیں اوردوسرے سے نکال دیتے ہیں ۔سال بھرکے شب وروز کے اعمال وافعال میں سے اگرکوئی چیزدل ودماغ اورکانوں میں اٹک بلکہ چمٹ کررہ جاتی ہے تو وہ صرف [بیس تراویح] ہے ۔

دیگرتمام مسائل سے چشم پوشی اورمسئلہ تراویح پرگرم جوشی کا مظاہرہ کیا جاتا ہے اوراصل حقیقت کوواضح کرنے کی بجائے حقائق کوتوڑموڑکرپیش کیا جاتا ہے کیونکہ حقیقت یہ ہے جوہر شخص دیکھتا اورجانتا ہے کہ حرمین شریفین میں ہرامام صرف دس رکعتیں ہی پڑھاتا ہے ، نہ کہ بیس جیسا کہ عموماً مغالطہ ہوتا اوردیا جاتا ہے ۔ پہلے ایک امام دس رکعتیں پڑھاتا ہے اورپھردوسرآتا اور وتروں سمیت تیرہ رکعتیں پڑھاتا ہے۔

ان دومسجدوں [حرمین شریفین] کے ، دوسری عام مساجد سے مختلف حالات کوپیشِ نظررکھا جائے ،شرفِ زمان ومکان بھی ملحوظ رہے (زیارت وطواف کرنے والے اور ہزاروں لاکھوں گُنا

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اجروثواب وغیرہ)اور خاص مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ سمیت پوری مملکتِ سعودی عرب اور پوری خلیجِ عربی کے ممالک کی دیگر لاکھوں مساجد میں گیارہ رکعتیں پڑھائی جانے پر بھی غور کیا جائے تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ افضل وسنّت اور صحیح تر صرف گیارہ رکعتیں ہی ہیں اور اگر کوئی عام نفلی نماز قرار دیتے ہوئے اس سے زیادہ بھی پڑھتا ہے تو اسکا فعل موجبِ نکیر نہیں ہے۔

ویسے بھی مصادرِ شریعت صرف قرآن وسنّت اور اجماعِ صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، نہ کہ کسی ملک، علاقے یا کسی شہر کا کوئی عمل.

آلِ سعود کی حکومت سے پہلے حرمین شریفین میں چار مصلّے ہوا کرتے تھے۔ایک ہی نماز کی چار آذانیں چار ہی امام اور چار ہی جماعتیں۔اب اس کا کیا کریں گے؟

اور پھر یہ بھی کہہ ہی لینے دیجیئے کہ جن لوگوں کے نزدیک دیگر تمام مسائل واحکام [اصول و فروع] میں آئمہءِ حرمین ''وہابی'' اور نا قابلِ التفات ہیں، اُن کے یہاں تراویح کے مسئلہ میں وہ کیسے قابلِ التفات وعمل ہوگئے ؟ لگتا ہے کہ دال میں کچھ کالا ہے.

اپنے آپ کو اصول وعقائد میں ماتریدی [اشعری] ،فروع واحکام میں حنفی اور تصوّف وسلوک میں نقشبندی، سہروردی ، چشتی اور قادری سلسلوں کے پابند ماننے والے اِن ''وہابیوں'' کے پیروکار کیسے بن گئے ؟ جن کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کو دہرانے کے فتوے بھی دیئے جاچکے ہیں۔

اور اگر واقعی ''پرانا غصّہ'' تھوک چکے ہیں تو پھر بسم اللہ کیجیئے جسطرح بیس تراویح میں آئمہ کعبہ و حرمین کو دلیل بنارہے ہیں، اُسی طرح اصول وعقائد اور فروع واحکام میں بھی انہی کی طرح خالص کتاب اللہ اور سنّتِ صحیحہ پر عمل کا رویہ اپنالیں ۔کیونکہ اسی میں ہی ہم سب کی بھلائی و نجات ہے۔

وَ اللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

صحیح دینی معلومات کے لئے''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

آٹھ رکعاتِ تراویح کا ثبوت علماء وفقہاءِ احناف کی کتب سے :

سابق میں ہم متعدد صحیح احادیث اور بعض آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم ذکر کر آئے ہیں جنکی رو سے تراویح کا عددِ مسنون آٹھ رکعتیں ہی ہے؟ اور وتروں سمیت گیارہ رکعات۔ اور اُنہی احادیث وآثار کے پیشِ نظر ہی اور تو اور، خود ہمارے علماءِ احناف نے بھی اعتراف کیا ہے کہ تراویح کا عددِ مسنون گیارہ [مع وتر] ہی ہے۔

[1] علاّمہ عینی حنفی نے عمدة القاری میں نبی اکرم ﷺ کے باجماعت نمازِ تراویح پڑھانے سے تعلق رکھنے والی احادیث کی شرح میں لکھا ہے:

(فَإِنْ قُلْتَ : لَمْ يُبَيَّنْ فِي الرِّوَايَاتِ الْمَذْكُورَةِ عَدَدُ الصَّلوٰةِ الَّتِي صَلَّهَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ فِي تِلْكَ اللَّيَالِي ، قُلْتُ : رَوَاهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ وَ ابْنُ حِبَّانَ مِنْ حَدِيْثِ جَابِرٍ رضي الله عنه قَالَ :صَلَّىٰ بِنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِيْ رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَوْتَرَ). ١٣٦

’’اگر آپ کہیں کہ اِن روایات میں اس بات کی وضاحت تو نہیں آئی کہ اُن راتوں میں نبی ﷺ نے باجماعت نمازِ تراویح کی کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں؟ تو میں کہوں گا کہ صحیح ابنِ خزیمہ وابنِ حبان میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ہمیں رمضان میں آٹھ رکعتیں پڑھائیں اور پھر وتر پڑھے‘‘۔

یہی حدیث علاّمہ زیلعی حنفی نے نصب الرایة میں نقل کی ہے۔ اور بیس رکعتوں والی حدیث کو ضعیف قرار دینے کے ساتھ ساتھ ہی انھوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث بھی ذکر کی ہے جسمیں سال بھر کی ’’صلوٰۃ اللیل‘‘ گیارہ رکعتیں ذکر ہوئی ہیں۔ ١٣٧

[2] امام ابوحنیفہ رحمہُ اللہ کے شاگردِ خاص امام محمد نے اپنی کتاب مؤطا میں ام المومنین

١٣٦ عمدة القاری ۴/۷/۱۷۷۔ ١٣٧ نصب الرایة ۲/۱۵۲۔۱۵۳

www.mohammedmunirqamar.com

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی گیارہ رکعتوں والی مذکورۃ الصدر حدیث نقل کرنے کے بعد لکھا ہے:

(بِھٰذَا نَأْخُذُ کُلِّہٖ)۔۱۳۸؎

''ہم اسی سب کو لیتے ہیں''۔

امام محمد نے گیارہ رکعتوں والی حدیث پر یہ باب قائم کیا ہے:

(بَابُ قِیَامِ شَھْرِ رمضان)''ماہِ رمضان میں قیام اللیل[تراویح]کا بیان''۔۱۳۹؎

[3] مولانا عبدالحئی نے امام محمد کی اس تبویب پر لکھا ہے:(وَ یُسَمّٰی التَّرَاوِیحُ ، قِیَامُ شَھْرِ رَمَضَانَ)''تراویح کو ہی قیامِ ماہِ رمضان بھی کہا جاتا ہے'' ۱۴۰؎

یہی بات نصب الرایۃ(۱۵۲/۲)، شرح مسلم (۲۵۹/۱)،تنویر الحوالک (۱۳۵/۱) اورالتعلیق الصبیح(۱۰۴/۲) میں بھی کہی گئی ہے۔

اور یہاں یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ امام محمد کا یہ کہنا کہ''ہم اِسی سب کو لیتے ہیں''اور بیس رکعتوں کا ذکر تک بھی نہیں کیا، اس سے یہ بات بھی مترشّح ہوتی ہے کہ امام ابوحنیفہ رحمہٗ اللہ کا مسلک بھی یہی ہے، کیونکہ امام صاحب سے بیس رکعتِ تراویح صحیح سند سے قطعاً ثابت نہیں ہے۔

[4] امام ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ھدایہ میں عددِ تراویح سے تعلق رکھنے والی احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھا ہے :

(فَتَحَصَّلَ مِنْ ھَذَا کُلِّہٖ أَنَّ قِیَامَ رَمَضَانَ سُنَّۃٌ اِحْدٰی عَشْرَۃَ رَکْعَۃً بِالْوِتْرِ فِی جَمَاعَۃٍ ، فَعَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ)۱۴۱؎

۱۳۸؎ مؤطا امام محمد ص:۹۳و فی بعض الطبعات ص :۱۳۸۔۱۳۹

۱۳۹؎ دیکھیئے :مؤطا امام محمد ص:۱۳۸۔ ۱۴۰؎ التعلیق الممجد علی موطأ امام محمد ص:۱۳۸

۱۴۱؎ فتح القدیر شرح ھدایہ جلداول ص:۳۳۴

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''اس ساری تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ قیام رمضان کی مسنون تعداد گیارہ رکعتیں مع الوتر ہے با جماعت، نبی اکرم ﷺ نے ایسا ہی کیا''۔

[5] مولانا عبدالحیٔ لکھنوی مؤطا امام محمد کے حاشیہ التعلیق الممجد اور دیگر کتب میں لکھتے ہیں کہ ابن حبان نے اپنی صحیح میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو وتروں کے سوا آٹھ رکعتیں پڑھائی تھیں۔ یہ حدیث بالکل صحیح ہے''۔۱۴۲

[6] اپنی کتاب ''تحفة الاخیار'' میں پر انھوں نے لکھا ہے کہ اُن سے پوچھا گیا کہ جن راتوں میں نبی ﷺ نے جماعت کروائی تھی تو آپ ﷺ نے کتنی رکعتیں پڑھائی تھیں؟

اسکا جواب یہ ہے کہ اُنکی تعداد آٹھ رکعتیں تھی جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی حدیث سے پتہ چلتا ہے۔۱۴۳

[7] اپنی ایک تیسری کتاب عمدة الرعایه میں بھی رکعتوں کی تعداد آٹھ اور تین وتر ذکر کی ہے اور ابن حبان کی حدیثِ جابر رضی اللہ عنہ کا حوالہ دیا ہے۔۱۴۴

[8] ھدایہ پر اپنے حاشیہ میں لکھا ہے کہ 1286ھ میں مجھ سے پوچھا گیا کہ جس نے آٹھ رکعاتِ تراویح پڑھیں جنکا تذکرہ صحیح ابن حبان میں ہے اور تین رکعاتِ وتر ادا کیں، تو کیا وہ تارکِ سنّت ہوگا؟ تو اُس کا میں نے جو جواب دیا اسکا خلاصہ یہ ہے کہ تمام علماءِ اصول صرف اُس عمل کو ''سنّت'' کہتے ہیں جس پر نبی ﷺ نے ہیشگی کی، سنّت کی تعریف کی رو سے نمازِ تراویح کی سنّت تعداد صرف وہی [8 رکعتیں] ہوگی جسکا ذکر ہوا ہے۔۱۴۵

[9] شرح معانی الآثار طحاوی میں حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کے حضرت ابیّ بن کعب اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہما کو گیارہ رکعتیں پڑھانے کا حکم دینے والی حضرت سائب بن

---

۱۴۲ التعلیق الممجد علی مؤطا امام محمد ص:۹۳ وفی بعض الطبعات ص:۱۳۸، عمدة الرعایة علی شرح الوقایة ۱/۲۰۷، وتحفة الاخیار ص:۲۸ وحاشیہ ھدایه ۱/۱۵۱۔

۱۴۳ تحفة الاخیار، ص:۳۸)۔

۱۴۴ عمدة الرعایه حاشیه شرح وقایه ۱/۲۰۷

۱۴۵ حاشیہ ھدایه ۱/۱۵۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

یزیدؒ سے مروی حدیث مذکور ہے،اور یہ روایت مؤطا امام مالك [ص:۴۰] میں بھی موجود ہے،اُس سے ثابت ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عہدِ نبوت میں آٹھ رکعتیں پڑھتے تھے اور خلیفہء ثانی حضرت عمرِ فاروق رضی اللہ عنہ کی سنّت بھی وتر سمیت گیارہ رکعتیں ہی ہے۔۱۴۶

[10] ملّا علی قاری مرقاة شرح مشکوٰة میں لکھتے ہیں کہ اسمیں شک نہیں کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو آٹھ رکعت نمازِ تراویح علاوہ وتر کے پڑھائی تھی۔۱۴۷

[11] مولانا محمد زکریا کاندھلوی مؤطا امام مالك کی شرح أوجز المسالك میں لکھتے ہیں کہ یقیناً محدّثین کے اصول کے مطابق بیس رکعاتِ تراویح کی تعداد نبیﷺ سے ثابت نہیں ہے۱۴۸

[12] مولانا انور شاہ کشمیری نے تقریر ترمذی (العرف الشذی) میں لکھا ہے کہ اس بات کو تسلیم کیئے بغیر کوئی چارہ ہی نہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے آٹھ رکعاتِ تراویح پڑھی ہے۔۱۴۹

ایک جگہ موصوف لکھتے ہیں کہ نبی ﷺ سے صحیح سند کے ساتھ آٹھ تراویح ہی ثابت ہیں اور بیس رکعتوں والی حدیث ضعیف ہے اور اِسکے ضُعف پر تمام محدّثینِ کرام کا اتفاق ہے۔۱۵۰

[13] اپنی کتاب ''فیض الباری شرح صحیح البخاری ''میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ سے کسی مرفوع حدیث میں تیرہ رکعتوں سے زیادہ نمازِ تراویح ثابت نہیں ہے۔۱۵۱

[14] جبکہ اپنی کتاب ''کشف الستر''میں لکھا ہے کہ نبی ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ماہِ رمضان میں گیارہ رکعاتِ تراویح اور تین رکعات وتر کی جماعت کروائی تھی جیسا کہ ابن خزیمہ و ابن حبان نے اپنی اپنی صحیح میں اور محمد بن نصر مروزی نے قیام اللیل میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت بیان کی ہے۔۱۵۲

[15] بانی دارالعلوم دیوبند مولانا محمد قاسم نانوتوی اپنی کتاب لطائفِ قاسمیه مکتوب سوئم

---

۱۴۶ شرح معانی الآثار طحاوی ۔
۱۴۷ المرقاة ۱۷۵/۲ وفی البعض ص:۱۷۲ ۔
۱۴۸ اوجز المسالك ۳۹۰/۱ ۔
۱۴۹ العرف الشذی ص:۳۰۹ وفی البعض ص:۳۲۹ ۔
۱۵۰ العرف الشذی ص:۳۰۹۔
۱۵۱ فیض الباری ۴۲۰/۱ ۔
۱۵۲ کشف الستر ص:۲۷

صحیح دینی معلومات کے لئے''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

میں لکھتے ہیں: (یازدہ ازفعلِ سرورِعالم ﷺ آکداز بست)۔۱۵۳

''نبی اکرم ﷺ سے جو گیارہ رکعتیں مع الوتر ثابت ہیں وہ بیس سے زیادہ معتبر ہیں''۔

[16] فتح سرّ المنّان فی تائید مذھب النعمان میں لکھتے ہیں کہ جیسا کہ آجکل بیس رکعاتِ تراویح کو سنّت بتایا جارہا ہے، یہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہیں ہے، آپ ﷺ کے زمانۂ مبارکہ میں آپ ﷺ کے حکم کے بموجب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر عمل رہا جیسا کہ بخاری شریف میں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان میں گیارہ رکعات [مع الوتر] سے زیادہ نمازِ تراویح نہیں پڑھی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ کے حال سے خُوب واقف تھیں۔۱۵۴

[17] علاّمہ ابن نُجیم بحر الرائق میں لکھتے ہیں:

''ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق آٹھ رکعتِ تراویح سنّت ہے کیونکہ نبی ﷺ سے مع وتر گیارہ رکعاتِ تراویح ہی ثابت ہیں جیسا کہ بخاری ومسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی حدیث سے ثابت ہے کہ نبی ﷺ رمضان وغیر رمضان میں گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھا کرتے تھے''۔۱۵۵

اس سے آگے موصوف نے بقیہ بارہ رکعتوں کو صرف استحباب کا درجہ دیا ہے، سنّت نہیں مانا۔

[18] علاّمہ طحطاوی حاشیہ در المختار میں لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ نے بیس تراویح نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں''۔۱۵۶

اورآگے امام طحطاوی نے فتح القدیر ابن الہمام اور بحر الرائق ابن نجیم ہی کی طرح ذکر کیا ہے کہ ہمارے مشائخ کے اصول کے مطابق سنّت صرف آٹھ تراویح ہے اور بقیہ بارہ رکعتیں

---

۱۵۳ لطائفِ قاسمیہ، مکتوب سوئم۔

۱۵۴ فتح سرّ المنّان فی تائید مذھب النعمان ص:۳۲۷ نیز دیکھیئے: الحق الصریح للقاسمی۔

۱۵۵ بحر الرائق ۲/۷۲ اور ایک طبع میں ۲/۶۶، مسك الختام ۱/۲۸۸

۱۵۶ حاشیہ در المختار ازعلاّمہ طحطاوی ۱/۲۹۵

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

محض مستحب۔۱۵۷

[19] علاّمہ احمد حموی حاشیة الاشباہ میں لکھتے ہیں:

''بلاشبہ نبی ﷺ نے بیس رکعتیں نہیں بلکہ آٹھ رکعاتِ تراویح پڑھی ہیں''۔۱۵۸

[20] ابوالسعود کی شرح کنز الدقائق میں مرقوم ہے:

''نبی ﷺ نے تراویح بیس رکعت نہیں پڑھیں بلکہ آٹھ رکعتیں پڑھی ہیں''۔۱۵۹

[21] مولانا محمد احسن نانوتوی اپنے حاشیہ کنز الدقائق میں رقمطراز ہیں:

''نبی ﷺ نے تراویح کی بیس رکعتیں نہیں بلکہ صرف آٹھ رکعات پڑھی ہیں''۱۶۰

[22] علاّمہ شامی ردّ المحتار المعروف فتاویٰ شامیہ میں فرماتے ہیں:

''دلیل کے لحاظ سے صرف آٹھ تراویح ہی سنّت ہے اور باقی رکعتیں صرف مستحب ہیں''۱۶۱

[23] شیخ عبدالحق دہلوی اپنی معروف کتاب ما ثبت بالسنّہ میں لکھتے ہیں:

''صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ نے گیارہ رکعت تراویح پڑھی ہیں جیسا کہ قیام اللیل میں آپ ﷺ کی عادتِ مبارکہ تھی''۔۱۶۲

[24] اپنی دوسری کتاب مدارج النّبوہ [فارسی] میں تحریر کرتے ہیں:

''تحقیق اور صحیح یہی ہے کہ نبی ﷺ ماہِ رمضان میں گیارہ رکعت [تراویح] ہی پڑھا کرتے تھے جو کہ آپ ﷺ تہجد میں ہمیشہ پڑھا کرتے تھے جیسا کہ معروف ہے''۔۱۶۳

[25] نفحاتِ رشید میں لکھا ہے:

''نبی ﷺ سے ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے وتر سمیت گیارہ رکعات تراویح سے زیادہ نہیں پڑھیں، نہ رمضان میں اور نہ غیر رمضان میں''۔۱۶۴

۱۵۷ حوالہ سابقہ، نیز دیکھیئے: مسلك الختام ۲۸۸/۱۔

۱۵۸ حاشیة الاشباہ ص:۹۔

۱۵۹ شرح کنز ص:۲۶۵۔

۱۶۰ حاشیہ کنز نانوتوی ص:۳۶۔

۱۶۱ فتاویٰ شامیہ ۴۹۵/۱

۱۶۲ ما ثبت بالسنہ ص:۲۹۲۔

۱۶۳ مدارج النبوہ ۴۶۵/۱۔

۱۶۴ نفحاتِ رشید بحوالہ مسلك الختام ۲۸۹/۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

[26] مولانا احمد علی سہارنپوری نے اپنے حاشیہ بخاری شریف میں لکھا ہے:

''قیامِ رمضان[تراویح] گیارہ رکعت مع وتر سنّت ہے، جسے نبی ﷺ نے باجماعت ادا کیا ہے''۔۱۶۵

[27] اورھدایہ کی شرح عین الھدایہ میں موصوف لکھتے ہیں:

''صحیح حدیث کی رو سے وتر سمیت نمازِ تراویح کی صرف گیارہ رکعتیں ہی ثابت ہیں''۔۱۶۶

[28] اور یہی بات انھوں نے اپنی بعض دیگر کتب میں بھی کہی ہے۔۱۶۷

[29] ابوالحسن شرنبلالی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں لکھتے ہیں:

''یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے باجماعت گیارہ رکعتیں تراویح مع وتر پڑھائی تھیں''۱۶۸

[30] اور اپنے فتاویٰ شرنبلانی میں وہ لکھتے ہیں:

''نبی ﷺ نے صرف گیارہ رکعتیں مع وتر باجماعت پڑھائی ہیں اور بیس رکعتوں والی روایت ضعیف ہے''۔۱۶۹

[31] شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی نے مؤطا کی فارسی شرح مصفّیٰ میں لکھا ہے:

''رسول اللہ ﷺ کے عمل سے[تراویح کی] گیارہ رکعتیں ایک ثابت شدہ حقیقت ہے؟''۱۷۰

اِن کتب میں علماء وفقہاء احناف میں سے علاّمہ طحاوی ونانوتوی نے بیس رکعتوں کے سنتِ نبوی ﷺ ہونے کی تردید کی ہے۔

علاّمہ انور شاہ کشمیری نے تقریر ترمذی (العرف الشذی) میں بیس رکعتوں والی روایت کے ضعیف ہونے پر اہلِ علم کا اجماع نقل کیا ہے۔

علاّمہ ابن الہمام نے فتح القدیر شرح ھدایہ میں، علاّمہ انور شاہ کشمیری نے فیض الباری

۱۶۵ حاشیہ بخاری شریف ۱/۱۵۴۔ ۱۶۶ عین الھدایہ، ص:۵۶۲۔

۱۶۷ دیکھیئے: المفاتیح لاسرار التراویح ص:۹) ۱۶۸ مراقی الفلاح، ص:۲۴۷۔

۱۶۹ فتاویٰ شرنبلالی۔ ۱۷۰ مصفّیٰ شرح مؤطا فارسی مع مسوّیٰ ۱/۱۷۷۔

صحیح دینی معلومات کے لئے''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

شرح بخاری میں،احمد بن نجیم نے بحر الرائق میں،طحطاوی نے حاشیہ در المختار میں اور مولانا عبدالحئ نے حاشیہ ھدایہ میں صرف آٹھ رکعاتِ تراویح کو ہی ''سنّتِ رسول ﷺ'' لکھاہے اور بقیہ بارہ رکعتوں کو ''مستحب'' ۔ا؎۱

آٹھ اور بیس کے اختلاف سے نکلنے کا راستہ:

نمازِ تراویح کی رکعتیں آٹھ سے لیکر انچاس (49) تک مختلف ادوار میں پڑھی گئی ہیں لیکن اُن میں سے دو عدد ہی زیادہ مشہور اور معمول بہ ہیں جو کہ آٹھ اور بیس ہیں.

اور آٹھ اور بیس کے اختلاف سے نکلنے کیلئے اگرچہ علاّمہ البانی رحمہ اللہ نے تو لکھا ہے کہ نبی اکرم ﷺ کا وتروں سمیت گیارہ رکعتوں پر اکتفاء کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے زیادہ رکعتیں جائز ہی نہیں ہیں۔ا؎۲

لیکن اکثر اہلِ علم نے اسکا یہ حل بھی پیش کیا ہے کہ تراویح کی اصل اور مسنون رکعتیں تو صرف آٹھ اور وتروں سمیت گیارہ ہی مانی جائیں ، کیونکہ صحیح احادیث و آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں یہی وارد ہے،لیکن چونکہ لوگ رمضان کی مبارک رات یا رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارنا چاہتے تھے اور صرف آٹھ رکعتوں میں اتنا وقت گزارنا ہوتو اتنی دیر کھڑے رہنا پڑے گا کہ ہر کس و ناکس کی برداشت سے باہر ہوگا۔اسلیئے مختلف ادوار میں لوگوں نے اوسط درجہ کی تلاوت کے ساتھ آٹھ رکعت تراویح پڑھ کر، رات کے باقی حصے میں مطلق نفل کی حیثیت سے مزید کچھ رکعتیں پڑھنی شروع کردیں اور چونکہ نفلوں کیلیئے کوئی حد اور تعیین نہیں بلکہ جو جتنی رکعتیں چاہے پڑھ سکتا ہے، اسلیئے آٹھ رکعتوں پر جو اضافہ ہوا، اسمیں مختلف لوگوں کا معمول مختلف رہا ہے یعنی کسی نے سولہ، کسی نے بیس، کسی نے چوبیس، کسی نے اٹھائیس، کسی نے چونتیس، کسی نے چھتیس ، کسی نے

ا؎۱ مزید تفصیل کیلیئے دیکھیئے : فتاویٰ علماءحدیث مولانا علی محمد سعیدی ۲۰۸/۶ ۔۴۲۷،رکعاتِ تراویح مولانا کرم الدین سلفی،صلوٰۃ التراویح مولانا عبدالرحمٰن فاضل دیوبند،علاّمہ حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

ا؎۲ نمازِ تراویح فصل ثالث ص:۳۹ اور ص:۳۳ عربی

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اڑتیس، کسی نے چالیس اور کسی نے بیالیس رکعتیں پڑھیں اور ان کے بعد تین یا سات وتر پڑھے تھے۔عدد کی اس کمی بیشی کا انحصار محض پڑھنے والوں کی رغبت وشوق پر تھا۔

اور تراویح کے متعلق جن علماءِ احناف کے اقوال ہم نے پیش کیئے ہیں یا جن کی طرف انکی کتب کے حوالوں سے اشارہ کیا ہے،انھوں نے بھی اختلاف سے نکلنے کا یہی حل بتایا ہے کہ آٹھ رکعتیں تو سنّتِ رسول ﷺ ہیں اور باقی نفل و مستحب۔لہٰذا جو شخص آٹھ تراویح پڑھتا ہے اور ان پر کوئی اضافہ نہیں کرتا تو اسکا یہ فعل بھی صحیح ہے، بلکہ سنّت وثابت یہی عدد ہے۔اور اگر کوئی شخص بیس تراویح پڑھتا ہے اور ان میں سے آٹھ کو سنّتِ ثابتہ اور بقیہ بارہ کو محض نفل و مستحب کی حیثیت سے ادا کرتا ہے تو بھی اسمیں تشدّد کرنے کی ضرورت نہیں۔

اگر کوئی شخص جذبات کی رو میں بہہ کر، اپنے کچھ مخصوص مقاصد کے حصول کی خاطر خواہ مخواہ مسلمانوں کے جذبات سے کھیلتے ہوئے اُن میں سر پھٹول کروائے اور آٹھ سے زیادہ کو قطعاً ناجائز اور بدعت قرار دے یا صرف بیس کو ہی سنّتِ مؤکّدہ ٹھہرائے اور اس میں کمی بیشی کو مکروہ و بدعت، خلافِ اجماع اور شفاعتِ نبوی ﷺ سے محرومی کا سبب قرار دے تو یہ سنگین غلطی ہے اور ماضی میں ہمارے برِّصغیر کے بعض جوشیلے بھڑکیلے اور جذباتی قسم کے واعظین و مبلّغین سے ایسی غلطیاں سرزد ہوتی رہی ہیں، حالانکہ ہمیں اِسکی بجائے کچھ وسعتِ ظرفی سے کام لینا چاہیئے اور ایسے مسائل میں شمشیرِ تفسیق و تکفیر نہیں چلانی چاہیئے۔

ایک لطیفہ :

ایسے خالص تحقیقی مسائل میں مناظرانہ ڈائیلاگ بولنے سے بھی گریز کرنا چاہیئے کیونکہ وہ لطیفے تو قرار دیئے جاسکتے ہیں مسئلہ نہیں اور دین، مسائل چاہتا ہے لطائف نہیں۔

مثلاً بعض واعظین یہ کہتے ہیں کہ بیس رکعات میں گیارہ بھی آجاتی ہیں لہٰذا جو شخص بیس رکعتیں پڑھتا ہے اس نے گیارہ رکعات والی حدیث پر بھی عمل کرلیا۔ بریلوی جمعیت علماء پاکستان کے ایک سابق سربراہ [صاحبزادہ پیر فیض الحسن صاحب۔آلومہار۔سیالکوٹ۔پاکستان] کے

صحیح دینی معلومات کے لئے ’’توحید پبلیکیشنز‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

بارے میں معروف ہے کہ وہ تو کہا کرتے تھے کہ ہم بیس پڑھتے ہیں اور یہ ''اہلحدیث'' آٹھ پڑھتے ہیں۔اگر قیامت کے دن اللہ نے آٹھ طلب کرلیں تو ہم عرض کریں گے کہ اے اللہ! ان میں سے ہماری آٹھ قبول کرلے اور بارہ ہمیں لوٹا دے۔

اور اگر اللہ نے بیس طلب کرلیں تو یہ ''وہابی'' اُسوقت بارہ رکعتیں کہاں سے لائیں گے؟

یہ اور ایسی ہی بعض دیگر باتیں نہائیت مضحکہ خیز ہیں اور اس قابل بھی نہیں کہ انکی طرف التفات ہی کیا جائے۔دین نہ ہوگیا ، بازیچۂ اطفال ہوگیا۔ایسی باتوں کو خاطر میں نہیں لانا چاہیئے ، ہاں علم وتحقیق کا معاملہ ہوتو دوسری بات ہے۔

وسعتِ ظرفی :

یہاں ایک اور بات کی طرف اشارہ کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے یہاں [سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں] بعض لوگ نمازِ تراویح تو امام کے ساتھ پڑھتے ہیں اور جب وتروں کی ادائیگی کا وقت آتا ہے تو الگ ہوجاتے ہیں اور یہ محض اس بناء پر کہ یہ امام صاحب ہمارے طریقہ [مسلک] کے مطابق وتر نہیں پڑھاتے یعنی نمازِ وتر کی پہلی دو رکعتیں [شفع] الگ پڑھ کر سلام پھیر کر پھر تیسری رکعت [وتر] الگ پڑھتے ہیں۔

جبکہ تین رکعاتِ وتر کو ادا کرنے کے یہ دونوں طریقے ہی ثابت ہیں۔جن میں سے پہلا طریقہ تین رکعتوں کو اکٹھے ہی ایک سلام سے ادا کرنے والا ہے اور یہ صرف ایک ہی تشہّد سے ہے، درمیانی قعدہ ثابت نہیں ہے۔اور دوسرا طریقہ دوسلاموں والا ہے اور یہ طریقہ بھی صحیح حدیث سے ثابت ہے،لہٰذا اگر کوئی امام دوسلاموں سے تین رکعتیں پڑھاتے ہیں تو ان کے ساتھ بھی نمازِ وتر باجماعت ادا کرلینی چاہیئے۔

ویسے بھی جب یہ دعویٰ کیا جاتا ہے کہ ''چاروں امام برحق ہیں''۔تو پھر کسی بھی امام کے پیچھے کوئی بھی نماز ادا کرنے سے گریز کیوں کیا جائے؟

---

۱۷۳ تفصیل کیلئے دیکھیئے ہماری کتاب ''نمازِ پنجگانہ کی رکعتیں'' مسائل واحکامِ وتر وتہجد کا باب۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

خاص طور پر جبکہ یہ دوسلاموں والا طریقہ بھی حدیثِ رسول ﷺ سے ثابت ہے۔۱۷۳
اور اگر وہ اس بناء پر الگ ہو جاتے ہیں کہ پہلے بیس رکعتیں پوری کرلیں اور پھر وتر پڑھیں گے تو بھی اُنہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے بلکہ وتر امام کے ساتھ پڑھ لینے چاہئیں کیونکہ اس طرح انھیں انکی جماعت اور اسکا ثواب مل جائیگا اور یہ ہیں بھی تراویح سے اہم ترین۔لہٰذا اگر مسنون، آٹھ رکعاتِ تراویح کے بعد بارہ رکعتیں مزید بھی پڑھ کر ضرور بیس ہی کرنا چاہیں تو وہ الگ سے، رات کے کسی بھی حصہ میں، مسجد میں یا گھر جا کر پڑھی جاسکتی ہیں، حالانکہ صحیح تر بات صرف مسنون عدد پر اکتفاء کرنا ہی ہے جیسا کہ تفصیل گزری ہے۔

سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں وزارتِ امور اسلامیہ کے تحت کام کرنے والے آئمہ مساجد کی غالب اکثریت نمازِ وتر دوسلاموں سے ہی ادا کرتی ہے،اگرچہ ان آئمہ میں سے پاک وہند اور بنگلا دیش سے آئے ہوئے بکثرت پیش امام فقۂ حنفی کے پابند ہوتے ہیں، اسکے باوجود وہ بھی دوسلاموں والے طریقہ سے ہی تین رکعاتِ وتر پڑھاتے ہیں۔اب یہ کہنا تو مناسب نہ ہوگا کہ اس معاملہ میں وہ اپنے عرب مقتدیوں سے ڈرتے یا انکی خواہش کے مطابق چلتے ہیں، یہ خیال ''حُسنِ ظن'' کے خلاف ہے۔لہٰذا یہ کہنا ہی زیادہ مناسب ہے کہ وہ فقۂ حنفی کے پابند ہونے کے باوجود تین میں سے دو رکعتیں الگ اور تیسری الگ سلام سے پڑھتے ہیں کیونکہ وہ وسعتِ ظرفی کی بناء پر یہ سمجھتے ہیں کہ یہ طریقہ بھی یقیناً ثابت اور جائز ودرست ہے، لہٰذا اُنہی کی طرح ہمیں بھی وسیع الظرف ہونے کا مظاہرہ کرنا چاہیئے اور دوسلاموں کے ساتھ نمازِ وتر پڑھانے والے امام کی اقتداء میں باجماعت نمازِ وتر ادا کرلینی چاہیئے۔خصوصاً جبکہ یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ یہ چاروں امام اور چاروں مذاہب ہی برحق ہیں، اور جب یہ چاروں برحق ہیں تو ایسے موقع پر اُس امام کے پیچھے نمازِ وتر ادا نہ کرکے آپ نے عملاً اپنے اس دعوے کی گویا تردید کردی۔لہٰذا ؎

آپ ہی اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں
ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ویسے آج الحمدللہ علم کا دور دورہ ہے اور مسلمانوں میں کل تک کتنے ہی ایسے امور مروّج تھے جن کا دین سے کوئی تعلق ہی نہیں تھا، اُن میں سے اکثر امور کو پڑھے لکھے لوگ ترک کر چکے ہیں جو انکی دینی بیداری کا ثبوت ہے، اور یہ ایک خوش آئند بات بھی ہے، کیونکہ محض باپ دادا سے سنے سنائے مسائل پر اندھا دھند عمل پیرا رہنا پڑھے لکھے لوگوں کا کام نہیں ہے، یہ تو خالص جہالت کے مترادف ہے۔ لہٰذا ہم سب کو چاہیئے کہ اپنے شب و روز میں سے تھوڑا بہت وقت قرآنِ کریم کے ترجمہ وتفسیر اور سنّتِ رسول ﷺ کو بیان کرنے والی کتبِ حدیث خصوصاً صحیحین یعنی بخاری و مسلم شریف کے مطالعہ کو بھی دیں جو کہ آج اردو اور انگلش بلکہ دنیا کی ہر زندہ زبان میں میسّر ہیں اور اگر زیادہ نہیں تو کم از کم قرآن کریم مترجم اور بلوغ المرام للحافظ ابن حجر [اردو ترجمہ وحاشیہ مولانا عبدالتوّاب محدّث ملتانی یا مولانا صفی الرحمٰن مبارکپوری] تو ضرور ہی پاس رکھنی چاہیئیں۔

قرآن وسنّت کے مطالعہ سے وسعتِ ظرفی بھی پیدا ہوگی اور اِن دونوں کی طرف رجوع ہی، امّتِ اسلامیہ کے افراد میں اتحاد واتفاق کا بھی ضامن ہے۔ وَاللّٰہُ الْمُوَفِّقُ

نمازِ تراویح کے بعد دوبارہ جماعت :

سعودی عرب اور خلیجی ممالک میں بکثرت لوگ نمازِ تراویح کے بعد پھر دوبارہ باجماعت نوافل (قیام اللیل) ادا کرتے ہیں، انفرادی طور پر تو یہ فعل بڑا ہی کارِثواب ہے، البتہ بالالتزام و باجماعت اسکا ثبوت نہیں ملتا، اس سلسلہ میں ہفت روزہ ''اہلحدیث'' لاہور کی دو قسطوں میں مولانا عبیداللہ عفیف کا ایک مضمون بلکہ فتویٰ شائع ہوا ہے جسکی افادیت کے پیشِ نظر ہم اُسے یہاں نقل کر رہے ہیں :

سوال :

کیا فرماتے ہیں علماء کرام، محققین اور محدّثین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نمازِ تراویح کے بعد باجماعت نوافل پڑھانے شریعتِ محمدیہ ﷺ کی رو سے جائز ہیں یا کہ نہیں؟ اگر کوئی عالمِ دین

رمضان المبارک کی راتوں میں اہتمام کے ساتھ باجماعت نوافل پڑھاتا ہے تو کیا وہ نبی ﷺ کی سنّت کی خلاف ورزی کرتا ہے؟ کیا وہ بدعت کرتا ہے یا نہیں؟ شریعتِ محمدیہ کی رُو سے بدعتی کہلائے گا یا نہیں؟ (سائل: عبدالحفیظ).

الجواب بعوان الوہّاب :

صورتِ مسئولہ میں واضح ہو کہ یہاں دو باتیں قابلِ لحاظ ہیں:

اوّل یہ کہ نفل باجماعت ادا کرنا، دوسرے یہ کہ نفل نماز کی جماعت کا اہتمام اور اس پر دوام اور اصرار یعنی خاص وقت یا معین مہینہ میں اس کا خصوصی اہتمام اور اس پر دوام واصرار۔

جہاں تک پہلی بات کا تعلّق ہے تو یہ بلا شبہ رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے۔ جیسا کہ صحیح بخاری [۱۷۴] میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں ایک رات اپنی خالہ محترمہ ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے ہاں ٹھہرا ہوا تھا جب تہجد کے لیئے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تو ہم نے بھی آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی۔ اوراسی طرح صحیح بخاری [۱۷۵] میں جناب محمود بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہم کا واقعہ منقول ہے۔

ان دونوں احادیثِ صحیحہ سے ثابت ہوا کہ نوافل کی جماعت بلا ریب جائز ہے۔ مگر یہ اتفاقی امر ہے جس کی صورت مثلاً یہ ہے کہ ایک آدمی نفل نماز پڑھ رہا ہے اتنے میں ایک دوسرا آدمی دیکھتا ہے کہ مولوی صاحب یا حافظ صاحب نفل نماز پڑھ رہے ہیں، وہ بھی شامل ہوجائے تو یہ تو درست ہے۔ لیکن اس کا اہتمام کرنا، اعلانات اور دوسری تشویقات اور ترغیبات کے ذریعہ مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کر کے نوافل کو باجماعت بالدّوام ادا کرنا نہ صرف جائز نہیں بلکہ بدعت ہے۔

---

[۱۷۴] صحیح بخاری ص: ۸۷

[۱۷۵] ص: ۵۸ بَابُ صَلوٰةِ النَّوَافِلِ جَمَاعَةً وَ ذَکَرَهٗ أَنَسٌ وَ عَائِشَةُ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اسی طرح وتروں کے بعد دو رکعت نفل پڑھنے بھی ثابت ہیں۔ صحیح مسلم کے نامور شارح امام نووی رحمہٗ اللہ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے وتر نماز کے بعد یہ دو رکعت نفل جواز ثابت کرنے کیلئے ادا فرمائے تھے۔ امام نووی رحمہٗ اللہ نے یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ آپ ﷺ نے ان دو نفلوں پر ہمیشگی نہیں فرمائی یعنی یہ آپ ﷺ کی عادتِ مستمرّہ نہ تھی۔ ١٧٦

اس تفصیل سے ثابت ہوا کہ اتفاقی طور پر نوافل باجماعت جائز ہیں اور یہ بھی ثابت ہوا کہ وتر نماز کے بعد دو رکعت نماز نفل پڑھنے بھی جائز ہیں مگر دوام کے ساتھ نہیں بلکہ کبھی کبھار اور بس۔

اب لیجئے مسئلہ کی دوسری شق یعنی اس مطلق جواز کے ہونے پر دوام اور ہمیشگی اور وہ بھی مہینہ اور وقت کی تعیین کے ساتھ پڑھی جانے والی نمازِ نفل کی باجماعت تکرار، تو یہ بلاشبہ جائز نہیں بلکہ اس پر دوام اور اصرار شائبہ بدعت سے خالی نہیں۔ کیونکہ یہ تقیّدات مع اہتمام اس مطلق جواز کو بدعت میں بدل دیتے ہیں۔ جیسا کہ نمازِ چاشت بلاریب صحیح احادیث سے ثابت ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ اور حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہما سے یہ نماز مروی ہے اور نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کو اس کی پابندی کی وصیت بھی فرمائی تھی ١٧٧ مگر اس وصیت کے باوصف حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نمازِ چاشت کو بدعت قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت مجاہد تابعی کا اظہار ہے کہ میں اور عُروہ بن زبیر دونوں مسجد میں داخل ہوئے:

(فَاِنَّ عَبْدَ اللّٰہِ بْنَ عُمَرَ رضی اللہ عنہ جَالِسٌ اِلَیٰ حُجْرَۃِ عَائِشَۃَ وَ اِذَا أُنَاسٌ يُصَلُّوْنَ فِي الْمَسْجِدِ صَلٰوتَھُمْ فَقَالَ: بِدْعَۃٌ). ١٧٨

''مجاہد کہتے ہیں کہ جب ہم مسجدِ نبوی ﷺ میں داخل ہوئے تو جناب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حُجرہ کے

١٧٦ شرح صحیح مسلم ج:١، و فقه السنة ج:١ص:١٦٤۔

١٧٧ ملاحظہ ہو: صحیح بخاری ج:١ص:١٥٧

١٧٨ بخاری، باب کَمْ اِعْتَمَرَ النَّبِیُّ ﷺ ج:١ص:٢٣٨ وصحیح مسلم مع نووی ج:١ص:٤٠٩

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

پاس تشریف فرما تھے۔ اوراس وقت کچھ لوگ مسجد میں نمازِ چاشت پڑھ رہے تھے،ہم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے ان کی اس نماز کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ یہ بدعت ہے''۔

جبکہ یہ نماز متعدد اسانیدِ صحیحہ قویّہ سے مروی ہے،جیسا کہ بخاری شریف کے حوالہ سے آپ پڑھ چکے ہیں۔بایں ہمہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے اس کو بدعت کیوں کہا ہے؟''۔

بدعت اس لیئے کہا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ سعادت معہد میں اس نماز کو باجماعت ادا کرنے کا دستور نہ تھا۔جب کہ وہ لوگ اس کو باجماعت ادا کررہے تھے۔

چنانچہ امام نووی رحمہٗ اللہ لکھتے ہیں:

(مُرَادُہٗ أَنَّ اِظْھَارُھَا وَ الْاِجْتِمَاعُ لَھَا بِدْعَۃٌ لَا أَنَّ صَلٰوۃُ الضُّحٰی بِدْعَۃٌ وَ قَدْ سَبَقَتُ الْمَسْئَلَۃُ فِي کِتَابِ الصَّلٰوۃِ) ۱۷۹

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی مراد یہ تھی کہ نمازِ چاشت کو مسجد میں ظاہر کر کے پڑھنا اوراس کیلیئے جماعت اوراجتماع کا اہتمام کرنا بدعت ہے نہ یہ کہ نمازِ چاشت ہی سرے سے بدعت ہے''۔

امام ابوبکر محمد بن ولید الطرطوشی مالکی لکھتے ہیں:

(وَ مَحَلُّہٗ عِنْدِیْ عَلیٰ أَحَدِ وَجْھَیْنِ : أَنَّھُمْ کَانُوْا یُصَلُّوْنَھَا جَمَاعَۃً وَ اِمَّا أَنَّھُمْ یُصَلُّوْنَھَا مَعاً اِفْذَاذاً عَلیٰ ھَیْئَۃِ النَّوَافِلِ فِي أَعْقَابِ الْفَرَائِضِ). ۱۸۰

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ان کی اس نماز کو یا تو اس لیئے بدعت کہا کہ وہ اسے باجماعت پڑھ رہے تھے یا اکیلے اکیلے پڑھ رہے تھے مگر اسطرح سے جیسے فرائض کے بعد ایک ہی وقت میں تمام نمازی

۱۷۹ شرح صحیح مسلم ج:۱،ص:۴۰۹
۱۸۰ کتاب الحوادث و البدع ص:۴۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

حضرات سنن رواتب پڑھا کرتے تھے''۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ کا وظیفہ اپنے اندر بڑے فضائل رکھتا ہے اور مفسّرین نے اس کو باقیاتِ صالحات میں شمار کیا ہے۔خصوصاً لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کے وظیفہ کو احادیث میں ''افضل ذکر'' قرار دیا گیا ہے، جو اضافۂ حسنات اور بلندیٔ درجات کا مضبوط ترین ذریعہ ہے ۔مگر اس کے باوصف جب اس وظیفہ کو خاص تقیّدات اور تکلّفات و التزامات کے ساتھ پڑھا جائے گا تو یہی وظیفہ ہلاکت اور خُسران کا ذریعہ قرار پائے گا، جیسا کہ سنن دارمی میں بسندِ صحیح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا واقعہ بڑا مشہور ہے کہ کچھ لوگ کوفہ شہر کی مسجد میں سحری کے وقت حلقہ بنا کر کنکریوں پر سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ ،لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہَ سو سو مرتبہ پڑھ رہے تھے۔تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا تھا:

(عُدُّوْا مِنْ سَیِّئَاتِکُمْ فَاَنَا ضَامِنٌ اَنْ لَّا یَضِیْعَ مِنْ حَسَنَاتِکُمْ شَیْءٌ ، وَیَحْکُمْ یَا اُمَّۃَ مُحَمَّدٍ صلی اللہ علیہ وسلم ! مَا اَسْرَعَ ھَلَکَتُمْ، ھٰؤُلَآءِ صَحَابَۃُ نَبِیِّکُمْ مُتَوَافِرُوْنَ وَ ھٰذَا ثِیَابُہٗ صلی اللہ علیہ وسلم لَمْ تُبْلَ وَ آنِیَتُہٗ لَمْ تُکْسَرْ اَوَ مُفْتِحِيْ بَابَ ضَلَالَۃٍ) ۔[۱۸۱]

''حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم اپنی ان کنکریوں پر اپنے گناہوں کو شمار کرو۔میں ضمانت دیتا ہوں کہ تمہاری نیکیاں ضائع نہیں ہوں گی۔افسوس ہے تم پر اے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم !تم کتنی جلدی ہلاکت میں مبتلا ہوگئے ہو۔ابھی تو تم میں صحابۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت زندہ موجود ہیں۔ابھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے پرانے نہیں ہوئے ، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استعمال میں آنے والے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔کیا تم [اتنی جلدی ہی ایسا کر کے] گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو؟'' ۔

---

[۱۸۱] مسند دارمی بسند جیّد۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اوراسی طرح کےاور بھی بہت سے واقعات منقول ہیں۔**مگر لَعَلَّ فِیْهِ کِفَایَةٌ لِمَنْ لَهٗ اَدْنٰی دِرَایَةٌ۔**

اس ساری گفتگو سے ثابت ہوا کہ عبادت اوراطاعت شرع میں جس طرح سے منقول ہواس کو اسی انداز میں ادا کرنا چاہیئے ۔یعنی اس کواسکی اسی ہیئت پر قائم رکھنا چاہیئے جس ہیئت میں منقول ہو۔اگراس مطلق عبادت اور نیک عمل کوکسی خاص قید کے ساتھ مقیّد کیا جائے گا یااس غیر مُوقّت کومؤقّت بنایا جائیگا،یعنی کسی خاص وقت کے ساتھ مخصوص کیا جائے یا اس غیر معیّن کومعیّن کیا جائے گا تو وہ لامحالہ بدعت بن جائے گی۔ چنانچہ یہی وہ نکتہ ہے جس کے پیشِ نظر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ چاشت کی جماعت کو بدعت قرار دیا تھااور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حلقہ باندھ کر **سُبْحَانَ اللّٰہِ،اَللّٰہُ اَکْبَرُ،لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ** کے ذکر کو بدعت وگمراہی اور ہلاکت قرار دیا ہے۔

چند تحقیقاتِ علمیہ :

❶ حضرت امام ابواسحاق شاطبی غرناطی بدعات کی تعیین اوران کا ردّ کرتے ہوئے ارقام فرماتے ہیں:

(وَ مِنْهَا اِلْتِزَامُ الْكَيْفِيَّاتِ بِهَيْئَةِ الْاِجْتِمَاعِ عَلٰى صَوْتٍ وَاحِدٍ وَ اتِّخَاذُ يَوْمِ وِلَادَةِ النَّبِيِّ ﷺ عِيداً وَ مَا أَشْبَهَ ذَالِکَ وَ مِنْهَا اِلْتِزَامُ الْعِبَادَاتِ الْمُعَيَّنَةِ فِي أَوْقَاتٍ مُعَيَّنَةٍ لَمْ يُوْجَدْ لَهَا ذَالِکَ التَّعْيِيْنِ فِي الشَّرِيعَةِ كَالِتْزَامِ صَوْمِ يَوْمِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَ قِيَامِ لَيْلَتِهٖ)۔[182]

”من جملہ بدعات کے یہ بھی بدعت ہے کہ کسی نیک عمل کی ادائیگی کیلیئے کیفیّاتِ مخصوصہ اورہیئاتِ معیّنہ کا التزام کیا جائے،جیسا کہ ہیئتِ اجتماع

[182] کتاب الاعتصام للشاطبی ج:۱،ص:۲۰ ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ”**توحید پبلیکیشنز**“ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

کے ساتھ ایک آواز میں ذکر کرنا اور حضرت نبی کریم ﷺ کے یومِ ولادت باسعادت کو عید منانا وغیرہ۔اور انہی بدعات میں سے ایک یہ بدعت بھی ہے کہ اوقاتِ خاص کے اندر ایسی عباداتِ معیّنہ کا التزام کرلینا جن کی ادائیگی کیلئے شریعت نے وہ اوقات معیّن نہیں کیئے۔ جیسے پندرہ شعبان کا روزہ اور اس کی پندرھویں شب کی عبادت کا التزام کرنا''۔

حضرت موصوف ایک دوسرے مقام پر مزید تفصیل کے ساتھ رقم طراز ہیں:

(اِذَا نَدَبَ الشَّرْعُ مَثَلاً اِلَیٰ ذِکْرِ اللّٰہِ فَالْتِزَامُ قَوْمٍ الْاِجْتِمَاعَ عَلَیْهِ عَلَیٰ لِسَانٍ وَاحِدٍ وَ بِصَوْتٍ أَوْ فِيْ وَقْتٍ مَعْلُوْمٍ مَخْصُوْصٍ عَنْ سَائِرِ الْأَوْقَاتِ لَمْ یَکُنْ فِيْ نُدْبِ الشَّرْعِ مَا یَدُلُّ عَلَیٰ هٰذَا التَّخْصِیصِ الْمُلْتَزَمِ بَلْ فِیهِ مَا یَدُلُّ عَلَیٰ خِلَافِهٖ لِأَنَّ اِلْتِزَامَ الْأُمُوْرِ غَیْرَ اللَّازِمَةِ شَرْعاً شَأْنُهَا أَنْ تَفْهَمِ التَّشْرِیعَ وَ خُصُوْصاً مَعَ مَنْ یُّقْتَدیٰ بِهٖ فِيْ مَجَامِعِ النَّاسِ کَالْمَسَاجِدِ فَإِنَّهَا اِذَا ظَهَرَتْ هٰذَا الْاِظْهَارَ وَ وُضِعَتْ فِيْ الْمَسَاجِدِ کَسَائِرِ الشَّعَائِرِ الَّتِیْ وَضَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ فِي الْمَسَاجِدِ وَ مَا أَشْبَهَهَا کَالْآذَانِ وَ صَلٰوةِ الْعِیْدَیْنِ .... فَهُمْ مِنهَا بِلَا شَکٍّ أَنَّهَا سُنَنٌ اِذْ لَمْ تُفْهَمْ مِنهَا الْفَرِیْضَةَ...... فَصَارَتْ مِنْ هٰذِهِ الْجِهَةِ بِدَعاً مُحْدَثَةً بِذَالِکَ) [۱۸۳]

''جب شریعت نے کسی چیز کو مندوب قرار دیا ہو، جیسے مثلاً اللہ کا ذکر، اگر ایک قوم اس کا التزام کرے کہ ایک زبان ہوکر ایک ہی آواز سے ذکر کرنے لگ جاتی ہے یا دیگر اوقات کے علاوہ کسی معلوم اور مخصوص وقت کی پابندی کے ساتھ وہ ذکر کرتی ہے، تو شریعت کی ترغیب اس معیّن تخصیص

[۱۸۳] الاعتصام ج:۱،ص:۲۰۰۔

صحیح دینی معلومات کے لیئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

اور التزام پر ہرگز دلیل نہ ہوگی، بلکہ شریعت اس کے خلاف ہوگی، کیونکہ جو امور شرعاً لازم نہیں ان کا التزام کرنا دراصل شریعت سازی کا حکم رکھتا ہے۔[جبکہ شریعت سازی کا حق غیر نبی کو قطعاً حاصل نہیں] بالخصوص جبکہ ان غیر لازم امور کا التزام مساجد کے نامی گرامی آئمہ کرام اپنی مساجد میں شروع کر دیں تو لامحالہ وہ غیر ثابت امور عوام النّاس میں کم از کم سنّت کا درجہ ضرور حاصل کرلیں گے۔لہٰذا اس جہت سے یہ امور بلاشبہ بدعت قرار پاتے ہیں"۔

امام ممدوح ایک تیسرے مقام پر لکھتے ہیں:

(فَـاِذَا اجْتَـمِـعَ فِي النَّافِلَةِ أَنْ تُلْتَزَمَ السُّنَنُ الرَّوَاتِبُ اِمَّا دَائِماً وَ اِمَّا فِيْ أَوْقَاتٍ مَـحْـدُودَـةٍ وَ عَـلـىٰ وَجْـهٍ مَحْـدُودٍ وَ اُقِيمَـتْ فِي الْـجَـمَـاعَـةِ فِي الْمَسَاجِدِ الَّتِيْ تُقَامُ فِيْهَا الْفَرَائِضُ أَوِ الْمَوَاضِعُ الَّتِىْ تُقَامُ فِيْهَا السُّنَنُ الرَّوَاتِبُ فَذَالِکَ اِبْتِدَاعٌ وَ الدَّلِيْلُ عَلَيْهِ أَنَّهٗ لَـمْ يَـأْتِ عَـنْ رَسُـوْلِ اللّٰهِ ﷺ وَ لَا عَنْ أَصْحَابِهٖ وَ لَا مِنَ التَّابِعِيْنَ لَهُمْ بِاِحْسَانٍ فَعَلىٰ هٰذَا الْمَجْمُوعِ هٰكَذَا مَجْمُوْعاً وَ اِنْ أَتىٰ مُطْلَقاً مِـنْ غَيْـرِ تِـلْـکَ التَّـقْـيُّـدَاتِ فَـالتَّقَيُّدُ فِي الْمُطْلَقَاتِ الَّتِي لَمْ يَثْبُتْ بِـدَلِيْـلِ الشَّـرْعِ تَـقْـيِيْـدُهَـا رَأىٰ فِي التَّشْرِيْعِ فَكَيْفَ اِذَا عَـارَضَـهٗ الدَّلِيْلُ وَهُوَ الْأَمْرُ بِاِخْفَاءِ النَّوَافِلِ مَثَلاً) ۔[۱۸۴]

"جب کوئی نفل نماز سنن رواتب [سننِ مؤکّدہ] کے التزام کے ساتھ ہمیشہ کیلئے یا محدود اوقات میں ان مساجد اور مقامات میں باجماعت پڑھی جائے گی، جہاں فرائض اور سننِ رواتب ادا کی جاتی ہوں تو یہ نماز بدعت

[۱۸۴] الاعتصام للشاطبی ج:۱،ص:۲۵۴۔

صحیح دینی معلومات کے لئے "توحید پبلیکیشنز" کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

ہوگی۔ کیونکہ ایسی نماز نہ تو رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ سے منقول ہے۔اور مطلق عبادات میں اپنی طرف سے قیود لگانا دراصل از خود شریعت میں تصرّف کرنے کے مترادف ہے۔ یہ حکم تو اس صورت میں ہے جبکہ اس خاص نماز کے خلاف شرعی دلیل موجود نہ ہو لیکن یہاں تو اسطرح کی از خود تیار کردہ نماز کے خلاف شرعی دلیل بھی موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے نوافل کو چھپا کر پڑھنے کا حکم دے رکھا ہے۔لہٰذا اس صورت میں یہ نماز بالاولیٰ بدعت قرار پاتی ہے’’۔

❷ امام ابن دقیق العید رحمہٗ اللہ تصریح فرماتے ہیں:

(إنَّ هٰذَا الْخَصُوصِيَّاتُ بِالْوَقْتِ أَوْ بِالْحَالِ وَ الْهَيْئَةُ وَ الْفِعْلُ الْمَخْصُوصُ يَحْتَاجُ إِلىٰ دَلِيْلٍ خَاصٍ يَقْتَضِيْ اِسْتِحْبَابَهُ بِخَصُوصِهٖ وَ هٰذَا أَقْرَبُ) . [185]

’’یعنی کسی عمل کو کسی خاص وقت یا خاص حالت اور ہیئت کی پابندی کے ساتھ کرنا یا کسی بھی مخصوص فعل کی ادائیگی ایسی شرعی دلیل کی محتاج ہے جو علیٰ الخصوص اس کے استحباب پر دلالت کرتی ہو[ورنہ وہ عمل شرعاً جائز نہ ہوگا بلکہ بدعت ہوگا]اور یہی حکم اقرب الیٰ الصواب ہے’’۔

امام موصوف روافض کی عیدِ غدیر کی تردید کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

(وَ قَرِيْبٌ مِنْ ذَالِکَ أَنْ تَكُوْنَ الْعِبَادَةُ مِنْ جِهَةِ الشَّرْعِ مُرَقَبَةٌ عَلىٰ وَجْهٍ مَخْصُوْصٍ فَيُرِيْدُ بَعْضُ النَّاسِ أَنْ يُّحْدِثَ فِيْهَا أَمْرًا آخَراً لَمْ يَرِدْ بِهِ الشَّرْعُ زَاعِمًا أَنَّهُ يَدْرُجُ تَحْتَ عُمُوْمِهٖ فَهٰذَا لَا يَسْتَقِيْمُ لِأَنَّ الْغَالِبَ عَلىٰ الْعِبَادَاتِ التَّعَبُّدُ وَ مَأْخَذُهَا

[185] إحكام الأحكام لابن دقیق العید ج:۱ص:۱۷۱۔

صحیح دینی معلومات کے لئے’’**توحید پبلیکیشنز**‘‘ کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

التَّوْقِيْفُ).۱۸۶

''اسی کے قریب یہ بات بھی ہے کہ کوئی عبادت شریعت میں کسی خاص طریقہ پر ثابت ہو،اور کوئی شخص اس میں کوئی غیر شرعی چیز شامل کر کے تبدیل کردے اور یہ خیال کرے کہ یہ چیز اس عبادت کے عموم میں داخل ہے تو اس کا یہ خیال درست اور صحیح ہرگز نہیں ہوگا، کیونکہ عبادات میں تعبّدی طریقہ غالب ہے اور اس کا ماخذ [رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے] اطلاع پائے بغیر معلوم نہیں ہوسکتا''۔

❸ مجدّ دوقت شاہ ولی اللہ محدِّث دہلوی رحمہ اللہ وضاحت فرماتے ہیں:

(وَ مِنْهَا التَّشَدُّدُ وَ حَقِيْقَتُهُ اِخْتِيَارَاتُ عِبَادَاتٍ شَاقَّةٍ لَمْ يَأْمُرْ بِهَا الشَّارِعُ كَدَوَامِ الصِّيَامِ وَ الْقِيَامِ وَ التَّبَتُّلِ وَ تَرْكِ التَّزَوُّجِ وَ أَنْ يَّلْتَزِمَ السُّنَنَ وَ الْآدَابَ كَالْتِزَامِ الْوَاجِبَاتِ ...... فَإِذَا كَانَ هٰذَا الْمُتَعَمِّقُ وَ الْمُتَشَدِّدُ مُعَلِّمُ قَوْمٍ وَ رَئِيْسُهُمْ ظَنُّوْا أَنَّ هٰذَا أَمْرُ الشَّرْعِ وَ رِضَاهُ وَ هٰذَا أَدَاءُ رُهْبَانِ الْيَهُوْدِ وَ النَّصَارىٰ) .۱۸۷

''دین میں تحریف کے جہاں اور اسباب بھی ہیں، وہاں ان میں سے ایک یہ سبب بھی ہے کہ دین میں تشدّد اختیار کیا جائے۔اور تشدّد کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی مشکل عبادات کو اختیار کرلیا جائے ،جن کے متعلق شارع نے کوئی حکم نہیں دیا۔مثلاً کوئی شخص دوامی طور پر روزہ رکھے، قیام کرے، تخلیہ میں بیٹھا رہے اور نکاح کرنے سے گریز کرے۔اور مثلاً یہ کہ سنتوں اور مستحبات کا ایسا التزام کرے جیسا کہ واجبات کیلئے کیا جاتا ہے [تو اس کا ایسا کرنا راہبانِ یہود و

---

۱۸۶ اِحکام الاحکام ج:۲،ص:۱۷۲۔

۱۸۷ حجۃ اللہ البالغۃ، باب احکام الدین من التحریف ج:۱،ص:۴۰۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

نصاریٰ کی ادا یعنی تحریفِ دین کا دروازہ کھولنا ہے] جب کوئی متعمّق اور متشدّد شخص خیر سے کسی قوم کا استاذ یا سردار بھی ہو تو پھر لامحالہ وہ قوم یہ خیال کر لیتی ہے کہ ان کے استاذ یا سردار کا یہ عمل شرع کا حکم اور اس کا پسندیدہ امر ہے۔اور یہی بیماری تھی یہودیوں اور نصاریٰ کے صوفیوں میں"۔

آگے فرمایا: "اِسی کا نتیجۂ بد یہ نکلا کہ شریعتِ موسوی وعیسوی تحریف کا ملغوبہ بن کر رہ گئی اور تورات وانجیل اپنے حقیقی وجود کو کھو بیٹھیں۔یہی وجہ ہے کہ قانونِ الٰہی نے انسانوں کو ان کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑا۔عبادات ومعاملات بلکہ یہاں تک کہ حکومت اور سلطنت کے احکام میں بھی پابند کر دیا ہے تا کہ وہ اپنی اہواء و خواہشات کے حصول میں دین کا حلیہ نہ بگاڑ بیٹھیں"۔

❹ علاّمہ ابن خلدون [المتوفی 808 ھ] اس حقیقت کا یوں اظہار کرتے ہیں:

(فَجَاءَ تِ الشَّرَائِعُ بِحَمْلِهِمْ عَلٰى ذَالِکَ فِيْ جَمِيْعِ أَحْوَالِهِمْ مِنْ عِبَادَةٍ أَوْ مُعَامَلَةٍ حَتّٰى فِي الْمُلْکِ الَّذِى هُوَ الطَّبِيْعِيُّ لِلْاِجْتِمَاعِ الْاِنْسَانِيِّ فَاَجْرَتْهُ عَلٰى مِنْهَاجِ الدِّيْنِ لِيَكُوْنَ الْكُلُّ مَحُوْطاً بِنَظْرِ الشَّارِعِ) . [۱۸۸]

" شرائع اسلامیہ اسی لیئے تو آئی ہیں کہ لوگوں کو تمام احوال میں خواہ وہ عبادات ہوں یا معاملات حتیٰ کہ ملکی انتظام جو لوگوں کے اجتماع کا ایک طبعی امر ہے، دین پر ہی قائم رہنے کی تلقین کریں، تا کہ ان کے تمام معاملات شارع کی نگرانی میں تکمیل پائیں"۔

خلاصہ کلام یہ کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ، امام ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی ، امام ابوبکر محمد بن ولید طرطوشی مالکی ، امام ابن دقیق العید ، امام شاہ ولی اللہ

---

[۱۸۸] مقدمة ابن خلدون ص:۱۹۰ و منهاج الواضح ص:۱۲۱ ۔

صحیح دینی معلومات کے لیئے "**توحید پبلیکیشنز**" کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

محدِّث دہلوی اور علاّمہ عبدالرحمٰن بن خلدون کی مذکورہ بالا تصریحات سے واضح ہوا کہ شریعت نے جن عبادات اور طاعات کو مطلق چھوڑا ہے، ان میں اپنی طرف سے قیود لگانا یا ان کی کیفیت اور ہیئت کو بدل دینا یا ان کو اوقات معیّنہ کے ساتھ معیّن کر دینا گویا دین کو بدل دینا ہے، اور اسی کا نام تحریفِ دین ہے، جو کہ گمراہی کے ساتھ ساتھ بدترین بدعت بھی ہے۔ چنانچہ یہی وجہ ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت شدہ عبادات اور طاعات میں اپنی طرف سے قیود عائد کرنے اور ان کی ہیئت کو تبدیل کرنے کو بدعت شمار کرتے تھے جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے نمازِ چاشت کی جماعت کو بدعت کہا اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے **سُبْحَانَ اللّٰہِ ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ** اور **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کا مخصوص انداز میں وظیفہ پڑھنے والوں کو ڈانٹ پلاتے ہوئے ان کے اس مخصوص کیفیت والے وظیفہ کو گمراہی اور موجبِ ہلاکت قرار دیا تھا۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ پڑھی ہوئی نماز کی باجماعت تکرار اور اس پر دوام اور اصرار اور پھر اس کا اہتمام درست نہیں کہ یہ نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ یہ سبیل المؤمنین ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر کیا گیا ہے۔ جہاں تک ((**شَدَّ مِئْزَرَہٗ وَ اَحْیٰی لَیْلَہٗ وَ اَیْقَظَ اَھْلَہٗ**)) یعنی ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کمر کس لیتے، شب زندہ داری کرتے اور گھر والوں کو جگاتے تھے''، پر عمل کا سوال ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ کثرتِ رکعات کی بجائے قرآنِ پاک بکثرت پڑھا جائے یعنی قراءت زیادہ کی جائے۔ جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بیان ہے کہ تیسری رات نمازِ تراویح سے ہم اُس وقت فارغ ہوئے کہ سحری فوت ہو جانے کا خطرہ لاحق ہو گیا۔[۱۸۹]

حضرت امام شافعی رحمہٗ اللہ ایک مقام پر فرماتے ہیں:

(اِنْ اَطَالُوْا الْقِیَامَ وَ اَقَلُّوْا السُّجُوْدَ فَحَسَنٌ وَ اِنْ اَکْثَرُوْا السُّجُوْدَ وَ اَقَلُّوْا الْقِرَاءَ ۃَ وَ الْاَوَّلُ اَحَبُّ اِلَیَّ) ۔[۱۹۰]

[۱۸۹] ملاحظہ ہو: سنن ابی داؤد اور مشکوٰۃ ، کتاب الصیام۔ حَتّٰی خَشِیْنَا الْفَلَاحَ وَ مَعْنَی الْفَلَاحِ اَلسُّحُوْرُ ۔ [۱۹۰] فتح الباری شرح صحیح البخاری بتعلیقات ومراجعہ الشیخ ابن باز ج:۴، ص:۳۵۳

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

''اگر لوگ رکعات کم پڑھیں اور قراءت لمبی کریں تو یہ اچھا ہے اور اگر رکعات بڑھالیں اور قراءت کم کرلیں[تو یہ بھی ٹھیک ہے] لیکن پہلی صورت یعنی رکعات کم اور قرآن زیادہ پڑھا جائے تو یہ صورت مجھے زیادہ محبوب ہے''۔

فیصلہ :

مذکورہ بالا تصریحات کی روشنی میں اُن مولانا صاحب کا نمازِ تراویح کے بعد دوبارہ نوافل کی جماعت کرنا،اس کا اہتمام کرنا،اس کیلئے لوگوں کو تیار کرنا اوراس پر اصرار کرنا سراسر خلافِ سنّت ہے اور سبیل المؤمنین کے خلاف ہے کہ رسول اللہ ﷺ،صحابہ کرام رضی اللہ عنہم،تابعین، تبع تابعین، فقہاء ومحدّثین اور دوسرے آئمہ دین رحمہم اللہ سے ایسا تکلّف اوراہتمام ہرگز ثابت نہیں۔اُن صاحب کا یہ عمل بدعت ہے۔اورانہیں اس سے باز آجانا چاہیئے۔

هٰذَا مَا عِنْدِی وَ اللّٰهُ تَعَالىٰ أَعْلَمُ بِالصَّوَابِ ۔[191]

مولانا عبیداللہ صاحب عفیف کا یہ فتویٰ بڑے گرانقدر علمی واصولی مباحث پر مشتمل ہے اور نمازِ تراویح کی دوبارہ جماعت کرانے والوں کیلئے اسمیں بصائر وعِبر کا بحرِ بیکراں کوزے میں بند ہے۔ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ .

ابوعدنان محمد منیر قمر نواب الدین .
ترجمان سپریم کورٹ،الخبر .
وداعیہ متعاون،مراکزِ دعوت وارشاد
الدمام،الخبر ،الظہران.(سعودی عرب)

[191] ہفت روزہ اہلحدیث لاہور جلد:۲۰ شمارہ:۲۰،۲۱ بابت ۱۳،۲۰ شوال ۱۴۰۹ھ،۱۹،۲۶ مئی ۱۹۸۹ء فتویٰ ازقلم شیخ الحدیث مولانا عبیداللہ عفیف۔لاہور۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

مصادر و مراجع

1 القرآن الکریم .
2 الاجماع لابن المنذر .
3 اوجز المسالك،مولانا محمد زکریا کاندھلوی .
4 الاشباہ و النظائر،للحموی.
5 انارۃ المصابیح لاداء صلوٰۃ التراویح علّامہ حافظ محمد ابراہیم میرسیالکوٹی .
6 احکام الاحکام،ابن دقیق العید .
7 بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی احمد عبدالرحمٰن البنّاء
8 بل الغمام حاشیہ شفاء الاوام،للشوکانی .
9 البحر الرائق،ابن نجیم .
10 تحفۃ الاحوذی ،علّامہ مبارکپوری .
11 تہذیب التہذیب،حافظ ابن حجر .
12 التعلیق الممجد ، مولانا عبدالحئ لکھنوی .
13 تحفۃ الاخیار،مولانا عبدالحئ لکھنوی .
14 الحق الصریح للقاسمی .
15 حجۃ اللہ البالغہ،شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی .
16 درّالمختار،علّامہ طحطاوی .
17 ریاض الصالحین،امام نووی .
18 ردّالمختار،علّامہ شامی .
19 عمدۃ الرعایہ علی شرح الوقایہ،مولانا عبدالحئ لکھنوی.
20 عین الہدایہ،مولانا عبدالحئ لکھنوی .
21 الفتح الربانی ترتیب وشرح مسند احمد الشیبانی للبنّاء
22 فتح الباری شرح صحیح بخاری ابن حجر العسقلانی .
23 زادالمعاد،علّامہ ابن القیّم .
24 السنن الکبری،امام بیہقی .
25 السراج الوہّاج شرح صحیح مسلم بن الحجّاج، علّامہ نواب صدیق حسن خان .
26 شرح مسلم نووی .
27 شرح موطأ الزرقانی .
28 شرح کنزلابی السعود .
29 شرح معانی الآثار،امام طحاوی .
30 صحیح بخاری مع الفتح،امام بخاری .
31 صحیح مسلم مع نووی،امام مسلم .
32 صحیح الجامع الصغیر،للالبانی .
33 صحیح ترمذی،للالبانی .
34 صحیح ابوداؤد للالبانی .
35 صحیح نسائی للالبانی .
36 صحیح امام ابن حبّان ترتیب الفاسی .
37 صحیح ابن خزیمہ تحقیق ڈاکٹر مصطفیٰ الاعظمی .
38 صلوٰۃ التراویح،للالبانی .
39 العرف الشذی،علّامہ انورشاہ کشمیری .
40 عمدۃ القاری،علّامہ عینی .
41 لطائف قاسمیہ،مولانا محمد قاسم نانوتوی .
42 المفاتیح لاسرارالتراویح،امام سیوطی .
43 مراقی الفلاح شرح نورالایضاح،ابوالسعود .
44 مصفّی شرح موطأ شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی .

صحیح دینی معلومات کے لئے ''توحید پبلیکیشنز'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

www.mohammedmunirqamar.com

45 فقہ السنہ سیّد سابق ۔
46 الفقہ علی المذاہب الاربعہ للجزیری ۔
47 فتاویٰ الصیام،ابن باز ۔
48 فیض الباری،علاّمہ انور شاہ کشمیری ۔
49 فتح الملہم،علاّمہ شبیر احمد عثمانی ۔
50 فتح القدیر شرح ہدایہ،علاّمہ ابن الہمام ۔
51 فتاویٰ شرنبلالی،علاّمہ شرنبلالی ۔
52 فتاویٰ علمائے حدیث،مولانا علی محمد سعیدی ۔
53 فتح سرّ المنّان فی تائید مذہب النعمان،نانوتوی۔
54 قبولیتِ عمل کی شرائط،ابوعدنان محمد منیر قمر ۔
55 حاشیہ کنز،مولانا نانوتوی ۔
56 کتاب الحوادث والبدع،للطرطوشی ۔
57 کتاب الاعتصام،امام شاطبی ۔
58 کشف الستر ،علاّمہ انور شاہ کشمیری ۔
69 مسند دارمی،امام دارمی ۔
60 مختصر قیام اللیل للمروزی امام قزوینی ۔
61 موطأ امام محمد ۔
62 ما ثبت بالسنہ،شیخ عبدالحق دہلوی ۔
63 المرعاۃ شرح مشکوٰۃ،علاّمہ عبیداللہ رحمانی ۔
64 مجمع الزوائد،امام ہیثمی۔
65 مدارج النبوۃ،شیخ عبدالحق دہلوی ۔
66 مسک الختام،نواب صدیق حسن خان ۔
67 المرقاۃ،ملاّ علی قاری ۔
68 نصب الرایہ،علاّمہ زیلعی ۔
69 نمازِ تراویح،مولانا کرم الدین سلفی،
ضمیمہ: ڈاکٹر مقتدی حسن ازہری ۔
70 الہدایہ،علاّمہ مرغینانی ۔

جرائد ومجلّات

(71)1۔ ہفت روزہ اہلحدیث،لاہور ۔
(72)2۔ ماہنامہ الفرقان،بریلی ۔

صحیح دینی معلومات کے لئے ''**توحید پبلیکیشنز**'' کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

توحید پبلیکیشنز کا پیغام
امت مُسلمہ کے نام

☆ مذہبی تعصّب، مسلکی عناد اور فرقہ واریت قوم کیلئے زہر ہیں، اِن سے بالاتر ہو کر خالص قرآن کریم اور سنّتِ صحیحہ کی بنیاد پر امت کے شرعی مسائل کا حل تلاش کریں۔

☆ قدیم علوم کے ساتھ ساتھ عصری علوم سے استفادہ کرتے ہوئے جدید فقہی مسائل میں اجتہاد کر کے فتاویٰ صادر کرنے والے دورِ حاضر کے علماء و فقہاء کی کوششوں کے نتائج سے فائدہ اٹھائیں۔

☆ دعوت و تبلیغِ دین میں حکمتِ عملی کو نظر انداز کرنا تو مصالحِ دینیہ کے خلاف ہے مگر حلال و حرام میں تو رواداری نہ برتیں اور قوانین و مسائلِ اسلامیہ کو نرم کر کے اسلامی روح کو تو نہ کمزور کر دیں۔

☆ جہالت و بے علمی کا دور گزر گیا۔ نورِ علم کے چراغ لے کر آگے بڑھیں، جہالت کو مٹائیں اور باطل کا بھرپور تعاقب کریں۔

☆ اگر آپ ایسا معتدلانہ رویہ پسند کرتے ہیں تو **"توحید پبلیکیشنز"** کی مطبوعات کا مطالعہ فرمائیے اور اسکا تعاون کیجیے، کیونکہ اسکی مطبوعات کو آپ اسی طرزِ فکر کی حامل اور انہیں صفات سے مزیّن پائیں گے۔

اِن شَآء اللہ

NAMAAZ E TARAWEEH

SAUDI ULEMA KE FATAWA

AUR

HARAMAIN SHARIFAIN MEIN TARAWEEH

(TEDATE RAK'AT IZALA E SUBHAT)

URDU

15

Published By:

توحید پبلیکیشنز

TAWHEED PUBLICATIONS

#43,S.R.K.Garden,BANGALORE-560 041

Email: tawheed_pbs@hotmail.com